سکھ عہدِ اسلامی میں

از

عباد اللہ گیانی

کتاب منزل لاہور

بار اوّل

سنہ ۱۹۴۸ء

قیمت 200 روپے

شیخ نیاز احمد نے اپنے علمی پرنٹنگ پریس
میں چھپوا کر کتاب منزل کشمیری بازار لاہور
سے شائع کیا +

سکھ مسلم اتحاد کے

متمنی اشخاص کے نام

فہرست مضامین

عرض حال

جب سے مسلمانوں نے اپنے ہندو بھائیوں کی طرف سے کئے گئے مسلسل سوشل بائیکاٹ کی بنا پر اپنے زندہ رہنے کی غرض سے پاکستان کے قیام کا مطالبہ کیا ہے۔ ہمارے سکھ دوست اس کی مخالفت میں بلاوجہ شور مچا رہے ہیں۔ اور قتل و غارت کی دھمکیاں دینے سے بھی دریغ نہیں کر رہے نیز اس امر میں بھی کوشاں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کا یہ جائز مطالبہ رد کر دیا جائے۔ اس ضمن میں ان کی طرف سے بھولے بھالے اور سیدھے سادھے عام سکھ بھائیوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کے لئے سابقہ مسلمان سلاطین کے ظلموں کی فرضی داستانوں کا بھی عام تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کی مخالفت اس بنا پر ہی کی جا رہی ہے کہ اسلامی حکومت کے زمانہ میں سکھ صاحبان کے بزرگوں اور گوروؤں پر بہت مظالم کئے گئے تھے۔ اس لئے اب وہ اپنے جیتے جی دوبارہ مسلمانوں کو ہندوستان میں اقتدار حاصل کرنے کا موقعہ نہیں دینگے۔

ایسے وقت میں مناسب معلوم ہوا کہ ایک کتاب "سکھ عہد اسلامی میں" کے نام پر شائع کی جائے جس میں کہ سکھ کتب کے حوالجات سے ثابت کیا جائے کہ

مسلمان بادشاہوں اور حکمرانوں نے ہمیشہ سکھ بھائیوں کے بزرگوں اور گورو
سے نہایت ہمدردانہ اور برادرانہ سلوک کیا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا جاسکتا ہے
کہ مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں جو مراعات ہمارے سکھ دوستوں کو حاصل
تھیں۔ ان کا عشر عشیر بھی اُن کو اپنی سکھ حکومت کے زمانہ میں حاصل نہ ہوسکا[1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ سکھ تاریخ میں بعض ایسے واقعات بھی ملتے
ہیں کہ جن سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض سکھ گورو صاحبان کو کچھ مشکلات
و مصائب سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ لیکن اگر ان کے اسباب کو ملحوظ رکھا جائے تو
وہ مسلمان بادشاہوں کی بریت کے لئے بہت حد تک کافی ہیں۔

چنانچہ سکھ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت بابا نانک صاحب کے بعد
جس قدر بھی گورو تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ان سب کے خلاف مزاحمت کرنے والے
لوگوں کی صف اوّل میں سابقہ گورو صاحب کے فرزند ارجمند اور دوسرے قریبی
رشتہ دار ہی ہوا کرتے تھے۔ اور اُن کی طرف سے گورو صاحبان کی مخالفت میں کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا جاتا تھا۔ بابا نانک صاحب کے بعد ہمارے سکھ بھائی

---

[1] ہم عنقریب ایک کتاب "سکھ اپنی سکھ حکومت میں" کے نام پر شائع کر رہے ہیں۔ جس
میں کہ سکھ کتب کے حوالہ جات سے اس امر پر روشنی ڈالی جائیگی۔ کہ سکھ بھائیوں کے ساتھ سکھ
حکومت میں کس قسم کا برتاؤ ہوتا رہا۔ تاکہ ناظرین دونوں حکومتوں میں تفرقہ کرکے حقیقت معلوم کر سکیں۔

گورو انگد صاحب کو اپنا گورو تسلیم کرتے ہیں۔ اس گورو صاحب کے سب سے بڑے مخالف بابا صاحب کے بیٹے ہی تھے۔ ان کی اس مخالفت کا تذکرہ سکھ کتب میں اس حد تک کیا گیا ہے کہ انہوں نے گورو انگد صاحب کو کوڑھی ہونے شراپ دیا۔ جس کے اثر سے ان کے ایک انگوٹھے پر جذام کی بیماری ہوگئی۔ جس کی پیپ گورو امرداس صاحب گورو بننے سے قبل اپنے منہ سے چوستے رہتے۔ بلکہ بعض سکھ دوستوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس شراپ کا اثر گورو ارجن صاحب تک رہا۔ اور چاروں پانچوں گورو جذامی ہی ہوتے رہے۔ گورو ارجن صاحب نے مسری چند سے مل کر اس شراپ کو معاف کروالیا۔ ورنہ شاید اس شراپ کا اثر تمام گورو صاحبان تک ہی چلتا جاتا۔ گورو انگد صاحب کو بابا صاحب کے فرزندوں کی مخالفت کی وجہ سے بابا صاحب کا آخری مسکن کرتار پور چھوڑنا پڑا۔ ان کے بعد گورو امرداس صاحب کو تیسرا گورو یقین کیا جاتا ہے۔ ان کی مخالفت میں گورو انگد صاحب کے فرزندوں نے سر توڑ کوشش کی۔ بلکہ انگد صاحب کے ایک بیٹے سے متعلق سکھ تاریخ میں یہاں تک مرقوم ہے

لہ اداسی فرقے سے تعلق رکھنے والے سکھ دوست گورو انگد صاحب کی گوریائی کے قائل نہیں۔ ان کے خیال کے مطابق بابا نانک صاحب کسی نئے مذہب کے بانی نہ تھے اور نہ انہوں نے اپنے بعد گورو انگد صاحب کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ بلکہ بعد میں لوگوں نے اپنے پاس سے یہ بات بابا صاحب کی طرف منسوب کردی۔

(ملاحظہ ہو "مرڈت منی چرتا مرت" مصنفہ سوامی گنگیشور داس ادھنسدی)

کہ اوس نے ایک مرتبہ گوریائی کی گدّی سے اتارنے کے لیے گوروامرداس کی کمر میں اس زور سے لات ماری کہ آپ سنبھل نہ سکے اور منہ کے بل گر پڑے۔

ان کے بعد گورو رام داس صاحب کی گوریائی کا زمانہ شروع ہوا۔ یہ گورو صاحب حالانکہ گورو امرداس صاحب کے حقیقی داماد تھے۔ لیکن اس کے باوجود سب سے پہلے ان کی مخالفت گورو امرداس صاحب کے بچوں سے شروع ہوئی۔ ان کے بعد ان کے سب سے چھوٹے بیٹے گورو ارجن صاحب کو گورو مقرر کیا گیا۔ ان کی دشمنی میں ان کے بڑے بھائی سری پرتھی چند کمر بستہ ہو گئے۔ اور ان کی طرف سے آخر دم تک گورو ارجن صاحب کے خلاف ریشہ دوانیاں ہوتی رہیں۔ اور گورو صاحب کو نقصان پہنچانے کی غرض سے ہر جائز اور ناجائز حرکت کی گئی چونکہ اس نے بعض حکام میں بھی رسوخ حاصل کر لیا تھا۔ اس لئے ان کو بھی گورو صاحب کے خلاف اکساتا رہا۔ گورو ارجن صاحب کے بعد ان کے اکلوتے بیٹے گورو ہرگوبند صاحب کی گوریائی کا زمانہ شروع ہوا۔ ان کی گوریائی بھی ان حالات میں سے ہی گذری۔ ایک طرف تو ان کے چچا ان کے بچپن سے ہی ان کو مروا دینے کی فکر میں تھے۔ اور دوسری طرف ان کے گورو مقرر ہونے کے بعد ان کا حقیقی پوتا دھیرمل بھی ان کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے میں مصروف رہا۔ بلکہ وقتاً فوقتاً وہ سرکاری حکام کو بھی گورو صاحب کے خلاف اکساتا رہا۔ ان کے بعد ان کے دوسرے پوتے گورو

ہر رائے صاحب گورو مقرر ہوئے۔ ان کے خلاف بھی ان کے بھائی بندوں کی طرف سے ہی مخالفت کا آغاز ہوا۔ بلکہ اورنگ زیب کے پاس بعض رپورٹیں بھی گئیں۔ ہر رائے کے بعد ان کے چھوٹے لڑکے جن کی عمر ۵-۶ سال کی ہی تھی۔ گورو تسلیم کئے گئے۔ ان کے بڑے بھائی رام رائے نے گوریائی کی گدی کے حصول کے لئے مقدمات بھی کئے۔ بلکہ سکھ مؤرخین کے نزدیک گورو ہر کرشن کی چیچک سے موت بھی رام رائے کے شراپ کا اثر تھا۔ گورو ہر کرشن کے بعد بہت سے سوڈھی صاحبان گوریائی کے مدعی ہوئے۔ لیکن گورو تیغ بہادر کو خاص طور پر نوواں گورو تسلیم کیا گیا۔ آپ گورو نہیں بننا چاہتے تھے۔ مگر پھر بھی آپ کو گوریائی کی گدی قائم کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اور آپ کے انکار کے باوجود آپ کی والدہ ماجدہ کی کوشش سے آپ کو بھی گورو مشہور کر دیا گیا۔ آپ کا باقی تمام خاندان مخالف رہا۔ ایک مرتبہ تو آپ کے ایک بہت قریبی رشتہ دار نے آپ کو ہلاک کرنے کی غرض سے آپ پر بندوق سے فائر بھی کئے جس سے آپ کچھ زخمی بھی ہو گئے۔ آخر آپ بقول سکھ مؤرخین اپنا مسکن چھوڑ کر تیرتھوں پر چلے گئے۔ ان کے بعد گورو گوبند سنگھ صاحب کی گوریائی کا زمانہ شروع ہوا۔ آپ کا تمام زمانہ اپنے اور بیگانوں سے جنگ وجدل میں بسر ہوا۔ ان کے خاص مسندوں نے ایک مرتبہ آپ کو گوریائی کی گدی سے معزول کرنے کا مشورہ کیا۔ اس مشورہ میں گورو صاحب موصوف کی والدہ ماجدہ بھی شامل ہوئیں۔ لیکن گورو صاحب کو

جلد پتہ چل گیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے اس سازش پر قابو پالیا۔ اور بعض سرکردہ مسندوں کو سزائیں بھی دیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔

الغرض گورو نانک صاحب کے بعد جس قدر بھی گورو گزرے ہیں اُن سب کے مخالف سابقہ گورو صاحب کے گھر کے لوگ ہی ہوتے رہے ہیں۔ ان گورو صاحبان کی مخالفت اس حد تک طول پکڑتی رہی کہ ان کے مخالفین کی طرف سے اکثر اوقات حکومت وقت کو بدظن کرنے کے لئے بھی پوری پوری کوشش کی گئی۔ سکھ کتب میں سکھ گورو صاحبان کے بھائی بندوں کی ایسی رپورٹیں بھی نقل کی گئی ہیں جو انہوں نے حکومت وقت کے پاس گورو صاحبان کے خلاف پیش کیں۔ ان میں یہاں تک بھی مذکور ہے کہ گورو صاحبان اپنے پاس چوروں اور ڈاکوؤں کو جمع کر رہے ہیں۔ اور اُن کی فوج بنا کر حکومت کے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں۔ اور حکومت کے مقابلہ پر الگ اپنی ایک حکومت قائم کرنے میں کوشاں ہیں اور شاہی باغیوں کو بھی پناہ دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی روپیہ وغیرہ سے بھی امداد کرتے ہیں۔ ان باتوں کا ابھی سے تدارک نہ کیا گیا تو بعد میں اُن پر قابو پانا محال ہو جائیگا۔ اس قسم کی رپورٹوں کے ذریعہ حکومت وقت کا گورو صاحبان کی طرف سے بدظن ہو جانا ایک لازمی امر تھا۔ کیونکہ یہ رپورٹیں کرنے والے غیر لوگ نہ تھے۔ بلکہ یہ گورو صاحبان کے گھر کے لوگ ہی تھے۔ جو گورو صاحب کے

اندرونی اور بیرونی حالات سے پوری طرح آگاہ خیال کئے جا سکتے تھے ان کی رپورٹوں کو غلط قرار دینے کی حکومت کے پاس بظاہر کوئی معقول وجہ نہ تھی۔ تاہم مسلمان بادشاہوں کا گوروصاحبان سے نیک سلوک اس حد تک تھا۔ کہ ان رپورٹوں کے باوجود انہوں نے سکھ گوروصاحبان کے خلاف ایکشن لینے میں ہمیشہ تامل کیا اور حتی الامکان اس سے گریز ہی کرتے رہے۔ جس پر سکھ تاریخ شاہد ہے۔ چنانچہ سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ گورو صاحب کے خلاف رپورٹ کی گئی کہ اس نے بادشاہ اکبر کی جنم پتری چروالی ہے۔ اس پر اکبر نے بجائے اُن کے خلاف کوئی ایکشن لینے کے یہ کیا کہ گوروصاحب کو کہلا بھیجا اگر آپ کو کچھ ضرورت ہے تو ہم آپ کو زمین وغیرہ دے دیتے ہیں اس پر مستزاد یہ ہے کہ اگر مسلمان بادشاہوں کو کسی وقت کسی گوروصاحب کو اپنے دربار میں طلب کرنے کی ضرورت بھی پیش آئی۔ تو اُن کے ادب اور احترام کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا۔ بلکہ کئی گوروصاحبان کے خلاف ان کے بھائی بندوں کے قائم کردہ مقدمات کا فیصلہ ایسے رنگ میں دیا گیا کہ جس سے گورو صاحبان کو زیادہ سے زیادہ سہولت رہے۔ اور اُن کے حقوق کی بھی پورے طور پر حفاظت ہو۔ ایسے مواقع پر اگر حکومت کو کوئی مالی بوجھ بھی برداشت کرنا پڑا تو اس سے دریغ نہ کیا گیا نیز سکھ گوروصاحبان کو اپنے خیالات اور اشاعت کی پوری پوری آزادی دی گئی۔

دوسرا سبب یہ بھی تھا کہ حکومت وقت کے بعض ہندو اراکین کو جو اچھے اچھے ذمہ داری کے عہدوں پر فائز تھے بعض ذاتی معاملات کی بناء پر سکھ گورو صاحبان سے کچھ کاوش تھی جس وجہ سے وہ ہمیشہ گورو صاحبان کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے اور گورو صاحبان کے گھر کے دشمن ان سے مل کر ریشہ دوانیاں کرنے میں مصروف رہتے تھے چونکہ ان ہندوؤں کو حکومت میں دخل ہوتا تھا اس لیئے وہ اکثر اوقات مسلمان حکام کو گورو صاحبان کے خلاف اکساتے رہتے تھے۔ اور کبھی کبھی ان کو کچھ کامیابی بھی ہو جاتی تھی۔ لیکن مسلمان سلاطین کے سامنے جب کبھی کوئی ایسا معاملہ آتا۔ تو وہ بڑے سے بڑے سرکاری افسر کو بھی جو گورو صاحب سے اپنا کینہ نکالنا چاہتا تھا سزا دینے سے دریغ نہ کرتے۔ بلکہ ایسے مجرموں کو گورو صاحبان کے ہی سپرد کر دیتے تاکہ وہ خود ہی ان کے لئے مناسب تجویز کریں۔

تیسرا سبب یہ بھی تھا کہ گورو صاحبان کے یہ مخالف ہندو حکام ان مسلمانوں کے ذریعہ بھی سرکاری حکام کو گورو صاحبان سے بدظن کرنے میں کوشاں رہتے جن سے ان کے دوستانہ مراسم اور تعلقات تھے۔ اور بعض اوقات یہ گورو صاحبان کے خلاف اثر پیدا کرنے میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو جاتے تھے پس سرکاری حکام کی گورو صاحبان کی براہ راست کوئی مخالفت نہ تھی۔ بلکہ گورو صاحبان کے اپنے خاندان کے افراد یا گورو صاحبان کے ذاتی دشمن ہندو ہی واسطہ تھے۔

چوتھا سبب یہ بھی تھا کہ سکھ تاریخ کی رُو سے ظاہر ہے کہ بعض گورو صاحبان سے بھی کچھ ایسے ناخوشگوار واقعات سرزد ہوئے کہ جن کو حکومت کے کان بھرنے کے لئے گورو صاحبان کے گھر ملیو دُشمنوں نے گورو صاحبان کو نقصان پہنچانے کے لئے مفید آلۂ کار سمجھا اور خوب استعمال کیا۔ یہ امور ایسے نہ تھے کہ جن کے بارہ میں کوئی حکومت بھی درگذر سے کام لیتی مثلاً گورو ارجن صاحب کا خسرو بغاوت میں اس کی اس پیشکش پر روپے سے امداد کرنا کہ وہ جہانگیر پر فتح حاصل کرنے کے بعد پنجاب کا تمام علاقہ گورو صاحب کے حوالہ کر دیگا۔ اور شاہی اصطبل سے بعض گھوڑوں کا نکال لیا جانا اور شاہجہان کا ایک قیمتی باز پکڑ لیا جانا وغیرہ وغیرہ۔ ان واقعات نے بھی حکومت کو حرکت میں آنے کی ترغیب دی۔ اور یہ ایسے واقعات ہیں کہ اگر ان کو آج کسی سکھ ریاست مثلاً پٹیالہ یا نابھہ میں کسی مسلمان پیر یا فقیر کی طرف سے دُہرایا جائے تو وہ اس سے بہت بڑھکر ایکشن لے جو کہ حکومت اسلامیہ نے سکھ گورو صاحبان کے خلاف لیا تھا۔

پانچواں سبب ہمارے سامنے یہ بھی ہے کہ بعض گورو صاحبان کے اپنے خدام کی نمک حرامیاں بھی اُن کے نقصان اور تکلیف کا باعث ہیں۔ اگر وہ گورو صاحبان سے غداری نہ کرتے۔ تو بعض واقعات اس رنگ میں تاریخ میں نہ ہوتے جس رنگ میں کہ اب ہیں۔

چھٹا سبب یہ بھی ہے کہ بعض واقعات غلط طور پر سکھ صاحبان کی کُتب میں داخل کر دیئے گئے۔ جن کی غرض محض مسلمان بادشاہوں کو بدنام کر کے سکھوں کو مسلمانوں سے بدظن کرنا ہے۔ ورنہ حقیقت میں وہ واقعات اصلیت کے سراسر خلاف ہیں۔ ایسے غلط واقعات کی تردید سکھ کُتب سے ہی ہو جاتی ہے۔

بہرحال ایک محقق کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ اگر اُس کے سامنے سکھ تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے کوئی ناخوشگوار واقعہ آئے تو اُس کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیئے کہ وہ کن حالات میں ظہور پذیر ہوا۔ نیز اُس کے اسباب کیا ہیں۔ اور حکومتِ وقت کا اس میں براہِ راست کیا تعلق تھا۔ اگر وہ اِن امُور کو مدِ نظر رکھ کر تحقیق کرے گا تو ہم پُورے یقین اور وثوق سے کہتے ہیں کہ ہر ایک ناخوشگوار واقعہ اپنی ذات میں ہی اسلامی حکُومت کی بریّت کے لئے کافی ہوگا۔ اور اُس کی تغلیط کے لئے سکھ کُتب سے ہی بہت سے سامان مل جائینگے۔

گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"ہم یہ نہیں کہتے کہ کُل مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا۔ بہت سے ایسے بھی ہوئے ہیں۔ جو نیک مزاج تھے اور ہندوؤں کے ساتھ عمدہ عمدہ سلوک بھی کرتے رہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آٹھ سو سال کے اندر

ہندوؤں کا نام بھی باقی نہ رہتا۔" (تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ دوم)

مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ صاحب کے اس مدلل بیان میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے ہندوستان پر ایک بہت بڑے لمبے عرصہ تک حکومت کی ہے۔ اگر مسلمان بادشاہوں اور حکام کی طرف سے ہندوؤں پر مظالم ڈھائے جاتے۔ تو اوّل تو ان کو اللہ تعالےٰ اتنے لمبے عرصہ تک حکومت کرنے کا موقعہ ہی نہ دیتا۔ اور دوسرے فی الواقعہ اس قدر لمبے عرصہ میں ہندوؤں کا نام بھی باقی نہ رہتا۔ لیکن تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمان سلاطین نے اپنے عہد حکومت میں اپنے غیر مسلم برادران وطن کو ہر طرح کی مراعات دے رکھی تھیں۔ اور ان کو حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر بھی فائز کیا گیا تھا۔ اور اکثر غیر مسلم اراکین سلطنت نے حکومت کے ساتھ پورے طور پر تعاون کیا اور نہایت وفاداری سے اسلامی حکومت کی طرف سے عائد کردہ فرائض سرانجام دئے۔ بلکہ بعض مسلمان بادشاہوں سے رشتہ ناطہ کر کے اپنے تعلقات بڑھانے کی بھی کوشش کی۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بعض مسلمان بادشاہ ایسے بھی ہیں کہ جن کی مائیں ہندو خواتین تھیں۔ اور جنہوں نے ہندو مستورات کی چھاتیوں کا دودھ پی کر پرورش پائی تھی۔

آج اگر ہم ایک دوسرے سے دُور نظر آ رہے ہیں تو اُس کی وجہ محض یہ ہے کہ ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ ہمارے غیر مسلم بھائیوں کو مطمئن رہنا چاہیئے کہ مسلمانوں کا اقتدار اُن کے لیئے نہ تو ماضی میں ہی کسی خطرہ کا مُوجب بنا اور نہ مستقبل میں ہی کسی نقصان کا باعث بن سکتا ہے

۶ اجولائی ۱۹۴۶ء

راقم

عباد اللہ گیانی

ڈلھوزی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سکھ عہد اسلامی میں

ہمارے سکھ دوست جناب بابا نانک صاحب کو اپنے مذہب کا بانی تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کی پیدائش جس زمانہ میں ہوئی۔ اُن دِنوں لودھی خاندان ہندوستان پر حکمران تھا اور جس علاقہ میں آپ کے والدین آباد تھے۔ اُس کا حاکم ایک مسلمان رائے بلار شخص[۱] تھا۔ جو ایک نومسلم بھٹی راجپوت خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ بابا نانک صاحب کے والد ماجد رائے بلار کے پاس ملازم تھے۔ جن کے سپرد زمینوں کے انتظام وغیرہ کا کام تھا۔ رائے بلار نے بابا صاحب موصوف کی پیدائش سے آخر تک جس قسم کا حسن سلوک بابا صاحب اور اُن کے والدین سے کیا اُس سے سکھ کتب کے اوراق بھرے پڑے ہیں +

مشہور و معروف سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

---

[۱] یہ نام سکھ کتب میں مرقوم ہے

بابا صاحب کے بچپن میں اُن کے والد نے اُن کو تجارت کرنے کے لئے ۲۰ روپیہ کی رقم دی اور اُنہوں نے وہ رقم فقراء کے کھانا کھلانے میں صرف کر دی۔ جب اُن کے والد کو اس کا علم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوئے بلکہ اُنہوں نے مار پیٹ کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ رائے بلار کو اس کا علم ہوا تو اُس نے فوراً بابا صاحب کے والد کو اپنے پاس بُلایا اور سخت ناراض ہو کر کہا کہ :۔

"جب میں نے تمہیں حکم دیا ہوا ہے کہ جو کچھ نانک خرچ کرے وہ میرے خزانہ سے وصول کر لیا جائے لیکن اس کو کچھ نہ کہا جائے پھر تم نانک پر ناراض کیوں ہوئے ہو۔ میں کیا کروں تم نانک کے باپ ہو ورنہ میں تمہیں ابھی سزا دیتا"

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۵ گورمکھی)

اس کے علاوہ سردار ہوشیار سنگھ صاحب نے لکھا ہے کہ :۔

"رائے بلار نے کہا کہ اے کالو! تو نانک کو تنگ نہ کیا کر۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کوئی ولی ہے۔ اگر تجھے روپوں کی ضرورت ہے تو مجھ سے لے جا"

(ترجمہ اناتہاس سکھ گورو صاحبان گورمکھی صفحہ ۱۵)

چنانچہ اُس نے اپنے نوکر کو بُلا کر کہا کہ ابھی بیس روپے لا کر نانک کے والد کو دے دو جیسا کہ مرقوم ہے :۔

"رائے نے کالو سے کہا کہ اب تک میں نے کبھی بھی تجھے بُرا نہیں کہا۔ لیکن آج کہتا ہوں کہ تُم بیس روپے کے لئے اس پر اس قدر ناراض ہوتے ہو لے

امیدہ (حمیدہ) جا اور میری بیوی سے بیس[۲۰] روپیے لاکر کالو کو دے دو"

(ترجمہ از جنم ساکھی چھاپہ تھپر صفحہ ۳۰)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ ایک مسلمان حاکم کے دل میں کس قدر پیار تھا۔ تاریخ اس امر پر بھی روشنی ڈالتی ہے کہ جب باباصاحب کے والد صاحب کی ناراضگی میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔ تو رائے بلار نے ایک چٹھی باباصاحب کے بہنوئی لالہ جیرام داس کو لکھی جس کا مضمون یہ تھا:۔

"گورونانک جی کو آپ کے پاس روانہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں اس کا باپ سخت سست کہتا ہے۔ اور یہ باخدا متوکل حق پرست ہے۔ اُمید ہے کہ آپکے پاس خوش رہے گا۔ اور آپ اس کی خوشنودی میں سعادت دارین تصور فرمائینگے یہ اگرچہ بظاہر تمہارا سالا ہے۔ لیکن فی الحقیقت اس کا رتبہ ہم سب سے اعلےٰ ہے۔ میں اس کو اپنے پاس رکھتا اگر عوام الناس میں ہندو اور مسلمان کی امتیاز نہ ہوتی۔ جس قدر نانک جی کو آپ خلق محبت سے رکھیں مجھکو ممنون احسان بنائیں گے"۔ سوانحعمری گورونانک دیوجی مہاراج صفحہ ۱۹

رائے بلار کی مندرجہ بالا چٹھی بھی یہی ظاہر کرتی ہے کہ اوس کے دل میں باباصاحب کے لئے سچی محبت تھی۔ اور وہ اُن کی تکلیف کو اپنی تکلیف خیال کرتا تھا۔ اور اُن کو آرام پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا +

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ بابانانک صاحب کی شادی بہت دھوم دھام

سے کی گئی تھی اور بہت سا ساز و سامان کیا گیا تھا اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ بابا صاحب کے والد ماجد تو بہت بڑے دولتمند اور رئیس نہ تھے اس قدر ساز و سامان کیوڑے ہیں چنانچہ ان اعتراض کرنے والوں میں آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند صاحب صف اوّل میں ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ :۔

"نانک جی بڑے دولت مند اور رئیس نہ تھے۔ لیکن ... نانک جی کی شادی پر بہت سے گھوڑے۔ رتھ۔ ہاتھی سونے چاندی موتی پنہ وغیرہ تھے اور جواہرات سے مرصّع (سامان) اور بیش بہا جواہرات کا تو حد و حساب نہیں ایسا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہیں" "ستیارتھ پرکاش سملاس"

اس میں کوئی شک نہیں کہ بظاہر یہ ساز و سامان مبالغہ ہی نظر آتا ہے۔ لیکن جب اس پر سکھ تاریخ کی روشنی میں غور کیا جائے تو یہ ایک حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ تمام ساز و سامان رائے بلار نے پیش کیا تھا اور رائے بلار اپنے علاقہ کا ایک بہت بڑا رئیس تھا چنانچہ بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بابا صاحب کے والد ماجد رائے بلار کے پاس بابا صاحب کی شادی کا پیغام لے کر گئے اور کہا کہ :۔

کالو گیو تب رائے کے پاس کری ارداس تعظیم بکھانی
نانک داس تمارے کو بیاہ چلو سلطان پورے ہم ٹھانی

آکھس لین کو آیا ہیں رائے جی دیھو بجلاٹے کے بات سیانی
اوس ہیں رائے بھیو سُن کے مت کالو رہی مجھ نیت اجانی

نانک پرکاش ادھیائے ۲۱ پوربادھ

یعنی۔ کالوجی نے رائے بلار سے بڑے احترام کے ساتھ عرض کیا کہ آپکے خادم نانک کی شادی ہے اور مجھے سلطان پور جانا ہے۔ اس کی اجازت عنایت فرمائیں۔ رائے بلار نانک کی شادی کا سُن کر بہت خُوش ہوا +

اس کے بعد بھائی صاحب نے بیان کیا ہے کہ کالو سے رائے بلار نے کہا کہ اس موقعہ پر آپ کو جس چیز کی اور جس قدر روپے کی ضرورت ہو آپ بلا تکلف مجھ سے حاصل کر سکتے ہیں چنانچہ اُس نے اپنا بہت سا ساز و سامان کالو کے حوالہ کر دیا +

بھائی ویر سنگھ صاحب نے لکھا ہے کہ :۔

صادق راجہ (رائے بلار) نے اپنے پیارے بابا نانک صاحب کے لئے شادی کے موقعہ پر اپنے تمام ساز و سامان کو بابا کالوجی کے حوالہ کر دیا تھا ہے ..... اعتراض کرنے والوں نے یہ غور ہی نہیں کیا کہ کوئی جی نے خود ہی بڑے سامان کے حاصل ہونے کا پتہ بھی دے دیا ہے"۔

ترجمہ از نانک پرکاش سمپاوت گورمکھی بھائی ویر سنگھ صاحب صفحہ ۲۹

نواب دولت خاں

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ نواب دولت خاں صاحب سلطان پور کے علاقہ کے نواب تھے۔ رائے بلار کے علاوہ آپ بھی باباصاحب سے محبت کرنے والوں میں سے تھے جب رائے بلار نے باباصاحب کو اُن کے بہنوئی لالہ جیرام اس صاحب کے پاس سلطان پور بھجوا دیا تو آپ وہاں نواب صاحب موصوف کے مودیخانہ کے انچارج مقرر ہو گئے۔ آپ جو کچھ بھی کماتے وہ غربا میں تقسیم کر دیتے۔ اور اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتے۔ آپ کی اس فیاضانہ روش کو بعض لوگوں نے بہت ہی ناپسند کیا۔ بلکہ یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ آپ مودیخانہ میں سے غبن کر رہے ہیں۔ چنانچہ لالہ دیارام صاحب عاکف رقم فرماتے ہیں کہ :۔

"منشی جادو رائے کو حکم ہوا کہ حساب کتاب کی پڑتال کرے۔ پانچ روز تک حساب ہوتا رہا ہے۔ مبلغ تین سو بیس روپے گورو صاحب کے نام فاضل نکلے۔ اس نے جادو رائے[1] سے پوچھا کہ تم او نیز دیگر اشخاص بھی مودیخانہ کی شکایت کیا کرتے

---

[1] جادو رائے کے متعلق پنڈت دیارام صاحب عاکف نے لکھا ہے کہ :۔

"جادو رائے بڑا طامع اور ایک دُنیا پرست آدمی تھا ہمیشہ گورو صاحب سے رشوت کا خواستگار رہا لیکن آپ سگانِ دُنیا کی کب پروا کرتے تھے کبھی ایسے لوگوں کو منہ نہیں لگاتے تھے۔ جادو رائے نے حساب پڑتال کرتے وقت پانچ روز تک کوشش کی کہ کسی طرح کوئی غلطی برآمد ہو یا حساب میں میں کوئی نقص نظر آئے تو نانک جی کو جرمانہ وغیرہ کرایا جائے اور جھوٹا کیا جائے"

سوانحعمری گورو نانک دیو جی مہاراج صـ ۲۶

تھے کہ نانک جی روپیہ برباد کر رہے ہیں۔ اب یہ فاضلہ کہاں سے برآمد ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ حضور والا حساب تو ایسا ہی ہے"۔

سوانح عمری گورو نانک دیو جی مہاراج ص۲۵

آخر بابا صاحب نے اس عہدہ سے سبکدوش ہو کر فقیرانہ زندگی اختیار کر لی۔ جب نواب دولت خاں صاحب کو اس کا علم ہوا تو اُس کو بہت افسوس ہوا چنانچہ اُس نے یہاں تک کہہ دیا کہ:۔

"اے نانک یہ میری بدقسمتی ہے کہ آپ جیسا میرا اہلکار فقیر بن گیا ہے"

ترجمہ از میکالف اتہاس حصہ اوّل ص۳۹

مسٹر میکالف صاحب نے اس بات کو بھی صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ کہ:۔

بابا نانک صاحب کی سفارش پر نواب دولت خاں صاحب نے اور بھی بہت سے لوگوں کو ملازمت میں لے لیا تھا۔ (ملاحظہ ہو ص۳۵)

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ بابا صاحب کی شادی کے موقعہ پر نواب دولت خاں صاحب نے بھی اپنے ساز و سامان سے مدد دی تھی۔ نواب صاحب موصوف کے اس قسم کے حسن سلوک کے پیش نظر ہی بھائی گورداس صاحب نے لکھا ہے کہ:۔ دولت خاں لودھی بھلا ہوآ

جند پیر انباشی وار ۱۱ پوڑی ۱۳

یعنی دولت خاں لودھی بہت اچھا آدمی تھا

حاکم افغانستان

سکھ تاریخ میں مذکور ہے کہ بابا صاحب اپنے سفروں کے دوران میں ایک مرتبہ افغانستان بھی تشریف لے گئے۔ جن دنوں آپ وہاں گئے بقول گیانی گیان سنگھ صاحب وہاں کا حاکم "بالکو" تھا۔ جو چنگیز خاں کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا جب اُس کو بابا صاحب کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا

"جس وقت یہ گورونانک صاحب کے پاس آیا تو اُس وقت وہ برہنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے اپنا تاج اُن کے آگے پیش کیا (تواریخ گوروخالصہ اردو صفہ ۵۰)

مُغلیہ سلطنت اور سکھ گورو صاحبان

مُغلیہ سلطنت اور سکھ گورو صاحبان کا زمانہ ساتھ ساتھ چلتا ہے ہمارے سکھ دوستوں کو بعض غلط فہمیوں کی بناء پر مُغلیہ سلطنت کے خلاف کچھ شکایات بھی ہیں۔ لیکن اگر اُن شکایات پر سکھ کتب کی روشنی میں غور کیا جائے تو اُن میں سے ایک بھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتی ۔ اس کے علاوہ مُغل بادشاہوں کے حُسنِ سلوک کے

جو واقعات سکھ مؤرخین نے خود ہی بیان کئے ہیں۔ وہ ہمارے سکھ دوستوں کے تمام اعتراضات کو دھوڈالتے ہیں +

گوروگوبند سنگھ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ مُغلیہ سلطنت اللہ تعالےٰ نے خود ہی ہند میں قائم کی تھی اور اُس کا قیام اُسی طرح ہُوا جس طرح کہ اللہ نے بابا صاحب کا سلسلہ جاری کیا چُنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ :۔

"بابے کے بابر کے دُوؤ
آپ کرے پرمیشور سوؤ
دین شاہ ان کو پہچانو
دنی پت ان کو انو مانو
جو بابے کے دام نہ دے ہیں
تن تے گہ بابر کے لے ہیں

دسم گرنتھ صفحہ ۶۴

پنڈت نارائن سنگھ صاحب گیانی نے گوروگوبند سنگھ صاحب کے اس فرمان کے معنے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کئے ہیں :۔

(اک) بابے (گورونانک جی) دے۔ دوجے بابر (بادشاہ) دے اہناں (دوہاں) نوں پرمیشر نے (پاتشاہ) کیتا ہے۔ اہناں (بابے دے گھر والیاں) نوں دھرم دے پاتشاہ پچھانو (باہر کل والیاں) نوں دُنیا دے پاتشاہ وچارو۔"

دسم گرنتھ مترجم گورمکھی صفحہ ۲۷

یعنی ماللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں دو سلسلے جاری کئے۔ ایک بابر[ا] کا اور دوسرا بابا نانک صاحب کا۔ بابا صاحب کو دین کی سرداری عطا کی گئی اور بابر کو دُنیا کا بادشاہ بنایا گیا۔ جو لوگ بابا صاحب کا حصّہ ادا نہیں کرینگے اُن کو بابر کے سلسلہ کے لوگ سزائیں دینگے ؛

اس کے علاوہ سکھ کُتب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بابا نانک صاحب نے بابر کو بذریعہ خواب ہندوستان پر حملہ کرنے کی تلقین کی اور فتح کا یقین دلایا۔ چنانچہ مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ صاحب[۲] لکھتے ہیں کہ جب بابر کی بابا صاحب سے ملاقات ہوئی تو :-

" بادشاہ دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور بڑے ادب سے استقبال کیا اور اپنے وزیر سے تورانی زبان میں کہنے لگا کہ یہ وہی بزرگ صاحب کرامت معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے مجھے غزنی کے مقام پر خواب میں ہندوستان پر حملہ آور ہونے کا ارشاد

[ا] " بابر کا پورا نام ظہیر الدین بابر تھا۔ یہ تیمور کی چھٹی پُشت میں سے تھا اور مُغلیہ حکومت کا ہندوستان میں بانی تھا۔ ان کے خاندان کا نام بابر کی والدہ کے چوغطہ خاندان میں سے ہونے کے باعث چوغطہ بھی تھا (ترجمہ از اتہاس سکھ گورو صاحبان گورمکھی صد ۴۲)

[۲] سردار گنڈا سنگھ صاحب ہسٹری ریسرچ سکالر خالصہ کالج امرتسر گیانی صاحب موصوف کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

" اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ پہلے اور اکیلے ہی مؤرخ ہیں کہ جنہوں نے باقاعدہ طور پر سکھ تاریخ کو سلسلہ وار ترتیب کیا۔ ابھی تک سکھ قوم میں اس نقطہ نگاہ سے کوئی بھی مصنّف گیانی گیان سنگھ صاحب کا مقابلہ نہیں کر سکتا" (ترجمہ از سکھ اتہاس بارے گورمکھی صد ۵)

فرمایا تھا۔ اور مجھ کو فتح کا یقین دلایا تھا ان کی دُعا سے اُمید قوی ہے کہ ہم دہلی سے فتحیاب ہونگے۔ چنانچہ بادشاہ نے گورونانک صاحب سے کہا کہ میرے واسطے آپ دُعا کریں۔ تاکہ میں اپنے حملہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ تو ضرور کامیاب ہوگا۔ خُداوند کریم کا ایسا ہی حکم ہے۔ ہم تجھ کو پیشتر ہی خواب میں اشارہ کر چکے ہیں[1]" تواریخ گوروخالصہ اُردو ایڈیشن اوّل صہ ۵۲

گیانی صاحب موصوف کے علاوہ بعض اور مؤرخین نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو اتیاس گوروخالصہ ہندی مصنّفہ گوبند سنگھ صاحب نرملہ صہ ۱۵۶ اور سوانحعمری گورونانک دیوجی مہاراج اُردو مصنّف پنڈت دیارام صاحب عاکف صہ ۱۲۶

گیانی گیان سنگھ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ وزیر خاں نے شاہ جہان سے کہا کہ:۔

"گورونانک صاحب نے پہلے کابل میں بابر بادشاہ کو جب وہ تین مرتبہ پٹھانوں سے شکست کھا کر پنجاب سے واپس لوٹا تھا وَر دیا تھا کہ ہم تجھے خُدا سے ہند کی سلطنت دلائینگے۔ اب پھر حملہ کرو۔ اُن کی بدولت ہند فتح ہوئی"

ترجمہ از تواریخ گوروخالصہ گورمکھی صہ ۶۹۷

---

[1] گیانی صاحب موصوف کی وفات کے بعد جو ایڈیشن شائع کیا گیا ہے۔ اس میں اس مقام پر کچھ تبدیلی کردی گئی ہے۔

ایک اور سکھ مؤرخ بھگوان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"بابا نانک صاحب نے دولت خاں لودھی کو بابر کے پاس کابل بھیجا تھا اور اُسے ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی"۔ ملاحظہ ہو پراچین پنتھ پرکاش صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱

سکھ بھائیوں کے ایک اور مشہور بزرگ بھائی منی سنگھ صاحب جو کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے کاتب تھے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"جب کابل سے بابر نے حملہ کیا تو تمام پیروں فقیروں کو مہاراج نے روک دیا کہ بابر میری اجازت سے آیا ہے۔ اور ہم نے اس کو کسی کے مکان اور مقام گرانے کے لئے اور مجرموں کو سزا دینے کی غرض سے بھیجا ہے خواہ وہ کسی کو مارے تُم نے کرامت نہیں دکھانی کیونکہ میں اُس کی مدد پر ہوں"

ترجمہ از جنم ساکھی بھائی منی سنگھ گورمکھی صفحہ ۲۷۲

ایک اور سکھ ودوان پنڈت تارا سنگھ صاحب نروتم نے لکھا ہے کہ:۔

"بچن کیا کہ ابراہیم کے جنگ میں مدد دینگے"۔ گورتیرتھ سنگرہ صفحہ ۲۴۲

یعنی۔ بابا نانک صاحب نے بابر سے وعدہ کیا کہ ہم تجھے ابراہیم کے خلاف جنگ میں امداد دینگے ÷

ان تمام حوالہ جات کا خلاصہ یہی ہے کہ سکھ بھائیوں کے ودوان اور مؤرخین اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ بابر کی ہندوستان میں آمد بابا نانک صاحب کے ایماء اور امداد سے ہوئی۔ بلکہ آپ نے ایک آدمی خاص طور پر بابر کے پاس

کابل بھیجا اور اس کو ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا۔ ان حالات میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے قیام کا بہت بڑا باعث سکھ صاحبان کے مقدس بزرگ بابا نانک صاحب ہی تھے۔ آج ہمارے سکھ بھائیوں کا بعض غلط اور من گھڑت باتوں کی بناء پر مسلمان بادشاہوں کو پانی پی پی کر کوسنا کس حد تک جائز ہو سکتا ہے اس پر ہمارے ناظرین خود ہی غور کر لیں +

بابر اور بابا نانک صاحب

بابر اور بابا نانک صاحب کا ایک ہی زمانہ ہے سکھ مؤرخین نے بابر اور بابا نانک صاحب کی ملاقات کا بھی تذکرہ کیا ہے چنانچہ سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب بابر نے ایمن آباد پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا تو اس کے سپاہیوں نے بہت سے لوگ گرفتار کر لئے۔ بابا صاحب بھی معہ اپنے رفیق بھائی مردانہ کے پکڑے گئے۔ جب بابر کی بابا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپ سے گفتگو کر کے بہت متاثر ہوا۔ اس نے دوران گفتگو میں بابا صاحب سے کہا کہ آپ مجھ سے کچھ طلب کریں۔ اس کے جواب میں بابا صاحب نے فرمایا کہ :-

"ایکاں دیا پاک خُدائے
جس کا دیا ہر کوئی کھائے
بندے کی جو لیوے اوٹ

دین دنی میں تاں کو توٹ
اک داتا سب جگت بھکھاری
تس کو چھاڈ اور کو لاگے
تن سگی پت ہاری
شاہ پاتشاہ سب تس کے کئے
تس کے سنگ نہ کوئی رلیئے
کہ نانک سن بابر میر
تجھ تے مانگے سو احمق فقیر"

میکالف اتہاس حصّہ اوّل صـ۱۲۱

یعنی میری جاگیر میرا مولیٰ ہے جس کا عطیہ تمام دنیا کھا رہی ہے جو اُس کو چھوڑ کر کسی انسان کو بناتا ہے وہ دین و دنیا میں خسارہ پاتا ہے۔ ایک ہی سب کا رازق ہے۔ باقی تمام مخلوق اس کی بھکھارن ہے۔ اس کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف رجوع کرنے والا اپنی تمام عزت اور آبرو کو برباد کرتا ہے۔ تمام بادشاہ اور شہنشاہ اسی کے بنائے ہوئے ہیں اور وہ خود لیس کمثلہ شیٔ کا حقیقی مصداق ہے اے بابر نانک فقیر کہتا ہے جو شخص کسی انسان کو اپنا حاجت روا تصوّر کرتا ہے وہ احمق فقیر ہے۔ بابا صاحب موصوف کا یہ شبد سن کر توحید کے پرستار بابر کے دل میں بابا صاحب کی عزت اور عظمت اور بھی بڑھ گئی۔ بابر اگر کوئی دنیادار بادشاہ ہوتا تو شاید اس جواب

کو گستاخی پر محمول کرتا لیکن چونکہ وہ ایک مسلمان بادشاہ تھا اور توحید کی قدر و قیمت سے خوب آشنا تھا اس لئے اُس نے باباصاحب کے سامنے نہایت عجز اور انکساری اختیار کی۔ باباصاحب نے اُس کے ذمہ ایمن آباد کے تمام قیدی رہا کرنے کی خدمت لگائی۔ جسے اُس نے بخوشی قبول کیا۔ سردار ہوشیار سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"بابر نے کہا کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپ کامل فقیر ہیں میری حکومت کے قیام کے لئے دعا فرمائیں۔ گورو صاحب نے کہا کہ اگر تو حکومت چاہتا ہے تو ان تمام بے گناہ قیدیوں کو رہا کر دے.. یہی ہماری خدمت ہے۔ اے بابر اگر کوئی حاکم ہو کر انصاف کرتا ہے تو اُس کی حکومت قائم رہتی ہے ورنہ برباد ہو جاتی ہے"

ترجمازاتیاس سکھ گورو صاحبان گورمکھی ص۹۸

بابر نے باباصاحب کی یہ نصیحت سن کر تمام قیدیوں کی رہائی کا عام اعلان کر دیا۔ باباصاحب نے بابر اور اُس کی اولاد کی حکومت ایک لمبے عرصہ تک قائم ہونے کی دعا کی سکھ مؤرخین کے نزدیک بابر کا خاندان اس دعا کے نتیجہ میں ہی ایک لمبے عرصہ تک ہندوستان پر حکمران رہا +

سکھ مؤرخین نے اس امر کا بھی اعتراف کیا ہے کہ بابر نے باباصاحب سے وعدہ کیا کہ میں ہمیشہ انصاف کو مدنظر رکھا کرونگا اور آپ کی گدّی کا بھی احترام کیا کرونگا۔ (ملاحظہ ہو اتیاس سکھ گورو صاحبان گورمکھی ص۹۹) چنانچہ سکھ تاریخ شاہد ہے کہ مغل بادشاہوں نے سکھ گورو صاحبان کا ہمیشہ احترام کیا +

بابر جب بستر مرگ پر تھا تو اُس نے اپنے بیٹے ہمایوں کو آخری وصیت کی کہ۔
"اے فرزند مملکت ہندوستان میں کئی مختلف مذاہب کے پیرو آباد ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تجھے سلطنت ہند بخشی ہے۔ اس لئے تیرے لئے عین مناسب ہے کہ تُو ہر قسم کے مذہبی تعصب سے اپنے دل کو صاف کرے اور خاص کر گئو کشی سے پرہیز کرے کیونکہ باشندگان ہند کے دلوں کو قابو میں لانے کا یہ ایک آسان طریقہ ہے۔ ایسا کرنے سے اس مُلک کے ہندو باشندے تیری مہربانی کی بدولت تیرے وفادار رہیں گے۔ ہر قوم کے مندر اور عبادت گاہیں۔ ان مذہب والوں کے زیر رہنے دینا ایسا انصاف کرنا کہ بادشاہ رعیت سے اور رعیت بادشاہ سے آسودہ ہو جائے۔ اسلام کی ترقی احسان سے زیادہ ہوگی"۔ ملاپ لاہور ۲۰ اگست ۱۹۱۹ء

بابر کی یہ اصل وصیت بھوپال کی لائبریری میں فارسی زبان میں محفوظ ہے۔ اس کا مندرجہ بالا ترجمہ لاہور کے ایک ہندو اخبار سے نقل کیا گیا ہے اس کا ایک ایک لفظ بتاتا ہے کہ بابر کے دل میں مذہبی رواداری کا ایک سمندر موجزن تھا ایسے روادار بادشاہوں کو متعصب اور ظالم قرار دے کر اندھا دھند کوسنا سراسر بے انصافی ہے۔

ہمایوں اور گورو انگد صاحب

بابر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ہمایوں نے ہندوستان کی عنان حکومت

اپنے ہاتھ میں لی۔ اور سکھ عقیدہ کے مطابق بابا نانک صاحب کے بعد گورو انگد صاحب اُن کے جانشین مقرر ہوئے ہمایوں کا عہدِ حکومت ابھی ابتدائی منازل ہی طے کر رہا تھا کہ شیر شاہ سوری نے اُس کو شکست دے کر دہلی کے تخت سے الگ کر دیا گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"جب ہمایوں شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر کابل کی طرف جا رہا تھا تو اس کے بھائی میرزا قاسم نے کہا کہ گورو نانک صاحب نے بابر کو سات پشت تک حکومت کرنے کا وَر دیا تھا ان کے گدی نشین گورو صاحب سے مل کر دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کیا بات ہے۔ آپ کی حکومت کیوں جاتی رہی۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۲۶۰)

اس پر ہمایوں، گورو انگد صاحب کے پاس گیا۔ اُس وقت گورو صاحب موصوف مراقبہ کی حالت میں تھے۔ وہ ہمایوں کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے ہمایوں کو یہ بات ناگوار گزری۔ بقول سکھ مؤرخین وہ تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا لیکن:-

"اتنے میں گورو انگد جی نے مراقبہ سے بیدار ہو کر کہا کہ اے بادشاہ تو نے یہ شمشیر شیر شاہ سوری پر کیوں نہ چلائی۔ وہاں سے پیٹھ دکھا کر چلے آئے اور اب پیروں فقیروں پر شمشیر کی بہادری دکھانا چاہتے ہو۔ بادشاہ نے گورو صاحب کو ولی سمجھ کر اُن سے معافی مانگی۔ گورو جی نے جو دوست اور دشمن کو یکساں سمجھتے تھے فرمایا کہ بعد چند سال کے تم ہند کے بادشاہ ہو جاؤ گے بلکہ اسی حالت گردش میں تمہارے گھر ایک شہزادہ صاحب اقبال نیک نام ایسا پیدا ہوگا جو تمام ہندوستان اور افغانستان پر حکومت کرے گا۔ چنانچہ تھوڑی مدت کے بعد گورو صاحب کا قول پورا ہو گیا
(تواریخ گورو خالصہ اردو)

اس سے ظاہر ہے کہ ہمایوں کے ذریعہ مُغلیہ سلطنت کا ہندوستان میں دوبارہ قیام بھی سکھ وِدوانوں کے نزدیک گوُرو انگد صاحب کے وَر کا ہی نتیجہ تھا۔

گیانی گیان سنگھ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ گوُرو انگد صاحب نے اس بات کی بھی تصدیق کی تھی کہ مُغلیہ سلطنت کا قیام جناب بابا صاحب کے "وَر" کے ذریعہ ہی ہُوا تھا۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ گورو انگد صاحب نے ہمایوں سے کہا کہ:۔

"بارہ تیرہ برس کے بعد تُو پھر دہلی کا بادشاہ ہوگا اور سات پشت تک حکومت قائم ہوگی۔ گورو نانک صاحب کا قول کبھی بھی خطا نہ ہوگا" ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۳۶۰

اکبر اور سکھ گوُرو

ہمایوں کے بعد اس کا بیٹا اکبر دہلی کے تخت کا وارث ہُوا۔ اور اس بادشاہ نے ایک لمبے عرصہ تک ہندوستان میں کامیاب حکوُمت کی۔ اس کے عہد حکوُمت میں ہمارے سکھ بھائیوں کے تین گورو صاحبان ہوتے ہیں یعنی اس نے سکھوں کے تیسرے گوُرو امرداس صاحب چوتھے گورو رامداس صاحب اور پانچویں گوُرو ارجن صاحب کا زمانہ پایا ہے۔ اس نے ہمیشہ ہی سکھ گورو صاحبان سے نہایت اچھا سلوک کیا۔ اور ان کا ہر طرح خیال رکھا۔ اس کے زمانہ میں سکھ گورو صاحبان

کے خاندان کے بعض افراد میں گوریائی کے متعلق بہت جھگڑے اور فساد بھی برپا ہوئے اور گوریائی کے حصول کے لئے فریقین میں عدالتی چارہ جوئی بھی شروع ہو گئی۔ ان مقدمات کے فیصلے اکبر نے نہایت دیانتداری سے کئے۔ سکھ تاریخ اس امر پر بھی روشنی ڈالتی ہے کہ گورو صاحبان کے خاندانی جھگڑوں کے علاوہ بعض ہندو صاحبان نے بھی سکھ گورو صاحبان کے دن بدن بڑھتے ہوئے زور اور طاقت کو اپنے لئے ایک خاص خطرہ کا یقین کیا۔ لہٰذا اُن کی طرف سے بھی سکھ گورو صاحبان کے خلاف بعض جھگڑے کھڑے کئے گئے۔ ان جھگڑوں کا تصفیہ بھی مسلم حکام کے ذریعہ سے ہی ہوا۔ مسلمانوں نے ہمیشہ گورو صاحبان کے احترام کو ملحوظ رکھا۔ گورو گوبند سنگھ صاحب نے اکبر کی اس رواداری اور انصاف پسندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اکبر کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے:-

اکبر برھمچاری بپ دھارا
دھرم اپنا خوب سوارا

اکبر اور گورو امرداس صاحب

گورو انگد صاحب کے بعد گورو امرداس صاحب سکھ بھائیوں کے تیسرے گورو ہوئے ہیں۔ مشہور سکھ مؤرخ بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بعض ہندو صاحبان نے اکبر کے دربار میں حاضر ہو کر گورو امرداس صاحب کے خلاف

شکایت کی کہ اس نے ہمارے مذہب میں بہت ردّو بدل کر دیا ہے۔ اس کا بندوبست ابھی سے ہی کیا جائے ورنہ بعد میں بہت ہی مشکل ہو جائیگا چنانچہ مرقوم ہے کہ ہندوؤں نے اکبر سے کہا کہ:-

تم مریا وہ راکھن ہارے
بگرن کو جگ ویت سدھارے
گوبند وال امر گور ہوا
بھید برن چاروں کا کھودا
رام گائتری منتر نہ جپیو
واہگورو کی تھاپنا تھپیو
جگ چاروں مت کہی نہ ہوئی
جم مریاد بگاری سوئی
شرت سمرت کے راہ نہ چالے
من کو مت کر بنے نرالے
ہمری کرو عدالت ایہی
دڑھ ہوئے دھرم سوراج بدیہی
پسر جائے سب جگت بسارا
پن مشکل ہوئے ملے نہ ٹالا

گورپرتاپ سورج گرنتھ
راس ۔ الشو

"یعنی اے اکبر آپ ہمارے محافظ ہیں۔ اور بگڑے ہوئے کو راستہ پر لانا آپ کا کام ہے۔ گوئندوال میں ایک گورو امرداس ہوا ہے جس نے ہمارے بزرگوں کے مقرر کردہ ورن آشرم کی مخالفت شروع کر دی ہے۔ اور وہ گایتری منتر نہیں پڑھتا بلکہ اُس کی جگہ واہگورو۔ واہگورو کرتا ہے۔ اس قسم کا بگاڑ کبھی چار یگوں میں بھی نہیں ہُوا جس طرح کا کہ اُس نے کیا ہے۔ اس نے ویدک تعلیم کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ براہ مہربانی ہمارے اس جھگڑے کا تصفیہ فرمائیں تاکہ ہمارے دھرم میں کوئی گڑبڑ نہ ہو اور وہ قائم رہے۔ اگر اس وقت اس کا بندوبست نہ کیا گیا تو پھر یہ گمراہی ہر طرف پھیل جائیگی۔ اور پھر اس کا تدارک ناممکنات میں سے ہو جائیگا"

اکبر نے اس تمام بات چیت کو سُن کر حکم صادر فرمایا کہ جب تک دوسری طرف سے بیان نہ لیا جائے کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اُس نے گورو امرداس صاحب کو لکھا کہ آپ کے خلاف بعض ہندو صاحبان نے ایک مقدمہ دائر کیا ہے۔ اس لئے آپ یا آپ کا کوئی نمائندہ اُس کی پیروی کر کے اپنا جواب پیش کرے تا فیصلہ کیا جاسکے۔ (اتہاس سکھ گورو صاحبان گورمکھی صفحہ ۱۵۲)

اکبر کا یہ حکم پہنچنے پر گورو امرداس صاحب نے اپنے داماد گورو رامداس صاحب کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیا۔ اس کے بعد فریقین کے بیان سُن کر اکبر نے اس جھگڑے کا جو فیصلہ دیا وہ بقول سردار ہوشیار سنگھ صاحب یہ تھا کہ:-

"مَیں کسی کے مذہب میں دخل نہیں دیتا۔ مجھے ان کے (یعنی گورو امرداس صاحب کے)

خیالات بہت پسند ہیں" (ترجمہ از اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۱۵۳)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ عہدِ اسلامی میں سکھ گورو صاحبان کو اپنے خیالات کی اشاعت کی مکمل آزادی حاصل تھی۔ البتہ بعض ہندو صاحبان سکھ گورو صاحبان کے خیالات کو اپنے عقائد کے برعکس پاکر اس امر میں ضرور کوشاں رہتے تھے کہ ان پر پابندی عائد کردی جائے۔ لیکن اس کے برعکس مسلمان حاکم ہمیشہ ہی

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّین

یعنی۔ مذہب کے معاملہ میں کسی پر کوئی جبر نہ کیا جائے کے ارشادِ الٰہی پر عمل کرتے رہے ہیں چنانچہ ایک ودوان سر مکندی لال صاحب بی۔اے بیرسٹر ایٹ لا فرماتے ہیں کہ۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان حکمران اور بادشاہ غیر مہذب اور لٹیرے تھے بالکل جھوٹ ہے ..... آخری زمانہ کے سب سے بڑے مصلح راما نند چیتن کبیر و در نانک جنہوں نے قوم کی کایا پلٹ دی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے ... جس حکومت میں ایسے آزاد خیالات کی اشاعت ہو۔ اور اس کی تعلیم دینے والے لوگ پیدا ہوں اور نئے مذہب کا ظہور ہو اس اسلامی حکومت کو رعایا کو دکھ دینے والی مذہب کی دشمن غیر مہذب اور جابر کہنا گویا تاریخی واقعات پر پردہ ڈالنا ہے" رسالہ سرسوتی الٰہ آباد

اس کے علاوہ ہندو صاحبان کا اپنے ایک مذہبی جھگڑے کے تصفیہ کے لئے اکبر کے پاس درخواست کرنا ظاہر کرتا ہے کہ اس زمانہ کے غیر مسلم صاحبان مسلمان حکمرانوں پر اس قدر اعتماد کرتے تھے کہ ان سے نہ صرف اپنے دنیوی جھگڑوں کا ہی

تصفیہ کرواتے بلکہ اپنے مذہبی جھگڑے بھی فیصلوں کے لئے ان کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ اور مسلمان بادشاہوں کو اپنے مذہب کا بھی محافظ خیال کرتے تھے۔ یہ اعتماد مسلمانوں کی رواداری منصف مزاجی کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوا تھا +

معافی ٹیکس

سکھ تاریخ میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ گورو امرداس صاحب تیرتھ یاترا کے لئے گئے۔ ایک مقام پر ٹیکس وصول کرنے والوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو روک دیا لیکن آپ نے یہ کہکر کہ ہم تو فقیر آدمی ہیں محصول دینے سے انکار کر دیا۔ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"جب یہ خبر اکبر بادشاہ کو دیوان ٹوڈرمل نے جو گورو صاحب کا معتقد تھا پہنچائی تو بادشاہ نے فوراً معافی محصول کا حکم دے کر ٹھیکیدار کو لکھ بھیجا جب ٹھیکیدار کے پاس حکم پہنچا اور کل لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ بادشاہ نے گورو امرداس جی اور ان کے ہمراہی سکھوں کو محصول سے بری کر دیا ہے تو سارے جاتری جو ان کو دیکھ کر وہاں اتر پڑے تھے ۔ سکھ بن گئے اور ان کے ہمراہ بلا محصول چلے گئے"

(تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۳۰۲)

گیانی گیان سنگھ صاحب نے اکبر بادشاہ کا گوئندوال جانا اور گورو امرداس صاحب کی خدمت میں ۵۰۰ اشرفیاں پیش کرنا بھی بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۳۰۲)

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ گوندہ وغیرہ ہندوؤں نے لاہور
جا کر گورو امرداس صاحب کے خلاف گوندوال سے بے دخلی کا دعویٰ دائر کر دیا۔
اور ان کے خلاف لکھا کہ یہ گوندوال میں اپنا تسلط جمانا چاہتے ہیں اور اس کی
تکمیل کے لئے وہاں ایک باؤلی بھی بنانے کی خواہش رکھتے ہیں ان کو اس کی اجازت
نہ دی جائے۔ اس بناء پر صوبیدار لاہور جعفر بیگ نے گورو صاحب کو جواب
دعوے کے لئے لاہور طلب کیا۔ گورو صاحب خود تو نہ گئے البتہ آپ نے گورو
رام داس اور بھائی بڈھا وغیرہ کو بھجوا دیا اور انہوں نے گوندہ اور اس کے ساتھیوں
کی تمام باتوں کے جواب دئے۔ حاکم نے تمام گفتگو سن کر کہا کہ میں گوندوال
آکر اس جھگڑے کا فیصلہ کرونگا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد وہ گوندوال گیا اور وہاں
گورو صاحب کا لنگر وغیرہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس مقدمہ کے متعلق شہادت
بھی لیں۔ آخر اس نے فیصلہ گورو امرداس صاحب کے حق میں دیا۔ پھر گوندہ
نے اس کی اپیل دہلی جا کر کی۔ وہاں پر بھی اس کی کوئی شنوائی نہ ہوئی اور
سابقہ فیصلہ ہی بحال رہا۔ اس کے بعد گوندہ اور اس کے ساتھی اس زمانے
کے رواج کے مطابق (جو فریاد کے لئے رائج تھا) بادشاہ کی سواری کے آگے
لیٹ گئے۔ اور فریاد کی لیکن وہاں پر بھی کوئی شنوائی نہ ہوئی (ملاحظہ ہو تواریخ
گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۴۰۵ اور گور پرتاپ سورج گرنتھ راس یکم انسو ۴۳)
اس سے بھی یہی عیاں ہوتا کہ ہمارے ہندو بھائی ہمیشہ سکھ گورو صاحبان

کو نقصان پہنچانے کے درپے رہے اور مسلم حاکم اون کی ہمیشہ حفاظت کرتے رہے اور ہندو صاحبان کے ہر حملہ کو جو وہ گورو صاحبان پر کرتے تھے ناکام بنا دیتے تھے۔ اگر مسلمان حاکم سکھ گورو صاحبان کے خلاف ہوتے یا اُن کو نقصان پہنچانا ان کا مقصد ہوتا تو اس صورت میں وہ ان ہندو صاحبان کی جو گورو صاحبان کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے ہر طرح امداد کرتے اور اس طرح سکھ گورو صاحبان کو نقصان بھی پہنچ جاتا اور وہ خود براہ راست زیر الزام بھی نہ آتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمان بادشاہ سکھ گورو صاحبان کی ہر طرح امداد کرتے رہے اور ان کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے والوں کی ہر کوشش کو اپنے عادلانہ اور منصفانہ فیصلے سے ناکام بنا دیتے رہے۔

اکبر اور گورو رامداس صاحب

گورو رامداس صاحب گورو امرداس صاحب کے داماد تھے اور آپ گورو امرداس صاحب کے بعد سکھوں کے چوتھے گورو مقرر ہوئے۔ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"۱۶۳۹ سمہ بکرمی میں جب اکبر بادشاہ نے کابل سے واپسی پر آتے ہوئے گورو رامداس صاحب کی تعریف سُنی تو گورو صاحب کے درشن کئے اور ۱۰۱ اشرفی پیش کی"۔

ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۳۲۱

اس کے علاوہ سردار ہوشیار سنگھ صاحب نے بھی اکبر کا گورو امرداس کے پاس آنا اور تحفہ تحائف پیش کرنا بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۱۷۲)

اکبر اور گورو ارجن صاحب

گورو رامداس صاحب کے بعد ان کے سب سے چھوٹے لڑکے ارجن مل صاحب سکھ صاحبان کے گورو مقرر ہوئے۔ گو اُن کے بڑے بھائی پرتھی چند نے آپ کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ اور اس مخالفت کی وجہ سے آپ کا نام مینا مشہور کیا گیا۔ مینے بیکانیر اور باگڑ کی ایک جرائم پیشہ قوم کا نام ہے (پراچین پیرواں صفحہ ۱۹)

"پرتھی چند کو جو سب سے بڑا لڑکا تھا گدی کے نہ ملنے کی وجہ سے بڑا قلق ہوا۔ اور گورو ارجن جی سے حسد کرنے لگا۔ بلکہ بہت سے جھگڑے اور فساد بھی کئے۔"

(تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۷۷)

اکبر کے پاس مقدمہ

سکھ تاریخ میں مذکور ہے کہ گورو ارجن صاحب کے بڑے بھائی پرتھی چند نے گورو ارجن صاحب کے خلاف اکبر کے دربار میں مقدمہ بھی دائر کیا جس کا فیصلہ اکبر نے گورو صاحب کے حق میں دیا۔ چنانچہ مسٹر میکالف لکھتے ہیں کہ:-

بادشاہ نے یہ فیصلہ دیا کہ اوّل تو میں دھرمی لوگوں کے معاملات میں دخل ہی نہیں دیتا اور دوسرے یہ عرضی جھوٹی ہے۔" (ترجمہ از میکالف اتہاس حصہ دوم صفحہ ۲۷۳)

گوروصاحب نے پرتھی چند کی اس ناکامی کا ذکر اپنے ایک شبد میں مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

م ۵ جھوٹا کیتوں آپ
پاپی کو لاگا سنتاپ
جیسے سہائی گوبند میرا
تس کو جم نہیں آوے نیرا
ساچی درگہ بولے کوڑ
سر ہاتھ پچھوڑے اندھا موڑ
اپن کمایئے آپ بادھے
درب گیا سب جیا کے ساتھے
نانک سرن پرسے دربار
راکھی پیج میرے کرتار (محلہ ۵)

سردار ہوشیار سنگھ صاحب جاگیردار نے اس مقدمہ کا فیصلہ کے ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:۔

"پرتھی چند نے اکبر کے پاس جا کر دعویٰ کیا جب اُس نے (اکبر نے) اپنا آدمی بھیج کر تحقیقات کروائی تو معلوم ہؤا کہ سری گورورام داس صاحب کے انتقال کے بعد تمام زمینوں پر پرتھی چند کا قبضہ ہے۔ گوروصاحب صرف سنگت کی آمد پر ہی لنگر وغیرہ

کا بندوبست کرتے ہیں! اس پر بادشاہ نے فیصلہ کر دیا کہ پرتھی چند کے پاس
ہیرا اور بکر دونوں گاؤں کی چودہ ہزار بیگھہ زمین رہے۔ اور بقیہ تمام زمین "گورو
کا بیک" وغیرہ پر گورو ارجن کا قبضہ کروا دیا جائے نیز گوریائی کی گدی بھی اُن کے
پاس ہی رہے"۔ ترجیہ اناتیاس سکھ گورو صاحبان گورمکھی ص۱۹۰

اکبر کے اس فیصلہ کے بعد بھی پرتھی چند مطمئن نہ ہوا۔ اور وہ گوریائی کے
حصول کی غرض سے گورو صاحب کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے میں برابر
مصروف رہا چنانچہ اب اُس نے ایک اور چال چلی کہ اپنے لڑکے سوڈھی مہربان
کی طرف سے اس قسم کا دعوےٰ دائر کر دیا کہ اس کو گورو ارجن صاحب نے اپنا
متبنیٰ بنایا ہوا تھا لیکن اب اُن کے ہاں لڑکا پیدا ہو گیا ہے اس لئے اب وہ
اس کو گدی دینا چاہتے ہیں نصف گدی پر میرے لڑکے کا حق ہے۔ وہ اس
کو دلوایا جائے۔ ان دنوں اکبر اور وزیر خاں دکن کی طرف گئے ہوئے تھے اور پرتھی چند
کے لئے میدان بالکل صاف تھا۔ اس لئے اس نے چندو وغیرہ لوگوں سے مل
ملا کر بڑی عدالت سے سوڈھی مہربان کے حق میں فیصلہ حاصل کر لیا۔ اور
صلبی خاں کو یہ حکم دے کر روانہ کر دیا کہ وہ گورو کے چک کی تقسیم کرا دے"۔
ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۲۸۹

گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ صلبی خاں ابھی راستہ میں ہی
تھا کہ وہ جالندھر کے سید حسن علی خاں کے ہاتھوں تنخواہ کے جھگڑے پر مارا گیا۔

پرتھی چند "صلہی خاں" کے مرنے پر اس کے چچا صلہی خاں کے پاس لاہور گیا اور اس کی موت کو گورو ارجن صاحب کی سازش بتا کر اس کو گورو صاحب پر چڑھائی کرنے پر آمادہ کر لیا لیکن وہ بھی گورو صاحب کے پاس پہنچنے سے قبل ہی راستہ میں راہی مُلکِ عدم ہو گیا۔ اس پر سوڈھی مہربان اور پرتھی چند دونوں ہی طاہر بیگ خاں صاحب کے پاس پہنچکر فریادی ہوئے اور دونوں موتوں کو گورو ارجن صاحب کے ذمہ لگا کر اُس کو بھی گورو صاحب کے خلاف اُکسانا چاہا لیکن وہ جانتا تھا کہ یہ بہت چالاک اور ہوشیار ہیں۔ تاہم بڑی عدالت کا فیصلہ ہونے کے باعث اس نے اپنے چھوٹے بھائی خلجی خاں کو سکھی تقسیم کروانے کے لئے امرتسر روانہ کر دیا۔ اس عرصہ میں وزیر خاں بھی کیر کے ہمراہ دکن سے واپس آ گیا۔ اس نے فریقین کی طرف سے ثالث بن کر یہ فیصلہ کر دیا کہ ۲ ۲ مندول

لہ گورو ارجن صاحب نے خود بھی صلہی خاں کی اس چڑھائی کا ذکر کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ؎

صلہی تے نارائن راکھ
صلہی کا ہاتھ کہیں نہ پہنچے صلہی ہوئے مُوا ناپاک
کاڈھا کر خصم سر کاٹیا کھن میں ہوئے گیا ہے خاک
مندا چیتوت چیتیا جن رچیا تن دُنیا دھاک
پتر میت دھن کچھو نہ رہیو چھوڑ گیا سب بھائی ساک
کہو نانک تس پربھ بلہاری جن جن کا کیتو پورن واک

محلہ ۵ صفحہ ۸۲۵

میں سے ۳ مسند سچانند بنوں ٹانک کا مسند اور سودھا دھنی گھیب ڈیرہ غازیخاں وغیرہ علاقہ کا اور تیسرا مسند پنجو جھنگ چنیوٹ کا مہربان کے سپرد کردئیے گئے۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۴۹۲)

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب اس طرح سکھی کی تقسیم ہو گئی۔ تو بعض سکھوں نے اس بات کو بہت ناپسند کیا اور وہ مہربان کے مسندوں سے الگ ہو گئے۔ گورو ارجن صاحب نے ایسے سکھوں کی طرف حکمنامے ارسال کئے۔ کہ وہ مہربان کے مسندوں کو سابقہ طریق پر ہی مانتے رہیں اور اُن سے الگ نہ ہوں۔ اس بناء پر اُن سکھوں نے مہربان کے مسندوں کو ماننا شروع کر دیا۔ وہ حکمنامے اب تک اُن مسندوں کی اولاد کے پاس محفوظ چلے آرہے ہیں۔

تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۴۹۲

سکھ تاریخ اس امر پر بھی بخوبی روشنی ڈالتی ہے کہ جب گورو ارجن صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ تو اُن کے بڑے بھائی پرتھی چند کی مخالفت اور بھی تیز ہو گئی۔ اس نے بہت کوشش کی کہ وہ کسی نہ کسی طرح ہرگوبند صاحب کو بچپن میں ہی مروا ڈالے تاکہ گورو بانی کی گدی کا وارث اس کا بیٹا سوڈھی مہربان بن سکے۔ لیکن اُس کی ہر کوشش ناکام رہی چنانچہ ایک مرتبہ اُس نے جادوگروں کے ذریعہ ہرگوبند کو مروانے کی سعی کی۔ اس میں بھی وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر اُس نے ایک دائیہ کو جس کا نام سوبھی تھا اور جو گورو ارجن صاحب کے اکثر آیا جایا کرتی

بھی۔ کچھ روپے دے کر تیار کیا کہ وہ اپنے دونوں پستانوں پر زہر لگا کر جائے اور پھر اپنا دودھ ہرگوبند صاحب کو پلائے۔ بقول سکھ مؤرخین کے اُس دائیہ نے ایسا ہی کیا۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنا دودھ ہرگوبند صاحب کو پلاتی خود ہی اُس زہر کے اثر سے ہلاک ہو گئی۔ اُس کے مرنے پر پرتھی چند نے اس کے قتل کا الزام گوروارجن صاحب پر لگا دیا۔ اور صلحی خاں کے پاس مقدمہ بھی دائر کر دیا۔ اس کے بعد اُس نے ایک اور عورت کو ہرگوبند صاحب کے مارنے کے لئے تیار کیا۔ لیکن اُس کو جاٹوں نے مار ڈالا۔ پرتھی چند نے اس خون کا الزام بھی گوروارجن صاحب پر ہی دیا۔ لیکن اب کے اس کی کسی نے نہ سُنی بلکہ پہلا مقدمہ بھی عداوت کی بناء پر سمجھ کر خارج کر دیا گیا۔ اور گورو صاحب کی دونو قتلوں کے الزام سے بریت ہو گئی۔ جب ہرگوبند صاحب دو سال کے ہوئے تو گورو صاحب اپنے اہل و عیال کو لے کر امرتسر آ گئے۔ یہاں پر بھی پرتھی چند نے ایک سپیرہ کو تیار کیا کہ وہ ایک زہریلا سانپ ہرگوبند صاحب پر چھوڑ دے تاکہ اس کے ڈسنے سے ہرگوبند کی موت ہو جائے۔ لیکن اس میں بھی اُس کو سخت ناکامی ہوئی۔ ہرگوبند صاحب پر جب زہریلا سانپ چھوڑا گیا تو آپ نے اُس کو پکڑ کر ایسا مسل دیا کہ وہ مر گیا۔ لیکن پرتھی چند کی مخالفت کا اس پر بھی خاتمہ نہ ہوا۔ اس کے بعد اُس نے دُنی چند نام کے ایک برہمن کو جو گوروارجن صاحب کے پاس نوکر تھا پانچ سو روپیہ دے کر تیار کیا کہ وہ کسی وقت موقعہ پا کر

ہرگوبند صاحب کو دہی میں زہر ملا کر کھلاوے چنانچہ ایک دن اُس نے دہی میں زہر ملا کر ہرگوبند صاحب کو کھلانا چاہا لیکن اُنہوں نے دہی نہ کھایا بلکہ ایک چیخ ماردی۔ گورو ارجن صاحب کو کچھ شبہ ہُوا۔ وہ دہی ایک کُتے کو کھلایا گیا۔ وہ فوراً ہی مر گیا۔ اس کے بعد ایک اور کُتے کو وہ دہی دیا گیا۔ وہ بھی چل بسا۔ اس کے چند دن بعد وہ براہمن بھی اس دُنیا سے کوچ کر گیا۔ اس کے مرنے پر گورو ارجن صاحب نے مندرجہ ذیل شبد اچارن کیا کہ:۔

لیپ نہ لاگو تل کا مول
دُشٹ برہمن مُوا ہو ٹیکے سول
ہر جن راکھے پار برھم آپ
پاپی موؤ گور پرتاپ
اپنا خصم جن آپ دھیایا
ایہاتا پاپی اوہ آپ پچایا
پربھ مات پتا اپنے داس کا رکھوالا
نندک کا ماتھا ایہاں اوہاں کالا
جن نانک کی پرمیشر سُنی ارداس
ملیچھ پاپی پچیا بھیا نراس
(محلہ ۵

یہ تمام واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ گورو ارجن صاحب کا بڑا بھائی پرتھی چند آپ کا سخت دشمن تھا۔ اور وہ آپ کی نسل کو ملیا میٹ کرنے میں دن رات مصروف رہتا تھا بلکہ سکھ تاریخ اس امر پر بھی روشنی ڈالتی ہے کہ وہ حکام کے پاس بھی گورو صاحب کے خلاف اکثر شکایات کرتا رہتا تھا۔ تاکہ وہ کسی نہ کسی طرح قانونی شکنجہ میں جکڑے جائیں۔ اور اُسے اپنا بغض نکالنے کا موقعہ مل سکے۔ ایک مرتبہ اُس نے اکبر کو بھی گورو صاحب سے بدظن کرنے کی کوشش کی چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

ایک مرتبہ پرتھی چند نے چند دلال سے جا ملا اور اکبر بادشاہ کو شک دلایا کہ گورو ارجن صاحب نے ڈاکوؤں اور راہزنوں کو اپنے پاس نوکر رکھا ہے۔ وہ ہمیشہ ڈاکہ زنی کے مال سے بسر اوقات کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ اُردو ۳۰۵

اکبر کے دربار میں گورو گرنتھ صاحب

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ گورو ارجن صاحب نے گورو گرنتھ صاحب مرتب کیا تو بعض لوگوں نے جن میں گورو صاحب موصوف کے بڑے بھائی پرتھی چند بھی شامل تھے۔ اکبر کے پاس اس امر کی شکایت کی کہ گورو ارجن صاحب نے ایک کتاب تالیف کی ہے جس میں اسلام اور دوسرے مذاہب کو کوسا گیا ہے چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

"سمراٹ اکبر کے پاس شکایت کی گئی کہ گورو گرنتھ صاحب میں ہندو دیوی دیوتاؤں تتھا مسلم پیروں کی توہین کی گئی ہے"

(سنکھیپ جیون چرتر گورو ارجن صاحب ہندی شائع کردہ ماسٹر سجان سنگھ صاحب)

گیانی گیان سنگھ صاحب نے اس شکایت کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"سنہ ۱۶۶۲ بکرمی میں اکبر بادشاہ لاہور آیا تو قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں دیوان چندولال نے یہ کہا کہ گورو ارجن صاحب نے جو کتاب تالیف کی ہے اس میں مذہب اسلام کی بہت ہتک کی ہے اور پیغمبران خدا کی برائی لکھی ہے۔ تب بادشاہ نے گورو ارجن صاحب کو معہ گورو گرنتھ صاحب کے بلا بھیجا جس پر وہ کسی خاص وجہ سے تشریف نہ لے گئے۔ مگر صرف بھائی گورداس جی اور بابا بڈھا اپنے سکھوں کو گورو گرنتھ صاحب کے ہمراہ بھیج دیا چنانچہ بادشاہ نے گورو گرنتھ صاحب کو ایک جگہ سے پڑھنے کا حکم دیا۔ تو پہلے پہل یہ شبد نکلا:۔

خاک نور کردم عالم دنیائے
آسمان زمیں درخت آب پیدائش خدائے
بندے چشم دیدن فنائے
دنیا مردار خوردنی غافل ہوائے
غیبان حیوان حرام کشتنی مردار بخورائے

دل قبض قبضہ قادر و دوزخ سزائے
ولی نعمت براورا دربار ملک خانہ ہائے
جب عزرائیل بستنی تب چکارے بدائے
احوال معلوم کردم پاک اللہ
بگو نانک ارداس پیش درویش بندہ

اس پر چندولال نے یہ کہا کہ یہ جگہ سکھوں نے صرف حضور کو دکھانے کے واسطے پہلے سے نکال رکھی تھی حضور دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں چنانچہ بادشاہ نے خود اپنے ہاتھ سے ورق الٹ کر پڑھنے کا حکم دیا تو وہاں سے یہ شبد نکلا۔

شبد راگ ممارو محلہ ۵

اللہ اگم خدائے بندے
چھوڈ خیال دنیا کے دھندے
ہوئے یہ خاک فقیر مسافر ایہہ درویش قبول درا

... ...

سگلی جان کرو مودلیہ
بدعمل چھوڈ کرو ہتھ کوزہ
خدائے ایک بوجھ دیو بانگاں برگو برخوردار کھرا
حق حلال بخورد کھانا

دل دریا دھوو میلانا
پیر پچھانے بہشتی سوئی عزرائیل نہ دوزخ ٹھرا

... ...

مسلمان موم دل ہووے
انتر کی مل دل تے دھووے
دُنیا رنگ نہ آوے نیڑے جیوں کسم پاٹ گھیو پاک ہرا

... ...

اس پر چغلخوروں کا مُنہ کالا ہوا کہنے لگے کہ قبلۂ عالم اس کتاب میں بُت پرستی کو بہت اچھا لکھا ہے۔ تو پھر بادشاہ نے تیسری جگہ سے اُلٹ کر اپنی انگلی سے اشارہ پڑھنے کا کیا وہاں سے یہ شبد نکلا :-

راگ سوہی محلہ ۵ شبد

گھر میں ٹھاکر نظر نہ آوے
گل میں پاہن لے لٹکاوے
بھرمے بھولا ساکت پھرتا
نیر وِرولے کھپ کھپ مرتا
جس پاہن کو ٹھاکر کہتا
سو پاہن لے اُس کو ڈوبتا

گناہگار لون حرامی
پاہن ناد نہ پار گرامی
گورِل نانک ٹھاکر جاتا
جل تھل پورن پورکھ بدھاتا

یعنی اپنے خاص گھر میں تو ٹھاکر کو دیکھا نہیں۔ گلے میں پتھر کا ٹھاکر لٹکائے پھرتا ہے پانی کو متھ متھ کر حیران ہوتا ہے۔ جس پتھر کو وہ ٹھاکر کہتا ہے وہی اُس کو لے ڈوبتا ہے۔ اے گنہگار نمک حرام بُت کا نام پرمیشور نہیں ہے۔ نانک جس کو مُرشد ملا اس نے سچے ٹھاکر کو جو کیا زمین میں کیا پانی میں سب جگہ میں پھیل رہا ہے پہچانا۔

جب بادشاہ نے اس شبد کے معنے سُنے تو گرنتھ صاحب کو شکایت کے بالکل برعکس پاکر نہایت خُوش ہُوا اور ۵۱ اشرفی بطور نذرانہ گرنتھ صاحب پر چڑھایا۔ اور ایک قیمتی خلعت گورو ارجن صاحب کے واسطے دے کر بابا بڈھا اور گورداس جی کو واپس کیا۔ اور کہا کہ لاہور سے واپس ہونے پر گورو صاحب کا میں بھی نیاز حاصل کرونگا۔" (تواریخ گورو خالصہ اردو صد۹۱)

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کُتب میں بھی گورُو گرنتھ صاحب کے متعلق اس شکایت اور اکبر کی اس تحقیقات کا ذکر کیا گیا ہے:۔

اتہاس سکھ گورو صاحبان مصنفہ سردار ہوشیار سنگھ صـ۵-۲۰۴

اتہاس گورو خالصہ ہندی مصنفہ سادھو گوبند سنگھ ترملہ صفحہ ۲۴۳،۲۲۴
تواریخ گورو خالصہ پنتھ گورمکھی مصنفہ گیانی لال سنگھ صاحب صفحہ ۱۴۲ میکالف اتہاس
کا گورمکھی ترجمہ حصہ دوم صفحہ ۳۱۴۔ تواریخ گورو خالصہ گورمکھی مصنفہ گیانی
گیان سنگھ صاحب صفحہ ۹۲-۹۳ سکھمتی مترجم ہندی شائع کردہ سرب ہند سکھ مشن دیباچہ صفحہ ۱۱

لگان کی معافی

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"جب بادشاہ لاہور سے ملک دکن کی طرف واپس ہوا تو حسب وعدہ ۱۶۶۲ء بکرمی
کو امرتسر میں مقام کرکے گورو ارجن صاحب کی زیارت کو خود گیا ....
اور بہت کچھ نقد وجنس بطور نذرانہ پیش کیا۔ اور کہا کہ مجھکو کوئی خدمت فرمائیے۔ تب گورو
صاحب نے سفارش کرکے کل پنجاب کی لگان کو قحط سالی کی وجہ سے اس سال کے لئے
معاف کرا دیا۔ بلکہ بہت سا غلہ پارچہ غریبوں کو تقسیم کرنے کا حکم دیا" (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۹۲)
اس کے علاوہ سردار ہوشیار اسنگھ صاحب نے بھی گورو ارجن صاحب کی سفارش
پر اکبر کا لگان کی معافی دینا بیان کیا ہے (ملاحظہ ہو اتہاس سکھ گوروصاحبان گورمکھی صفحہ ۲۰۶)

کرتار پور کی دھرمسالہ کے لئے زمین

سردار جی بی سنگھ صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر جنرل (صوبہ سی۔پی) تحریر
فرماتے ہیں کہ اکبر نے گورو ارجن صاحب کو کرتار پور کی دھرمسالہ کے لئے بہت
سی زمین پیش کی۔ اور ان کی سفارش پر لوگوں کو معاملہ میں بھی رعایت دی۔

چنانچہ وہ رقم فرماتے ہیں کہ :۔

"یہاں کرتار پور ہی اکبر بادشاہ نے ڈیرہ پر آکر گرنتھ صاحب سُنا اور خوش ہو کر کرتار پور دھرمسالہ کے لئے بہت سی زمین پیش کی نیز گورو ارجن صاحب کی سفارش پر اس سال کے لگان میں لوگوں کو بحساب دیہہ دوازی رعایت کی"

(ترجمہ از پراچین بیڑاں گورمکھی صا۹)

جہانگیر اور سکھ گورو صاحبان

اکبر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر ہندوستان کا بادشاہ بنا۔ اس بادشاہ نے جس عدل اور انصاف سے حکومت کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ گورو گوبند سنگھ صاحب نے اس بادشاہ کے متعلق فرمایا ہے کہ :۔

"اکبر کا بیٹا جہانگیر دھرماتما بادشاہ چوغطہ تھا" (بچتر نکت گرنتھ صا۳۱)

نیز اس کو صریح الفاظ میں عادل بادشاہ تسلیم کیا ہے چنانچہ آپ نے اس کی وفات کا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ :۔

"جہانگیر عادل مرگیو"

(دسم گرنتھ صا۹۲۴)

سکھوں کے مشہور مؤرخ گیانی گیان سنگھ صاحب نے جہانگیر کے عدل کا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ :۔

"عادل اس قدر تھا کہ اس کے شہزادہ خسرو نے کسی ہندو کی لڑکی خوبصورت دیکھ کر زبردستی اپنے گھر میں ڈال لی۔ ہندوؤں نے جمع ہو کر فریاد کی۔ جہانگیر نے خسرو کے گرفتار کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ اس نے مقابلہ کیا۔ آخرکار ہار کر کابل کی طرف دوڑ گیا۔ جب وہ جہلم کے پاس ایک مسجد میں نماز پڑھتا ہوا ملاں نے پکڑوا دیا۔ تب وہ جہانگیر کے روبرو آیا تو اس کے ساتھی زمین میں گڑوا کر مروا دئے گئے اور اُس کو قتل کروا دیا۔" ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۴۲

اس کے علاوہ گیانی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ جہانگیر نے بیگار کا سلسلہ بھی حکماً بند کر دیا تھا چنانچہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ:-

"جہانگیر کا حکم تھا کہ اگر کوئی رعیت کے آدمی کو بے گار میں پکڑیگا۔ اس کو سخت سزا دی جائیگی۔" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۹)

پرتھی چند کا جہانگیر کے دربار میں گورو ارجن صاحب کے خلاف مقدمہ

گوربلاس میں مرقوم ہے کہ پرتھی چند نے جہانگیر کے دربار میں گورو ارجن سے گورو یائی کی گدی چھیننے کی غرض سے ایک مقدمہ دائر کر دیا جہانگیر نے اس کا فیصلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا:-

گورو نانک گرہ کے ہم داس
ان کا نیاؤں سری گور پاس
گور رامداس دیتی گوریائی

سو ہم تے نہیں جات مٹائی
جے گوریائی تُم کو ہوتی
جیوت زیوت سری گورجوئی
اب تن کے تم لاگو پائی
جہانگیر اُس بین سنائی

(گوربلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۳)

یعنی گورورامداس صاحب نے گوروارجن صاحب کو گوریائی دی ہے ہم
اُن سے چھین نہیں سکتے۔

اس کے ساتھ ہی جہانگیر نے پرتھی چند سے یہ بھی کہا کہ:-

اب اوہاں نہ جادو گرہ ہم نے ایک پاؤ
تم رچو گھر تہاں جوڈ تیرے من آئی ہے
گرام پٹہ لکھ شاہ نے دینو پرتھئے ہاتھ
لکھ کہیو جاہیں لاہور جب تب چلیو ہم ساتھ

گوربلاس پاتشاہی چھ ۳

یعنی اب آپ وہاں واپس نہ جائیں بلکہ ہم سے جاگیر حاصل کر لیں اور
وہاں پر آباد ہو جائیں چنانچہ اس نے پرتھی چند کو جاگیر عطا کر دی۔
گوربلاس میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جہانگیر کی خنم پتری گم ہو گئی۔ چند و

نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کی جنم پتری اور بہت سا روپیہ گورو ارجن صاحب نے شاہی خزانہ سے چھڑوا لیا ہے۔ اس پر جہانگیر نے بجائے گورو صاحب کے خلاف کوئی ایکشن لینے کے یہ کیا کہ:۔

بادشاہ ایس کہا ہمری دِس کر جور
لنگر خرچ سوادھک ہے لیجے گرام سو ہور
چوری نند ہوئے جگ سارے
نہیں بنے سری گورو ہمارے
اب ہم چلیں سو بیچ لاہور
تم گور پوچھ آؤ تنہ ٹھور

(گور بلاس پاتشاہی ۶۔ادھیائے ۲)

یعنی۔ بادشاہ نے کہا کہ ہماری طرف سے گورو ارجن صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا جائے کہ اگر لنگر کا خرچ زیادہ ہے تو آپ ہم سے مزید جاگیر حاصل کر لیں۔ اس طرح چوریاں کروانے سے آپ کی نندا ہو گی۔ اب ہم لاہور جا رہے ہیں تم گورو صاحب سے دریافت کر کے وہاں آ جانا۔

پس اگر جہانگیر کے دل میں گورو ارجن صاحب کی کوئی دشمنی ہوتی۔ یا وہ گورو صاحب کو نقصان پہنچانے کا خواہشمند ہوتا تو چندو کی یہ شکایت کہ گورو ارجن صاحب نے بادشاہ کی جنم پتری اور بہت سا روپیہ شاہی خزانہ سے چھڑوا لیا ہے

کچھ کم نہ تھی لیکن جہانگیر اس بات کو سن کر بجائے گورو صاحب کے خلاف کوئی ایکشن لینے کے مزید جاگیر دینے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے۔

گورو ارجن صاحب کا قتل

ہمارے بعض سکھ دوست اپنے پراچین بزرگ مؤرخین کی تحریرات کو نظر انداز کر کے تزک جہانگیری سے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں اور اس کی بنا پر گورو ارجن صاحب کے قتل کا الزام جہانگیر پر لگاتے ہیں۔ حالانکہ جس حوالہ سے وہ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ وہ اُن کے لئے چنداں مفید نہیں۔ کیونکہ ایک تو اُس میں یہ مرقوم ہے کہ گورو ارجن صاحب نے جہانگیر کے باغی بیٹے خسرو کی باپ کے خلاف بغاوت میں امداد[1] کی۔ حالانکہ گورو گرنتھ صاحب میں بیٹے کا باپ کے خلاف بغاوت کرنا ناجائز بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

کاہے پوت جھگرت ہو سنگ باپ
جن کے جنے بڈیرے تم ہو تن سیوں جھگرت پاپ (محلہ ۴)

یعنی۔ بیٹے کے لئے باپ کا مقابلہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

---

[1] یاد رہے کہ گیانی گیان سنگھ صاحب نے خسرو کی بغاوت کا باعث یہ بیان کیا ہے کہ خسرو نے ایک ہندو کی لڑکی زبردستی اپنے گھر ڈال لی تھی۔ ہندوؤں کے فریاد کرنے پر جہانگیر نے اپنے بیٹے کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا اور اس نے مقابلہ میں علم بغاوت بلند کر دیا۔

اور دوسرے جن الفاظ سے وہ جہانگیر پر قتل کا الزام لگاتے ہیں۔ اُس کے یہ معنے نہیں کہ جہانگیر کی طرف سے گوروارجن صاحب کے قتل کا کوئی حکم دیا گیا تھا چنانچہ تزک جہانگیری میں گوروارجن صاحب کے متعلق جو حُکم مرقوم ہے۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں :۔

" امر کردم کہ اورا حاضر ساختند و ساکن و منازل و فرزندان اورا بمرتضیٰ خاں عنایت نمودم و اسباب و اموال اورا بقید ضبط درآوردہ فرمودم کہ اورا بہ سیاست " و بیاسا رسانند "

ہمارے بعض سکھ بھائیوں نے جہانگیر کے اس حکم میں سے " بیاسا رسانند " الفاظ کو ایک خاص رنگ دینے کی کوشش کی ہے اور اس کے معنے قتل کرنے کے لئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو گور پرتاپ سورج گرنتھ سمپادت بھائی ویر سنگھ صاحب ص ۳۷۹)

لیکن لغات ان معنوں کی متحمّل نہیں۔ لغات میں اس لفظ کے معنے رسم۔ قاعدہ۔ اور قانون وغیرہ کے کئے گئے ہیں (ملاحظہ ہو لغات فیروزی۔ غیاث اللغات و بہار عجم)

لغات کے ان معانی کی روشنی میں بیاسا کا مطلب یہی لیا جا سکتا ہے کہ جہانگیر نے گوروارجن صاحب کے خلاف باغی خسرو کی مدد کا الزام عاید ہونے پر قانونی چارہ جوئی کرنے کا حُکم صادر فرمایا چنانچہ " بیاسا رسانند " سے قبل " بہ سیاست " کے الفاظ بھی قابلِ غور ہیں۔ اس کے معنے لغات میں مندرجہ ذیل بیان کئے

گئے ہیں:۔

"ملک کی نگہبانی کرنی۔ رعیت پر حکومت کرنا۔ لوگوں کو گناہ کرنے سے سزا جزا دے کر تنبیہہ کرنا اور روکنا۔ قانون ملکداری" ۔ (لغات فیروزی)

اس لحاظ سے "بہ سیاست بیا رسانند" کے معنے یہی ہیں کہ جہانگیر نے گورو ارجن صاحب پر باغی خسرو کی امداد کا الزام عاید ہونے پر حکم دیا کہ ان کے خلاف حکومت کے طریق کے مطابق مقدمہ چلایا جائے اور جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دی جائے۔ گورو ارجن صاحب کے قتل کرنے کا اس میں کوئی حکم نہیں۔ اگر باغی خسرو کی امداد کے الزام میں جہانگیر ایسا کوئی حکم بھی دیتا تو ایسا حکم سکھ مذہب کی تعلیم کے بھی عین مطابق ہوتا لیکن اس نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا چنانچہ ہمارے اس خیال کی تائید بعض سکھ ودوانوں نے بھی کی ہے چنانچہ پرنسپل گنگا سنگھ صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

"بادشاہ نے اپنی تعزیرات میں سے سب سے سخت سزا یاسا رسانیدن (آگ پر تپانا اور ٹھنڈے پانی میں غوطے دینا) تجویز کی۔ اور مرتضیٰ خان کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس سزا کے عذاب سے سر کو میرے سامنے جھکا دے" (رسالہ امرت امرتسر جون ۱۹۳۸ء)

پرنسپل گنگا سنگھ صاحب کی مندرجہ بالا تحریر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جہانگیر کا مقصد گورو ارجن صاحب کو قتل کروانا نہ تھا۔

اس کے علاوہ "دبستان مذاہب" سے بھی (جس کے مصنف گورو ارجن

صاحب کے قریب زمانہ میں ہی ہوئے ہیں) اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ گورو ارجن صاحب کے قتل کا جہانگیر نے کوئی حکم نہیں دیا چنانچہ مرقوم ہے کہ:-

محل ششم سری گورو ہر گوبند ابن گورو ارجن مل است چوں حضرت جنت مکانی نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ ارجن مل را بنا بر آنکہ دعائے خیر درباره شہزاده خسرو فرزند حضرت جنت مکانی کہ بر پدر بزرگوار خروج نموده بود کرده بود۔ بعد از گرفتاری خسرو مواخذہ و بمصادره فرموده مبلغی سترگ ازوی خواستند گورو از دادن عاجز آمده۔ اورا ببند در ریگستان لاہور داشتن از تابش آفتاب و شدت گرما از محصلان جان داد۔"

(دبستان مذاہب صـ۲۳۳)

اس کے علاوہ عمدۃ التواریخ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جہانگیر نے گورو ارجن صاحب کے قتل کا کوئی حکم صادر نہیں فرمایا تھا بلکہ یہی حکم دیا تھا کہ اس کو مناسب سزا دی جائے۔ چنانچہ بادشاہ جہانگیر کا فرمان مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:-

"بر زبان آورد کہ ہر قسم کہ مناسب بوده باشد بسزائے بائید رسانید"

(عمدۃ التواریخ دفتر اول صـ۳۵)

یعنی گورو ارجن صاحب کو مناسب سزا دی جائے۔

ہمارے بعض سکھ دوستوں نے دبستان مذاہب اور تزک جہانگیری کے حوالوں میں تضاد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

تزک میں یہ مرقوم تھا کہ گورداس جی صاحب کو قانون اور طریق کے مطابق سزا دی جائے۔ اور دبستان مذاہب میں اس سزا کا ذکر ہے کہ وہ جرمانہ کی صورت میں کی گئی۔ دبستانِ مذاہب کے مصنف کے متعلق ہم بتا آئے ہیں کہ یہ صاحب بہت قریب زمانہ میں ہوئے ہیں۔ ان سے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ ان سے اصل حالات پوشیدہ رہے ہوں۔ کیونکہ ان کو گورو ارجن صاحب کے فرزند گورو ہرگوبند صاحب سے براہ راست علم حاصل کرنے کا موقعہ میسر تھا۔ اور ہمارے سکھ دوستوں کے ودوان بھی اس کتاب کو خاص وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں چنانچہ پروفیسر سُندر سنگھ صاحب ایم ایس سی تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"فارسی میں دبستانِ مذاہب اور عمدۃ التواریخ اچھی کتابیں ہیں۔

(مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ اُردو صلہ)

پس "تزک جہانگیری" اور "دبستانِ مذاہب" کے حوالوں میں کوئی تضاد نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ تزک میں مقدمہ چلانے اور سزا دینے کا حکم ہے اور دبستانِ مذاہب میں اس سزا کی وضاحت ہے کہ وہ جرمانہ کی صورت میں تھی۔ چنانچہ ہمارے اس خیال کی تائید ایک ہندو ودوان مہاشہ سنت رام آشفتہ کی مندرجہ ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے کہ :-

"گورو ارجن صاحب نے جہانگیر کے باغی لڑکے خسرو کی پانچ ہزار روپیہ نقد کی امداد کی اس جرم میں ان کو دو لاکھ روپیہ جرمانہ ہوا" (ہندو جاتی اور سکھ گورو صـ۳۰)

اس کے علاوہ سکھ ودوانوں نے بھی اس امر کو صریح الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ گورو ارجن صاحب کو جرمانہ کی سزا دی گئی تھی چنانچہ گیانی لال سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اس (چندو لال) نے الزام لگا کر اور سازش کر کے جہانگیر بادشاہ سے گورو ارجن صاحب کو جرمانہ کروایا" (ترجمہ از گورو بنساولی گورمکھی صـ۱۹۰)

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب میں بھی گورو ارجن صاحب کو دو لاکھ روپیہ جرمانہ کی سزا بیان کی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو گور پرتاپ سورج گرنتھ راس ۴ انسو ۳۳۔ و گورپور پرکاش گرنتھ محلہ ۵ مندر ۳ صـ۴۵۔ تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صـ۹۷ ۴ اردو صـ۹۲ اتہاس سکھ گورو صاحبان صـ۲۱ وگورمت لیکچر صـ۲۰۸

چندو لال اور گورو ارجن صاحب

سکھ حکومت میں رقوم ہے کہ چندو لال اکبر کے زمانہ سے مغلیہ حکومت میں افسر مال کے عہدہ پر فائز تھا (اتہاس سکھ گورو صاحبان صـ۲۰۳) اس کا گورو ارجن صاحب کے ساتھ ایک رشتہ کے معاملہ میں تنازعہ ہو گیا۔ جو بڑھتے بڑھتے دشمنی کا رنگ اختیار کر گیا۔ اس جھگڑے کی مختصر کہانی یہ بیان کی جاتی

ہے کہ چندو لال کی ایک نوجوان لڑکی تھی۔ اس نے پنڈتوں سے اس کا رشتہ تلاش کرنے کے لئے کہا۔ انہوں نے گورو ارجن صاحب کے لڑکے سے رشتہ تجویز کر دیا۔ جسے چندو نے اپنی دُنیاوی وجاہت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ابتداء میں بہت حقارت کی نظر سے دیکھا اور نامنظور کر دیا۔ لیکن بعد میں منظور بھی کر لیا۔ گورو صاحب کو جب چندو کے تکبّر کا علم ہوا تو آپ نے اس رشتہ سے انکار کر دیا۔ اس وجہ سے چندو لال گورو صاحب کے خون کا پیاسا ہو گیا اور گورو صاحب کو نقصان پہنچانے کے لئے موقعہ کی تلاش میں رہا اور جہانگیر کو بھی بدظن کرنے میں کوشاں رہا۔ سکھ کتب میں مرقوم ہے کہ جب بادشاہ جہانگیر نے گورو صاحب کو خسرو کی بغاوت میں مدد کے الزام میں طلب کیا تو چندو لال نے گورو صاحب کو اپنے قبضہ میں لے لیا (گوربلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۷ تواریخ گورو گورو خالصہ گورمکھی صـ ومیکالف اتہاس حصہ اول صـ ۳۲۶)

اس کے بعد بادشاہ خود ایک لمبے سفر پر چلا گیا۔ ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی اور چندو سے کہہ گیا کہ میں جب اپنے سفر سے واپس آؤں تو گورو صاحب کو دوبارہ میرے سامنے پیش کیا جائے (ملاحظہ ہو تواریخ خالصہ نتیجہ صـ ۲۵۱)

چندو لال نے گورو صاحب کو اپنے گھر لے جا کر بہت تکالیف دینی شروع کر دیں۔ آخر یہ حرکت کی کہ گائے کا ایک کچا چمڑا لا کر گورو صاحب کے سامنے

رکھ دیا اور کہا کہ اگر اب بھی آپ نے میری لڑکی کا رشتہ ہرگوبند صاحب کے لئے قبول نہ کیا تو میں آپ کو اس چمڑے میں سلوا دونگا۔ ملاحظہ ہو گوربلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۷ وسری گورپور پرکاش محلہ ۵ مندر ۴۲ و گورپرتاپ سورج گرنتھ راس ۴ انسو ۳ و تاریخ پنجاب مصنفہ لالہ گھنیا لال صاحب ص ۲۸)

گورو صاحب نے چندو کی اس کمینہ حرکت کو دیکھ کر دریا میں نہانے کی خواہش ظاہر کی۔ جب آپ نے دریا میں غوطہ لگایا تو پھر آپ پانی سے باہر نہ نکلے اس طرح آپ کی وفات ہوگئی ؛

گیانی لال سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"جیتے جی گورو صاحب کا دریا میں غوطہ لگانا اور گم ہوجانا تو شہیدی اصولوں کے بھی خلاف ہے" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۲۵۶)

اب ناظرین خود ہی غور فرمالیں کہ ان حالات میں گورو ارجن صاحب کے قتل کا الزام جہانگیر پر کیسے عائد کیا جاسکتا ہے سکھ مؤرخین کے نزدیک گورو صاحب کی وفات چندو لال کی عداوت کے نتیجہ میں ہوئی ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ کے بعض سکھ ودوان اپنے پراچین سکھ مؤرخین کو غلطی خوردہ قرار دیتے ہوئے اس قتل کی تمام ذمہ داری جہانگیر پر ڈال رہے ہیں۔ اور ایک عادل بادشاہ کو بدنام کر رہے ہیں۔ اگر ہم بالفرض اس امر کو تسلیم بھی کرلیں کہ جہانگیر نے گورو ارجن صاحب کو خسرو کی بغاوت میں امداد دینے کے الزام میں سزائے موت

کا حکم دیا تھا۔ (حالانکہ سزائے موت کا حکم نہیں دیا) تو اس صورت میں بھی جہانگیر
پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ اوّل تو گورو صاحب پر ایک باغی کی امداد
کا الزام ہے جو دنیا کی ہر حکومت میں ایک جرم ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ خود
سکھ مذہب میں بھی باغی کی سزا موت ہے۔ اور دوسرے چندو لال نے گورو
صاحب کو جہانگیر کے کسی حکم کی بناء پر کوئی تکلیف نہیں دی اور نہ گورو صاحب
کو جہانگیر کے حکم سے قتل کیا ہے۔ جہانگیر تو بقول بعض سکھ ودوانوں کے چندو
سے سفر پر جاتا ہوا یہ بھی کہہ گیا تھا کہ اس کو میری واپسی پر میرے سامنے پیش
کیا جائے۔ اس صورت میں کون کہہ سکتا ہے کہ چندو نے جو کچھ کیا وہ جہانگیر
کے حکم سے کیا۔ سکھ تاریخ نہایت وضاحت سے اس امر کو بیان کرتی ہے کہ
چندو نے اپنی ذاتی عداوت کو ہی مدّنظر رکھا اور اس کی عداوت نے ہی گورو
صاحب کو دریا میں کودنے پر مجبور کیا۔ البتہ چندو لال نے جہانگیر کے حکم سے
پوری طرح ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ سکھ کتب سے یہ بھی ظاہر ہوتا
ہے کہ جب جہانگیر کو چندو کی ان زیادتیوں کا علم ہوا اور اس کے نوٹس میں یہ
بات آئی کہ گورو ارجن صاحب کی وفات چندو لال کی ذاتی عداوت کے باعث
ہوئی ہے تو اس نے عدل جہانگیری کی مثال کو تازہ کرتے ہوئے چندو لال کو فوراً
معزول کر دیا اور گورو ہرگوبند صاحب کے حوالہ کر دیا اور کہا کہ یہ آپ کے باپ کا
قاتل ہے اس لئے آپ جو چاہیں اس کو سزا دیں۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو

خالصہ اردو صفحہ ۱ گورپرتاپ سورج گرنتھ راس ۵ انسو ۳ وغیرہ

گیانی گیان سنگھ صاحب نے اس امر کی بھی نہایت وضاحت کی ہے۔ کہ جہانگیر نے گورو ہرگوبند صاحب کے سامنے گورو ارجن صاحب کو دی گئیں تمام تکالیف سے لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ :-

”مجھے کچھ بھی خبر نہیں کہ اس نے گورو صاحب کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے“۔

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵۲)

لالہ کنہیا لال صاحب نے بھی گورو ارجن صاحب کو چندو لال سے ملی ہوئی تمام تکالیف سے جہانگیر کا بے خبر ہونا بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ:-

”بادشاہ کو گورو ارجن جی کے آخری حال سے کچھ خبر نہ تھی غضب میں آیا۔ فوراً چندو کی جائداد ضبطی کا حکم دیا“۔ (تاریخ پنجاب صفحہ ۳۱)

پس جب یہ ایک حقیقت ہے کہ جہانگیر نے چندو لال کو گورو ارجن صاحب کے قتل کے الزام میں معزول کر کے سزا کے لئے گورو ہرگوبند صاحب کے حوالہ کر دیا اور گورو صاحب نے اس کو سزا دی تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورو ارجن صاحب کی موت کا واقعہ جہانگیر کے کسی حکم کی بناء پر نہیں ہوا تھا۔ بلکہ چندو لال کی ذاتی عداوت کا نتیجہ تھا جہانگیر کے کسی حکم سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ چندو لال نے جہانگیر کے حکم سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اس کو سامنے رکھ کر اپنے بغض کی تکمیل کی۔

یاد رہے کہ سکھوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کہ گورو ارجن صاحب کی وفات شاہ جہان کے زمانہ میں بیان کرتے ہیں۔ اور گورو صاحب کے قتل کا الزام شاہ جہان پر لگاتے ہیں چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

"بادشاہ شاہ جہان بہت متعصب تھا۔ اس نے گورو ارجن صاحب کو اس سے (یعنی چندو لال سے) شہید کروا دیا۔" (ترجمہ از گورو بنساولی صفہ ۱۹)

گورو ارجن صاحب اور خسرو

ہمارے بعض سکھ دوستوں نے گورو ارجن صاحب پر لگائے گئے باغی خسرو کی امداد کے الزام کی تردید کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کی وجہ بالکل واضح ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ ایک بہت سنگین الزام ہے جو سکھ تاریخ کی رو سے گورو ارجن صاحب پر عائد ہوتا ہے۔ باغی کی امداد ہر مذہب ملت اور حکومت میں جرم تسلیم کی جاتی ہے۔ اور اس کی سزا قتل سے کم نہیں[1] سکھ مذہب کی تعلیم یہ ہے کہ:۔

---

[1] گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"۱۹۱۴ بکرمی میں کالیاں کے غدر کے موقعہ پر کالیاں کو رسد دینے کے عوض میں سرکار انگریزی نے بلم گڑھ والے راجہ کو جھجر والے نواب کی طرح پھانسی دلوا دیا تھا۔ اور اس کا علاقہ ضبط کر لیا تھا۔" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفہ ۸۱۷)

جے کو آپ گناٹیکے پاتشاہ تے عاقی ہووے
ہوئے قتلام حرام خور کاٹھ نہ کفن چتا نہ ٹووے

(واراں بھائی گورداس وار ۲۶ پوڑی ۳۲)

یعنی اگر کوئی بادشاہ وقت سے باغی ہوجائے تو وہ واجب القتل ہے۔ ایسے شخص کی لاش کو جلانے کے لئے لکڑی، کفن، چتا اور قبر وغیرہ بھی مہیّا نہ کی جائیں۔

مشہور سکھ ودوان سردار بہادر کاہن سنگھ صاحب نابھ لکھتے ہیں کہ:۔

"ہر ایک آدمی کو جیسے دھرم کے معاملہ میں مذہبی پیشواؤں کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ ایسے ہی دنیاوی انتظام میں راجہ اور بادشاہ کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ جو لوگ ان دونوں میں سے کسی کا اپمان کرتے ہیں۔ وہ خدا کے نافرمان ہیں بلکہ فسادی ہیں۔ جاہل ہیں اور دنیا میں فتنہ پیدا کرنے والے ہیں"۔ (ترجمہ از گورمت سدھاکر ص ۶۹)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ سکھ مذہب حکومت وقت کی بغاوت کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ اس کو ایک جرم قرار دیتا ہے۔ اور اُس کے مرتکب کے لئے موت کی سزا تجویز کرتا ہے۔ اس لحاظ سے باغی کی مدد سکھ مذہب کی رُو سے بھی قابلِ سزا ٹھہرتی ہے۔

گورو ارجن صاحب نے باغی خسرو کی روپیہ وغیرہ سے امداد کی۔ یہ الزام نہ صرف "تزک جہانگیری" اور دبستان مذاہب میں ہی مرقوم ہے۔ بلکہ سکھ

موٴرخین نے بھی اس کا تذکرہ صریح الفاظ میں کیا ہے۔ اور اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ گورو ارجن صاحب نے باغی خسرو کی امداد میں پانچ ہزار روپیہ نقد پیش کیا تھا (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ اُردو ص۹۲ و گورمکھی ص۹۷) بلکہ گیانی گیان سنگھ صاحب نے اس امر کو بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ خسرو نے اس امداد کے عوض میں گورو صاحب سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ:۔

"میں جہانگیر پر فتح حاصل کر کے خود بادشاہ بنونگا۔ اور تمام پنجاب کا علاقہ تمہارے سپرد کرونگا" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۹۶)

خسرو کی یہ پیش کش کوئی معمولی نہ تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر خسرو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا تو پنجاب پر گورو ارجن صاحب کی حکومت ہو جاتی۔

گیانی صاحب موصوف کے علاوہ اور بھی سکھ موٴرخین نے گورو صاحب کا باغی خسرو کی روپے سے مدد کرنا تسلیم کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو گورپرتاپ سورج گرنتھ راس ۴ انسو ۲۹ دسری گورپرکاش گرنتھ محلہ ۵ مندر ۳۸ ص۴۵)

اس کے علاوہ لالہ گھنیا لال صاحب نے بھی گورو ارجن صاحب کا خسرو کی بغاوت میں امداد کرنا بیان کیا ہے چنانچہ لالہ صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"جہانگیر بادشاہ نے ایک شہزادہ کو خفگی سے نکال دیا تھا۔ وہ گوروجی کی خدمت میں آیا۔ اس کو پناہ دی اور اپنے پاس رکھا اور بہت کچھ دیا" (تاریخ پنجاب ص۲۷)

مسٹر میکالف صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"(گورو ارجن صاحب) اکبر بادشاہ کے پوتے خسرو کو امداد دینے کے باعث مسلمان بادشاہ کی سختی کا شکار بنے۔" (ترجمہ از میکالف اتہاس حصہ اول صفحہ ٣٢٨)

پس اگر حکومت نے کسی وقت گورو ارجن صاحب کے خلاف کوئی ایکشن لیا تو اس کی بہت بڑی وجہ باغی خسرو کی امداد تھی۔ اور گورو صاحب کے اس فعل کو چندو جیسے لوگوں کا بڑھا چڑھا کر بادشاہ کے نوٹس میں لانا تھا اگر گورو صاحب موصوف خسرو کی بغاوت میں امداد نہ کرتے تو اُن کے خلاف جہانگیر کا کوئی عملی قدم اٹھانا ایک ناممکن امر تھا۔ خسرو کی بغاوت کے جو اسباب گیانی گیان سنگھ صاحب نے بیان کئے ہیں۔ وہ بھی اس قابل ہیں کہ ان کی موجودگی میں گورو صاحب کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ اس کی امداد کرتے ہیں۔ ہم اس سے قبل بتا آئے ہیں کہ گیانی صاحب موصوف نے خسرو کی بغاوت کا بہت بڑا سبب یہ بیان کیا ہے کہ اس نے ایک ہندو کی لڑکی زبردستی اپنے گھر ڈال لی ہندو جہانگیر کے پاس فریادی ہوئے اس نے عدل جہانگیری کو مدنظر رکھ کر اپنے بیٹے کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیے۔ خسرو نے مقابلہ کیا اور بغاوت کر کے گورو ارجن صاحب کے پاس آ گیا۔ گورو صاحب نے اس کو پانچ ہزار روپیہ نقد بطور امداد کے پیش کیا۔ یہ تمام واقعات خود سکھ مؤرخین نے ہی بیان کئے ہیں۔ ان کی موجودگی میں جہانگیر پر کسی قسم کا

الزام عائد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ جہانگیر وہی تھا جس نے سینکڑوں گھماؤں زمین گورو ارجن صاحب کی خدمت میں کرتار پور کی دھرمسالہ کے لئے پیش کی تھی۔ نیز جس کے سامنے جب گورو ارجن صاحب کے خلاف یہ شکایت کی گئی کہ گورو صاحب نے اپنے چوروں کے ذریعہ شاہی خزانہ سے بہت سا روپیہ اور بادشاہ کی جنم پتری چرا لی ہے۔ تو اس نے یہ کہا کہ گورو صاحب کو لکھ دیا جائے کہ اگر لنگر کے اخراجات زیادہ ہیں تو ہم سے مزید جاگیر حاصل کر لی جائے۔ لیکن چوریاں نہ کرائی جائے۔ پس خسرو کی بغاوت میں گورو صاحب کی امداد نے جہانگیر کو اُن کے خلاف ایکشن لینے کے لئے مجبور کر دیا۔ چنانچہ سنت رام صاحب آشفتہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سکھ گوروؤں کے دلوں میں اپنی طاقت کو بڑھانے اور اپنے جتھے قائم کرنے کا خیال پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ اور انہوں نے اس پر عمل در آمد کرنا بھی شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ مسلمان حاکموں کی نظر میں خار کی طرح کھٹکتے تھے۔ لیکن ان کی تکلیف اور مصیبت کا آغاز گورو ارجن دیو سے شروع ہوا جنہوں نے کہ جہانگیر کے باغی لڑکے خسرو کو پانچ ہزار روپیہ نقد کی امداد کی۔ اسی جرم میں ان کو دو لاکھ جرمانہ ہوا۔"

(ہندو جاتی اور سکھ گورو صـ۳)

مہاشہ صاحب موصوف نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ :-

"اگر سکھ گورو مسلمان حاکموں سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتے۔ بادشاہی باغیوں کو مدد نہ دیتے تو ان پر کسی قسم کی سختی کا نازل ہونا ایک ناممکن امر تھا۔"

(ہندو جاتی اور سکھ گورو صہ)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر گورو ارجن صاحب یا کسی اور گورو صاحب کو کسی وقت حکومت کے نمائندوں کے ہاتھوں کوئی تکلیف پہنچی تو اس کی ابتداء مسلمان حکام کی طرف سے نہ ہوئی بلکہ اس کا بہت بڑا سبب سکھ گورو صاحبان کا باغیوں کی مدد کرنا اور گورو صاحبان کے بعض مخالفین کا اس سے ناجائز فائدہ اُٹھانا تھا۔

جہانگیر اور گورو ہرگوبند صاحب

گورو ارجن صاحب کی وفات کے بعد ان کے اکلوتے بیٹے گورو ہرگوبند صاحب سکھوں کے گورو مشہور ہوئے۔ اس گورو صاحب کے زمانہ میں سکھ صاحبان فقیرانہ زندگی سے نکل کر سیاسی رنگ اختیار کر چکے تھے۔ اس کی بہت بڑی وجہ گورو ہرگوبند صاحب کا طرزِ عمل تھا۔ سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"گورو نانک صاحب سے لے کر دسری گورو گوبند سنگھ صاحب تک خالصہ مذہب کے کُل دس پیشوا ہوئے ہیں۔ جن سب کی تعلیم بہ حیثیت مجموعی ایک ہی تھی لیکن ہاں اگر فرق

تھا تو صرف اتنا کہ گورو نانک صاحب سے لے کر گورو ارجن صاحب تک پہلے پانچ گورو تو بالکل تارک الدنیا اور فقیری طریقہ میں رہے۔ لیکن زمانہ کی حالت نے گورو ہرگوبند صاحب چھٹے گورو کو اپنے متقدمین کے درویشانہ رویہ کو بدل کر امیرانہ ٹھاٹھ رکھنے کے لئے مجبور کیا اور سب سے پہلے گویا انہوں نے ہی اس فرقہ میں پولیٹکل خیالات کی تخم ریزی کی"۔ (تواریخ گورو خالصہ حصّہ دوم صلا اردو)

گورو صاحب موصوف نے گوریائی کی گدّی پر بیٹھتے ہی جو طریق اختیار کیا وہ گیانی گیان سنگھ صاحب کے الفاظ میں یہ تھا کہ:۔

"گدی پر بیٹھتے ہی برخلاف فقیرانہ طریقہ اپنے بزرگوں کے دو تلواریں اپنی کمر میں باندھ کر کہنے لگے کہ ایک تو امیری کی اور دوسری پیری کی"[1]

اس کے بعد آپ نے فوجی طاقت بڑھانے کی غرض سے ایک تخت بھی بنوایا اور سپاہی جمع کرنے بھی شروع کئے چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"انہوں نے بلند چبوترہ دربار صاحب امرتسر کے سامنے بنوا کر اس کا نام اکال تخت رکھا اور اس پر فرش فروش بچھا کر دونوں وقت بیٹھ کر دربار لگانا شروع کر دیا۔ رہ راس

---

[1] گورو ہرگوبند صاحب کی اس تبدیلی کا ذکر تقریباً تمام سکھ مؤرخین نے کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اتہاس سکھ گورو صاحبان صلا ۱۲۱۔ دساں گوروواں دا سکھیپ جیون چرتر شائع کردہ خالصہ دیوان برما صدہ۔

کے بعد معہ نشان صاحب کے (جو تالاب کی پرکرماں لینے کی رسم اب تک امرتسر میں جاری ہے) اُسی وقت نکالی گئی تھی۔ علاوہ اس کے اُنہوں نے ایک قلعہ خام موسومہ لوہ گڑھ جواب شہر پناہ کے اندر آگیا ہے تعمیر کروا کے اس میں سامانِ جنگ فراہم کرنا شروع کر دیا۔ بلکہ کچھ سپاہ بھی نوکر رکھ لی" (تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۹۵)

گیانی شیر سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ گورو ہرگوبند صاحب نے گدی پر بیٹھتے ہی اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ:۔

"اب ہر ایک سکھ تلوار پہنے اور گھوڑے کی سواری کرے"

(ترجمہ از کھنڈے دی دھار وچ امرت دا گیان صفحہ ۱۶)

گورو صاحب کے اس طرزِ عمل کو سب سے پہلے ان کے خاندان کے لوگوں اور قریبی رشتہ داروں نے ہی تشویش کی نظر سے دیکھا چنانچہ گورو صاحب کے چچا زاد بھائی سوڈھی مہربان نے بہت کوشش کی کہ پنجاب کے حکام گورو صاحب کے خلاف ایکشن لیں اور اُن کی فوجی طاقت کو ختم کر دیں لیکن اُن میں سے کوئی بھی اس کام کے لئے تیار نہ ہوا۔ آخر وہ چندو لال کے پاس گیا۔ اور اُس کو گورو صاحب کے خلاف اکسانے کی کوشش کی چونکہ اس کو گورو ارجن صاحب کے زمانہ سے ہی دشمنی چلی آرہی تھی۔ اس لئے وہ مہربان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اور یہ دونوں ہی گورو صاحب کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اُنہوں نے قاسم بیگ صاحب اور

صوبیدار لاہور کے ذریعہ گورو صاحب کے خلاف مندرجہ ذیل رپورٹ کروادی۔

رپورٹ

"گورو ہر گوبند نے اپنے بڑے گوروؤں کے طریق پیری فقیری کو چھوڑ کر ڈاکوؤں والا طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ ایک چبوترہ کا نام اکال تخت رکھ کر وہاں دربار لگاتا ہے۔ اور حکام کی طرح لوگوں کے مقدمات سنتا اور فیصلے کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے فوجی تعلیم دینے کا سلسلہ بھی قائم کیا ہے نیز فوجی اور جنگی سامان بھی جمع کر رہا ہے پنجاب میں کثرت کے ساتھ لوگ اس کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں اور سینکڑوں چور ڈاکو ان کے پاس رہتے ہیں۔ اگر ابھی سے ان کا کوئی بندوبست نہ کیا گیا تو فساد کے بہت بڑھ جانے کا اندیشہ ہے"۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۵۰۸)

جہانگیر کے پاس جب یہ رپورٹ پہنچی تو اس نے گورو صاحب کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور گورو صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ اس نے اُن سے نہایت محبت اور احترام کا سلوک کیا۔ دربار میں آپ کو چندن کی چوکی پیش کی گئی۔ اس ملاقات کا جو نتیجہ ہوا وہ گیانی گیان سنگھ صاحب کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

"بادشاہ نے گورو صاحب کی صُورت وشباہت اور طرز تقریر سے اُن کی لیاقت وعظمت کا تھوڑی ہی دیر میں وزن کر کے اصل حال کو سمجھ لیا۔ بقول شخصیکہ:۔

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

اور بجائے اظہار خفگی کے ان کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آیا بلکہ پانچ سو روپیہ یومیہ ان کے خرچ کے واسطے مقرر کرکے ان کو رخصت کیا۔ بادشاہ ان کے حسن اخلاق و تیر اندازی و فن سپہ گری پر ایسا مائل ہوا کہ ان کو ہر روز اپنے ہمراہ شکار میں لے جاتا اور دربار میں بلا کمان سے ہمیشہ دوستانہ برتاؤ کرتا اور بڑی عزت سے پیش آتا۔ (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۹۶-۹۷)

اب ناظرین غور فرمائیں کہ گورو صاحب کے خلاف رپورٹ تو یہ کی جاتی ہے کہ وہ فوجی طاقت بڑھا رہے ہیں اور سامان حرب جمع کرکے اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں لیکن جہانگیر ان کو دربار میں بلا کر پانچ سو روپیہ یومیہ پر اپنے ساتھ رکھ لیتا ہے۔ اور دوستانہ تعلقات قائم کر لیتا ہے۔ اور اس دوستی کو آخر دم تک نبھاتا ہے۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"جہانگیر سخن کا ایسا سچا تھا کہ گورو ہرگوبند صاحب کے ساتھ جو بھی وعدہ کیا مرتے دم تک اس کو پورا نبھا۔ بہت سے مسلمان امراء گورو صاحب کی چغلیاں بھی کرتے رہے لیکن اس نے ایک نہ سنی۔" (ترجمہ اردو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۲۰)

جہانگیر نے اس دوستی کو اس حد تک بڑھایا کہ اس نے اپنے روبرو راجاؤں اور مہاراجاؤں سے گورو صاحب کو نذریں بھی دلوائیں۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جہانگیر گورو صاحب کو ہمراہ لے کر آگرہ کی طرف گیا۔ اور وہاں راجپوتانہ کے تمام راجے اور بڑے بڑے بہادر جہانگیر سے

ملنے کے لئے آئے۔ جہانگیر نے اُن سب سے گورو صاحب کو نذریں دلوائیں۔
(تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۵۱۱)

بلکہ یہاں تک کہ بادشاہ نے گورو صاحب کو پنجاب کے حکام پر نگران مقرر کر دیا۔[1]
چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"بادشاہ کے دل میں ان کی شجاعت و بہادری او صفائی ہاتھ کے کرتب دیکھ کر دن بدن دوئی اُلفت و مُحبت ہو گئی یہاں تک کہ فیصلہ مقامات بادشاہی وغیرہ میں بھی ان کو دخل دے دیا اور ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھنے لگا اور اس قدر معتقد ہو گیا کہ ان کو سات ضرب توپ و ایک ہزار سپاہ پیادہ و پانسو سوار رکھنے کی اجازت دے دی اور تمام بادشاہی حکام پنجاب کے نام حکم جاری کر دیا کہ وہ لوگ گورو ہرگوبند صاحب سے ہمیشہ نیک سلوک کریں اور جب قسم کی امداد کی ان کو ضرورت ہو بلا تامل دیں بلکہ ان کو اپنا افسر اور نگران کا خیال کریں۔" (تواریخ گورو خالصہ اُردو ص۹۹)

گیانی گیان سنگھ صاحب نے "دبستان مذاہب" کے حوالے سے لکھا ہے کہ:۔

"ایک مرتبہ جب راجہ تاراچند نالاگڑھیہ اطاعت شاہی سے منحرف تھا تو اس وقت اس کی سرکوبی کے لئے بادشاہ جہانگیر نے گورو ہرگوبند صاحب کی اعانت چاہی

---

[1] گیانی صاحب کے علاوہ دوسرے سکھ مؤرخین نے بھی گورو ہرگوبند صاحب کا پنجاب کے حکام پر نگران مقرر ہونا بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو تہاس سکھ گورو صاحبان ص۲۳۰ تواریخ گورو خالصہ پنتھ گیانی لال سنگھ صاحب دساں گورواں دا سنکھیپ جیون چرتر ص۔ مصنف

تھی اور ان کو اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے مامور کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے جاتے ہی فتح پائی اور راجہ مذکور کو شاہی اطاعت قبول کروا کر بادشاہ سے جاملایا۔

(تواریخ گورو خالصہ اُردو صنا)

یہ حوالہ جات ظاہر کرتے ہیں کہ جہانگیر نے باوجود اس کے کہ گورو ہرگوبند صاحب کے خاندان کے لوگ اس کو بدظن کرنے میں کوشاں تھے۔ گورو صاحب سے نہایت اچھا سلوک کیا۔ اور ان کو پنجاب کے حکام پر نگران مقرر کر دیا۔ گیانی گیان سنگھ صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ :۔

"دبستان مذاہب اور مولوی غلام علی مؤرخ دونوں اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ بادشاہ نے ان کو کل پنجاب کی نگرانی کا اختیار دے دیا تھا۔ بلکہ جب لاہور سے کشمیر کی سیر کو روانہ ہؤا تو اس وقت بھی ان کو اپنے ہمراہ لے گیا اور راستہ میں کوہستانی راجاؤں سے ان کو نذرو نیاز و قسم قسم کے تحائف دلوا تا گیا"

(تواریخ گورو خالصہ اُردو صنا)

اس کے علاوہ سکھ کُتب سے اس امر کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ جہانگیر کو جب یہ معلوم ہؤا کہ چندو لال نے گورو ارجن صاحب کو بہت تکالیف دی ہیں تو اُس نے فوراً چندو لال کو معزول کر کے گورو ہرگوبند صاحب کے حوالے کر دیا۔ ملاحظہ ہو گورپرتاپ سورج گرنتھ راس ۵ انسو ۳۔ تواریخ گورو خالصہ مصنفہ گیانی گیان سنگھ صاحب صنہ ۵۲ (گورمکھی) و اُردو صنا مختصر و مکمل تاریخ گورو خالصہ

اردو مصنفہ پروفیسر سندر سنگھ صاحب تواریخ گورو خالصہ پنتھ مصنفہ گیانی
لال سنگھ صاحب اتہاس سکھ گورو صاحبان مصنفہ سردار ہوشیار سنگھ
صاحب صفحہ ۲۳۴-۲۳۵ دساں گوروواں دا سنکھیپ جیون چرتر شائع کردہ خالصہ
دیوان برما صفحہ کھنڈے دی دھار وچ امرت دا گیان مصنفہ گیانی شیر سنگھ
صاحب صفحہ ۷۶۔ اتہاس گوروخالصہ ہندی مصنفہ گوبند سنگھ نرملہ صفحہ ۲۶۳
سری گور پور پرکاش مصنفہ ترلم سنگھ صاحب محلہ ۶ منڈر ۸ صفحہ ۹۲ ۴ و گوربلاس
پاتشاہی چھٹی ادھیائے ۸ میکالف اتہاس حصہ سوم گورمت لیکچر
مصنفہ گیانی پرتاپ سنگھ صاحب صفحہ ۲۳۷ جیون برتانت دس گورو صاحبان
مصنفہ گیانی جگت سنگھ صاحب صفحہ ۱۵ تاریخ پنجاب لالہ گھنیا لال صاحب صفحہ ۳۱
ایک موقعہ پر گورو گوبند سنگھ صاحب نے بہادر شاہ سے
کہا کہ :۔

آپ کے بڑے جہانگیر نے میرے دادا ہرگوبند صاحب کے ہاتھ چند و شٹ کا
بازو پکڑایا تھا اور اس کو انھوں نے اپنی مرضی کے مطابق سزا دی تھی"۔

(ترجمہ از تواریخ گوروخالصہ گورمکھی صفحہ ۱۳۹۴)

شاہ جہان اور سکھ گورو

جہانگیر کے بعد اُس کا بیٹا شہاب الدین شاہ جہان کے لقب سے ہندوستان کا بادشاہ بنا۔ گورو گوبند سنگھ صاحب نے فرمایا ہے کہ :۔

" جہانگیر عادل مرگیو

شاہ جہان حضرت جو بھیو (دسم گرنتھ صہ ۹۲۴)

یعنی جہانگیر عادل کے مرنے کے بعد حضرت شاہ جہان بادشاہ بنے۔ گیانی گیان سنگھ صاحب نے اس بادشاہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

" شاہ جہان کا پہلا نام شہاب الدین تھا تخت پر بیٹھ کر شاہ جہان ہُوا اس نے جہانگیر کے مرنے کے بعد ۱۶۸۴ بکرمی میں تخت سنبھال کر اچھے اچھے کام کئے رعیت آباد کی۔ بادشاہی خزانہ میں بہت دولت جمع کی " (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صہ ۲۳۵)

اس بادشاہ کے زمانہ میں گورو ہرگوبند صاحب کے ساتھ حکومت کی کچھ لڑائیاں بھی ہوئی ہیں اگر ان لڑائیوں پر سکھ کتب کی بنا پر روشنی ڈالی جائے تو اس کا کوئی الزام حکومت پر نہیں آتا جبکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حکومت کو یہ طریق مجبوراً اختیار کرنا پڑا چنانچہ مہاشہ سنت رام صاحب آشفتہ ایڈیٹر اخبار دھرم ہیر لاہور لکھتے ہیں کہ :۔

"گورو ہرگوبند نے موضع کٹھالہ کے جنگل میں ایک شاہی باز اڑتا ہوا پکڑ لیا اور سرکاری اہلکاروں کے تقاضہ پر بھی نہ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر فوج کشی کی گئی اور ہزاروں ہندو جوان گی سکھی کا دم بھرتے تھے مسلمانوں کے ساتھ لڑتے ہوئے قتل ہوئے۔ شہر امرت سر لوٹا گیا۔ اور گورو صاحب نے بھاگ کر موضع جھبال میں پناہ لی"

(ہندو جاتی اور سکھ گورو ص۲۲)

سکھ مؤرخین نے بھی گورو صاحب کا اس طرح شاہجہان کے باز کو پکڑ لینا اور شاہی نوکروں کے مانگنے پر باز دینے سے انکار کر دینا بیان کیا ہے۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک مرتبہ گورو ہرگوبند صاحب موضع گمٹالہ کے متصل باہر جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے جس کا اُن کو از حد شوق تھا تشریف لے گئے اور قضا را شاہجہان بادشاہ کا بھی اسی جنگل میں لاہور کی طرف سے بشغل شکار گذر ہوا۔ اتفاقاً اس کا ایک سفید باز (جو شاہ ایران سے تحفہ میں آیا تھا) ایک سرخاب کے پیچھے اُڑتا ہوا گورو ہرگوبند صاحب کے بازوؤں کے پاس آبیٹھا اور انہوں نے اُس کو پکڑوا لیا۔ جب یہ خبر شاہجہان کو ملی تو اس نے کئی دفعہ باز کو واپس منگانے کے لئے پیغام بھیجا۔ مگر انہوں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور باز دینے سے بالکل انکار کر دیا"

(تواریخ گورو خالصہ اُردو ص۱۰۵)

گورو ہرگوبند صاحب کے باز نہ دینے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ

گورو صاحب نے کہا کہ ہم شرن میں آئے ہوئے کو واپس کرنے کے لئے تیار نہیں۔ (ملاحظہ ہو صد ۱۵۶ ورنیتھ پرکاش صنہ ۱ اور گوربلاس پاتشاہی چھ صنہ ۱۰۴)

ایک اور سکھ دوست تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

ایک دن شاہجہان کے ہاتھ کا باز اُڑ کر گورو جی کے پاس آگیا۔ بادشاہ کے مانگنے پر ستگورو نے انکار کر دیا کیونکہ چل کر شرن آئے کو پھر ظالموں کے ہاتھ دے دینا بہادر گورو صاحب کی شان کے خلاف تھا" (ترجمہ از دس گوروں دا سنکھیپ جیون چرتر صنہ ۱۳۰)

اب ناظرین خود ہی غور فرمالیں۔ اس طرح شاہی باز پکڑ لینے اور مانگنے پر انکار کر دینے کا نتیجہ کیا ہونا چاہیئے تھا۔ گورو ہرگوبند اور حکومتِ وقت کی پہلی لڑائی اس باز کے جھگڑے پر ہی ہوئی۔

گورو ہرگوبند صاحب کی شاہی فوج سے لڑائی کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ:۔

"عثمان خان اور اُس کے داماد نے گورو صاحب کے سفید باز کو میر شکار سے چھوٹا ہُوا دیکھ کر پکڑ لیا اور پھر واپس دینے سے انکار کر دیا"[1] تواریخ گورو خالصہ اردو صنہ ۱۱۹

اب جائے غور ہے کہ اگر گورو ہرگوبند صاحب کے شاہجہان کے باز پکڑ لینے کی بناء پر گورو صاحب کے خلاف ظلم اور ایک ناجائز فعل تھا تو عثمان خاں

---

[1] یہ واقعہ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مرقوم ہے سنکھیپ جیون چرتر صنہ ۱۵

اور اُس کے داماد کا گورو ہرگوبند صاحب کے باز کو پکڑ لینا فساد کا باعث نہیں بننا چاہیئے تھا۔ آخر بات تو دونوں طرف سے ایک ہی نوعیت کی تھی۔

تیسری وجہ حکومت کی طرف سے گورو صاحب کے خلاف فوج کشی کی یہ ہوئی۔ کہ گورو صاحب نے اپنے ایک سکھ بھائی بدھی چندؔ کے ذریعہ شاہی اصطبل سے دو گھوڑے نکلوائے چنانچہ مہاشہ سنت رام صاحب آشفتہ لکھتے ہیں کہ:۔

"گورو ہرگوبند صاحب کی تحریک پر بدھی چند نامی چھینہ جاٹ نے شاہی اصطبل سے دو گھوڑے چرائے اور اُن کو لا کر دے دئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہی فوج ان پر حملہ آور ہوئی" (ہندو جاتی اور سکھ گورو صؔ)

ان دونوں گھوڑوں کے نام سکھ کتب میں دل باغ اور گل باغ بیان کئے گئے ہیں اور ان سے متعلق آج کل اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں گھوڑے

لہ سکھ کتب میں بھائی بدھی چند صاحب کا تعارف مندرجہ ذیل الفاظ میں کرایا گیا ہے:۔

بدھی چند اک سکھ گورو کا
ہُتو دھاڑوی بھارا (پنتھ پرکاش)

یعنی بدھی چند ایک بہت بڑا "دھاڑوی" تھا

نیز اس کے متعلق تواریخ گورو خالصہ میں مرقوم ہے کہ جب یہ گورو ارجن صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سکھ مذہب اختیار کیا تو اس نے یہ شرط پیش کی کہ میں چوری نہیں چھوڑ سکتا۔ گورو صاحب نے فرمایا کہ خدمت خلق کی غرض سے چوری کر لیا کرو۔ آپ کی نجات ہو جائیگی۔ (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صؔ ۲۶۸)

ایک سوداگر گورو صاحب کے لئے لایا تھا لیکن صوبہ دار لاہور نے زبردستی چھین کر شاہی اصطبل میں داخل کر دئے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ یہ بات سراسر بے بنیاد ہے کہ وہ گھوڑے کوئی سوداگر گورو صاحب کے لئے لایا تھا اور راستہ میں زبردستی چھین لئے گئے۔ اس بات کے غلط اور بے بنیاد ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ خود گیانی گیان سنگھ صاحب پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر میں لکھ آئے ہیں کہ یہ دونوں گھوڑے دراصل بادشاہ کے ہی تھے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ :-

تہاں اک دن بیٹھے ستگور سکھن سبھا مجھاری
آئے سوداگر ایک سکھ نے تب یہ بات اچاری
گھوڑے دو دریائی اچرج شاہ جہاں ڈھگ آئے
نہیں ولائت بھر میں گھوڑا تن کے سم کس تھائے
سن گور تب سب سکھن پرتی یا بدھ بچن الائے
ہے کوئی سکھ ہمارا ایسا اسو جائے جو لیائے
بدھی چند اک سکھ گور و کا ہتو دھاڑوی بھاری
تن کر جور کہیو میں لیادوں آ گیا ہوئے تمہاری

(پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صـ۱۰۱)

یعنی ایک دن گورو صاحب اپنے سکھوں میں تشریف فرما تھے۔ ایک

سوداگر سکھ نے عرض کیا کہ شاہ جہان کے پاس وہ دریائی گھوڑے آئے ہیں جن کا ثانی اور کوئی گھوڑا نہیں۔ گورو صاحب نے یہ بات سُن کر سکھوں سے کہا کہ کوئی سکھ ایسا ہے جو وہ گھوڑے لے آئے۔ بُدھی چند گورو کا ایک دھاڑوی سکھ تھا اُس نے اپنی خدمات پیش کیں۔

اس کے بعد بُدھی چند کا گورو صاحب کے حکم سے شاہی اصطبل سے دونوں گھوڑے چُرا کر لانا بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

گیانی گیان سنگھ صاحب کے اس بیان کی تصدیق ایک اور پُرانی کتاب سے ہوتی ہے۔ گوربلاس پاتشاہی چھ (جو کہ ۱۷۷۵ بکرمی کی تصنیف بیان کی جاتی ہے) میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ گورو ہر گوبند صاحب کے پاس کابل سے کچھ سکھ آئے۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کس راستہ سے آئے ہیں۔ اُنہوں نے جواب میں کہا کہ ہم لاہور کے راستہ سے آئے ہیں۔ اس پر گورو صاحب نے دریافت کیا کہ شاہجہان کے پاس آپ نے کونسی ایسی چیز دیکھی ہے جو ہمارے پاس نہیں۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

سری گورو کہا ملدھ سہنہ سنیا
کون وست دیکھی سم ہیں نہ
ناراس توہین الا ٹے
دوے اسو گور ایس وکھائے

روپ چال ڈھ کام لجاوے
جٹت زین رو جوت سماوے
بادشاہ کی سبن میں الیں اسو نہ کوئے
سنگت من ایسے کیو گور لائق ایہہ ہوئے"

گور بلاس پاتشاہی چھٹی ادھیائے ۱۹ ص ۶۲۱

یعنی بادشاہ کے پاس دو گھوڑے ایسے ہیں جن کا ثانی کوئی گھوڑا نہیں۔ اس پر گورو صاحب نے فرمایا کہ :۔

جائے لاہور اسو کو لیاوے
دیکھ شاہ من اوس کراوے
پن بدھیئے کی اور نہارا
مری مکھ تے اس بچن اچارا
جو سُندر ہے سنگت گائے
کرے جتن کو تک تے لیائے

(گور بلاس پاتشاہی چھٹی ادھیائے ۱۹ ص ۶۲۲

"پنتھ پرکاش" اور "گور بلاس پاتشاہی چھ" کے مندرجہ بالا اقتباسات اس امر پر بخوبی روشنی ڈالتے ہیں کہ یہ دونوں گھوڑے شاہجہان کے ہی تھے۔ اور یہ بات بالکل بے بنیاد ہے کہ ان کو صوبہ دار لاہور نے کسی سوداگر

سے زبردستی چھین لیا تھا۔ پس یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے سکھ دوستوں نے بدھی چند صاحب کی چوری پر پردہ ڈالنے کی غرض سے یہ بات بعد میں بنائی ہے کہ وہ گھوڑے گورو صاحب کے لئے ایک سوداگر لا رہا تھا جو راستہ میں صوبہ دار لاہور نے چھین لئے۔

"گور بلاس پاتشاہی چھ" میں تو یہ بھی مرقوم ہے کہ جب بدھی چند ان دونوں گھوڑوں کو شاہی اصطبل سے لے آیا۔ تو اُس نے اس چوری کا تمام واقعہ گوروصاحب کے دربار میں عرض کیا۔ اور اُس کے بعد گوروصاحب کے گھرانہ کی عورتوں کو بھی اس کی تفصیل بتائی۔ ان عورتوں نے کہا کہ ہم آپ کی ان باتوں کا یقین اس صورت میں کرینگے کہ آپ ہمارے لئے شاہجہان کی بیگم کے زیورات لاؤ۔ بدھی چند پھر گیا اور شاہجہان کی بیگم کے قیمتی زیورات بھی لے آیا اور گوروصاحب کی عورتوں کی خدمت میں پیش کر دئے ملاحظہ ہو گور بلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۲۰ صد ۶۶۵ اور تواریخ گوروخالصہ گورمکھی صد ۶۶۹)

گوروہرگوبند صاحب کی ایک لڑائی کا سبب سکھ کتب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ:-

"گوروجی نے روہیلے گاؤں کو جو کہ جہانگیر نے پیندے کی جاگیر میں سے ضبط کر کے گورو گھر کے نام لگا دیا تھا آباد کرنے کا انتظام کیا۔ چندو کے ورثا نے جالندھر کے حاکم کے پاس فریاد کی عبداللہ خاں صوبہ نے فوج لے کر گوروصاحب کے ساتھ جنگ چھیڑ دی (ترجمہ اٹھوساں گوروواں داجیون چرتر صد ۱۵)

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ چندو کے ان ورثاء میں سے ایک صاحب بھگوان چند بھی تھے۔ یہ صاحب صوبہ جالندھر سے پگڑی تبدیل کرکے بھائی بنے ہوئے تھے۔ اور یہی صاحب گورو صاحب کے خلاف ہمیشہ ریشہ دوانیاں کیا کرتے تھے۔ ان کی دوستی کی وجہ سے ہی صوبہ جالندھر نے گورو صاحب کے خلاف فوج کشی کی تھی۔ ورنہ اس کا گورو صاحب سے براہ راست کوئی جھگڑا نہ تھا۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صف ۵)

اس لڑائی میں صوبہ جالندھر بھی مارا گیا اور اس فتنہ کا بانی بھگوان چند بھی قتل ہو گیا۔ ۱۶۸۶ بکرمی میں شاہجہان کشمیر جاتا ہوا۔ جالندھر آیا۔ تو عبداللہ خاں کے بیٹے ولی خاں نے اس کی ملاقات کی۔ دوران گفتگو میں عبداللہ خاں کا بھی ذکر آگیا۔ ولی خاں نے عبداللہ خاں کی موت کا ذکر کرکے گورو ہرگوبند صاحب کی شکایت کی۔ اور گورو صاحب کے خلاف فوج کشی کا حکم حاصل کر لیا۔ اسی اثناء میں گورو صاحب وہاں سے گوئندوال کی طرف آئے اور وہاں پر وزیر خاں نے شاہجہان کے پاس گورو صاحب کی سفارش کی۔ اور کہا کہ :-

"جو شکایت آپ کے پاس پہنچی ہے۔ وہ بالکل عداوت اور دشمنی سے کی گئی ہے۔ گورو ہرگوبند صاحب گورو نانک جی کے گدی نشین ہیں اور نہایت لائق صاحب عظمت شخص ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار نے ان کو کچھ زمین زرخرید عنایت کی تھی جہاں

اُنھوں نے ایک گاؤں آباد کیا ہے۔ اور اس میں ایک مسجد و سرائے بھی تعمیر کروائی ہے۔ اور غریب و غرباء کے لئے کھانا وغیرہ بھی تقسیم ہوتا ہے۔ ایسے شخصوں کی شکایت پر فقیروں سے لڑنا مصلحت نہیں۔ معاملہ درگذر کیا۔" (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۰۸)

تواریخ گورو خالصہ گورمکھی میں مرقوم ہے کہ بادشاہ نے وزیر خان کی بات سُن کر فرمایا کہ :۔

" میں خود اچھی طرح جانتا ہوں کہ گورو نانک شاہ کا گھرانہ صلح کل دونوں مذاہب کا مشترکہ ہے۔ اس دھوکا باز ولی خاں کو دربار سے الگ کر دیا جائے۔ اُسی وقت ولی خاں کو نکال دیا گیا اور جھگڑا ختم ہو گیا۔" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۵۹۸)

گیانی شیر سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ شاہجہان نے گورو ہرگوبند صاحب کی تعریف سُن کر لشکر کشی حکماً بند کر دی چنانچہ لکھا ہے کہ :۔

" شاہجہان ستگورو کی تعریف سُن کر بہت خوش ہوا۔ اور اعلان کیا کہ گورو کا مقابلہ خدا کا مقابلہ ہے۔ آئندہ گورو صاحب کے خلاف کبھی بھی فوج کشی نہ کی جائے۔"

(ترجمہ از کھنڈے دھار وچ امرت دا گیان گورمکھی صفحہ ۳۱۲)

پس یہ تمام واقعات بتاتے ہیں کہ شاہجہان کا گورو صاحب کے ساتھ براہِ راست کوئی جھگڑا نہ تھا اور نہ اس کی منشاء گورو صاحب کے خلاف لشکر کشی کی تھی۔ یہ تو محض فتنہ پردازوں کی ریشہ دوانیاں یا گورو صاحب کی طرف سے کی گئی بعض زیادتیاں رنگ لائیں۔ ورنہ حکومت کی طرف سے تو

ہمیشہ درگزر سے ہی کام لینے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ ایک مرتبہ شاہی حکام نے مل کر شاہ جہان کے پاس گورو صاحب کے خلاف عرضی پیش کی جو شاہجہان نے بجائے کسی قسم کا ایکشن لینے کے داخل دفتر کر دی (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۵۹۸) پس اگر کسی وقت فوج کشی کی گئی تو وہ مجبوراً کی گئی۔

گورو ہرگوبند صاحب کے اس طرزِ عمل کو اُن کے بعض قریبی رشتہ داروں نے بھی ناپسند کیا۔ چنانچہ دھیرمل صاحب کی مندرجہ ذیل رپورٹ سے جو اس نے شاہجہان کی خدمت میں ارسال کی۔ اس امر پر کافی روشنی پڑتی ہے:۔

رپورٹ دھیرمل

میرے دادا ہرگوبند صاحب نے بادشاہی فوج کا مقابلہ کیا ہے۔ یہ اچھا نہیں کیا۔ جس کے باعث اُن کو ماجھہ اور دوآبہ کا علاقہ چھوڑ کر پہاڑوں اور جھاڑیوں میں جا کر کیرت پور میں آباد ہونا پڑا۔ میں اُن کے ساتھ نہیں گیا۔ کیونکہ میں ناظم کدپ خاں اور سپہ سالار کالے خاں کو ہر طرح مدد اور راز بتاتا رہا۔ جس سے میرا گورو صاحب سے بگاڑ ہو گیا ہے۔ اب میں حضور کی پناہ میں ہوں۔ جیسے اور رعیت ہے اسی طرح مجھے بھی اپنی خاص رعیت اور خیر خواہ سمجھیں"۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۰۲)

سکھوں کے مشہور ودوان بھائی گورداس صاحب جو گورو صاحب کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔ اور آپ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ گورو صاحب کے طرزِ عمل کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

دھرمسال کر بہیدا اکت تھاں نہ ٹِکے ٹِکایا
پاتشاہ گھر آنودے گڑھ چڑھیا پاتشاہ چڑھایا
امت محل نہ پانودی نٹھا پھرے نہ ڈرے ڈرایا
منجی بہ سنتو کھدا کتے رکھ شکار کھدایا
بانی کرسن گانودا کتھے نہ سنے نہ گاوں سنایا
سیوک پاس نہ رکھیں دوکھی دُشٹ آگو منہ لایا
سچ نہ لکے لکایا چرن کنول سکھ بھور لبھایا
اجھ جرے نہ آپ جنایا (وار ۲۶ پوڑی ۲۴)

یعنی سابقہ گوروؤں کا یہ طریق تھا کہ وہ دھرمسالہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن یہ گورو ہرگوبند ایک جگہ نہیں بیٹھتا۔ پہلے گورو صاحبان کے پاس پاتشاہ آتے تھے۔ یہ پاتشاہوں کے کہنے پر قلعوں پر چڑھائیاں کرتا ہے۔ اس سے قبل سکھی محل حاصل کرتی تھی لیکن اب یہ خود ہی بھاگا پھرتا ہے۔ اور کسی سے بھی نہیں ڈرتا۔ پہلے گورو ایک جگہ بیٹھکر لوگوں کو دھرم کا اُپدیش کرتے تھے لیکن یہ کُتے پاس رکھکر شکار کھیلنے میں مصروف رہتا ہے۔ پہلے گورو بانی بنایا کرتے تھے۔ اور پھر اوس کو خود گاتے اور لوگوں سے سُنتے تھے لیکن یہ نہ بانی بناتا ہے اور نہ گاتا ہے۔ اور نہ دوسروں سے ہی سُنتا ہے۔ پہلے گورو اپنے سیوکوں (خادموں) کو اپنے قریب رکھتے تھے لیکن یہ دُشٹوں اور بداندیشوں کو سر دیا

دے رہا ہے۔ سچائی چھپائے سے چھپ نہیں سکتی۔ سکھ تو بھنور کی مانند ہیں۔ جو گورو صاحب کے قدموں سے الگ نہیں ہو سکتے۔ وہ ناقابل برداشت باتوں کو بھی برداشت کرتے ہیں۔ اور تکبر نہیں کرتےلہ ؎

حضرت اورنگ زیب اور سکھ گورو صاحبان

شاہجہان کے بعد اس کا بیٹا اورنگ زیب ہندوستان کی حکومت کا وارث ہوا۔ اس بادشاہ نے باوجود شہنشاہ ہونے کے جس قسم کی سادہ زندگی بسر کی۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس نے تمام عمر اپنی ذات پر شاہی خزانہ سے کچھ بھی خرچ نہ کیا۔ بلکہ حکومت کا تمام کاروبار آنریری طور پر چلاتا رہا۔ اور فرصت کے وقت اپنے ہاتھ سے کلاہ وغیرہ بنا کر گذارہ کرتا تھا۔ گویا اس نے بادشاہ ہونے کے باوجود درویشانہ زندگی بسر کی۔ اس بادشاہ کے متعلق لین پول جیسے لوگوں کو بھی جو دل سے اس کے مخالف تھے یہ تسلیم کرنا پڑا کہ:۔

"اورنگ زیب اگر دنیادار شخص ہونے کے قابل ہو سکا ہوتا تو اس کا راستہ بے خلش

لہ بعض سکھ ودوانوں کے نزدیک بھائی گورداس صاحب نے اس پوڑی میں دوسرے لوگوں کے اعتراضات کو نقل کیا ہے۔ لیکن اگر یہ بات درست ہوتی تو چاہئے تھا کہ بھائی صاحب ان اعتراضات کے جوابات بھی دیتے۔ لیکن بھائی صاحب نے کسی ایک اعتراض کو بھی غلط قرار نہیں دیا۔ اور نہ اس کا کوئی جواب ہی دیا ہے۔

فرش گل ڈھکا ہوتا لیکن اس کی شان اور کامرانی تو اسی میں ہے۔ کہ اس نے اپنی
رُوح کو مجبور نہیں کیا۔ اور علم وعقائد کو پیٹھ دکھانے کی جرأت نہ کی۔ ہندوستان کا
یہ دیندار اعظم ایسے مادہ کا شخص تھا۔ کہ اس نے تاج شہادت لیا۔ (ترجمہ لین پول صلنا)
اس بادشاہ کی دینداری کی اس حد تک شہرت ہے کہ گورو ہر گوبند صاحب
بیان فرماتے ہیں کہ یہ روزانہ نماز کے وقت مراقبہ کی حالت میں مکہ معظمہ پہنچتا
تھا۔ اور کعبہ کے سامنے نماز ادا کرتا تھا۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

اورنگ دم کو کرت صدائی
تس کے بل کر جات ہمیش
کعبہ کرے نماز ہمیش

(گور پرتاپ سورج گرنتھ
این ۱ - انسو ۱۸
و این ۳ - انسو ۳۷)

اس کے علاوہ سو ساکھی میں گورو صاحب موصوف کا مندرجہ ذیل
قول موجود ہے:۔

دوس بندگی نکے نہاوے
مانگے ایہہ منہ نور سلاحے (ساکھی ۱۵ صـ۳)

یعنی اورنگ زیب روزانہ عبادت کے وقت مراقبہ کی حالت میں
مکہ معظمہ پہنچتا تھا اور کعبہ کے سامنے نماز ادا کرتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ

گورو صاحب بھی اس کی دینداری کے قائل تھے۔ لیکن اس کے برعکس ہمارے سکھ دوست اس بادشاہ کو خاص طور پر کوستے رہتے ہیں۔ آج اس بادشاہ کو فوت ہوئے بھی برسوں گذر گئے ہیں۔ مگر ہمارے سکھ دوستوں کی مخالفت میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی۔ اور سکھ صاحبان کا شاید ہی کوئی مذہبی دیوان یا سیاسی جلسہ ہو جس میں اس بادشاہ کو پانی پی پی کر نہ کوسا جاتا ہو سکھ کتب میں اس بادشاہ کو گالیاں دینے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ شاید اس مخالفت کی وجہ:-

"بھگتاں تے سینساریاں جوڑ کدے نہ آیا"

ہی ہو۔

ہمارے سکھ دوست جو الزام اورنگ زیب پر لگاتے ہیں۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ جن کی تغلیط کے لئے ہمیں کسی خاص تردد کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ سکھ لٹریچر کے سرسری مطالعہ سے بھی ایسا مواد مل جاتا ہے۔ جو ان تمام الزامات کو بے بنیاد اور بے حقیقت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

اس بادشاہ کے زمانہ میں سکھ صاحبان کے چار گورو ہوئے ہیں۔ اتنے گورو کسی اور مغل بادشاہ کے زمانہ میں نہیں ہوئے یعنی اس نے گورو ہر رائے گورو ہر کرشن۔ گورو تیغ بہادر اور گورو گوبند سنگھ صاحب کا زمانہ پایا ہے۔ اور پچاس سال کے عرصہ تک ہندوستان پر حکومت کی ہے۔ اتنی لمبی حکومت

سوائے اکبر کے کسی اور مغل بادشاہ کو حاصل نہیں ہوئی ۔ ہمارے سکھ دوست اس بادشاہ کو ظالم ۔ بے دین ۔ پاپی وغیرہ کہتے ہیں لیکن گورو گرنتھ صاحب کی تعلیم سے ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ظالم قوموں یا شخصوں کو لمبے عرصہ تک حکومت کرنے کا موقعہ نہیں دیتا ۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ :۔

راجہ تخت ٹکے گنی

بھے پنچائن دت محلہ ۱ صہ ۹۹۲

یعنی لمبے عرصہ کی حکومت اُس کو حاصل ہوتی ہے جو اپنے اندر اس کی اہلیت رکھتا ہو ۔ اور

”پاپی کے مارنے کو پاپ بہاں بھی ہے“

کے معقولہ کے مطابق ظالم کی حکومت کا بہت جلد خاتمہ ہو جاتا ہے چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب نے حضرت بابا نانک صاحب کا مندرجہ ذیل ارشاد نقل کیا ہے :۔

”ظالم ۔ موذی ۔ بے انصاف ہو کر جو بادشاہ عیش و عشرت میں پڑے رہتے ہیں ان کی حکومت اور آرام ریت کی دیوار کی مانند ہو جاتا ہے“ ۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صـ ۲۹۸)

بھائی ویر سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت بابا نانک صاحب نے بابر کو نصیحت کرتے ہوئے بیان کیا کہ :۔

”تیری حکومت تب رہیگی ۔ اگر تو ہندی میں ہندی بن جائیگا ۔ ہندو مسلمان کو دو آنکھیں تصوّر کریگا ۔ اور انصاف کرے گا ۔ شراب اور جوئے کی حمایت نہ کرے گا ۔

سنتوں اور فقیروں کا ادب کریگا۔ شکست خوردہ لوگوں پر رحم کریگا۔ ورنہ حکومت ہمیشہ کسی کی نہیں رہی۔ انصاف سورج ہے اور حکومت اس کا سایہ ہے۔ انصاف گیا تو حکومت بھی گئی"۔ (ترجمہ از گورو نانک چمتکار گورمکھی صفحہ ۸۲)

سردار ہوشیار سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت بابا صاحب نے بابر سے کہا کہ:۔

"اے بابر اگر کوئی حاکم ہو کر انصاف کرتا ہے۔ اس کی ہی حکومت قائم رہتی ہے ورنہ برباد ہو جاتی ہے"۔ (ترجمہ از اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۹۸)

ان سب حوالہ جات کا خلاصہ یہی ہے کہ گورمت کی تعلیم کے مطابق ظالم اور بے انصاف شخصوں یا قوموں کو اللہ تعالیٰ لمبے عرصہ تک حکومت کرنے کا موقعہ عطا نہیں کرتا۔ پس اگر اورنگ زیب فی الواقعہ ظالم تھا۔ اور حکومت کرنے کی اس میں کوئی اہلیت نہ تھی۔ تو یہ ناممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ اُس کو ایک لمبے عرصہ تک حکومت عطا کرتا کہ سکھ صاحبان کے یکے بعد دیگرے چار گورو صاحبان (جن کو ہمارے سکھ دوست اپنے رُوحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں) اس کے زمانہ میں ہوئے۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ خود گورو گوبند سنگھ صاحب نے اس بادشاہ کی تعریف میں جو کچھ بیان کیا ہے۔ اس کا ایک ایک حرف ہمارے سکھ دوستوں کے تمام اعتراضات کو باطل کر دیتا ہے۔ گورو صاحب

موصوف کی ایک چٹھی جو آپنے اورنگ زیب کی خدمت میں ارسال کی تھی سکھ صاحبان میں ظفرنامہ کے نام پر مشہور ہے۔ اس میں گورو صاحب نے اورنگ زیب کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے :-

ـــہ
خوشش شاہ شاہان اورنگ زیب
چہ چالاک دستور چابک رکیب
کہ ترتیب دانش تبدبیر تیغ
خداوند تیغ و خداوند دیگ
کہ روشن ضمیر است حسن الجمال
خداوند بخشندہ ملک و مال
چہ حسن الجمال است روشن ضمیر
خداوند ملک است صاحب امیر
بہ بخشش کبیر است در جنگ کوہ
ملائک صفت چوں ثریا شکوہ
شہنشاہ اورنگ زیب عالمیں
کہ دارائے دور است و آرائے دیں

. . . .

شہنشاہ را بندہ چاکریم
اگر حکم آئید بجاں حاضرم

تواریخ گوروخالصہ صفحہ ۱۲۲

سکھ وِدوانوں نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ ان اشعار میں گورو گوبند سنگھ صاحب نے حضرت اورنگ زیب کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ مشہور سکھ لیڈر گیانی شیر سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"بادشاہ اورنگ زیب کو سچ سُنانے کے ساتھ ہی اُس کو "بلوان" "روسچیت" (روشن ضمیر) بادشاہ ظاہر کر کے اس کی شخصی بہادری کی تعریف کی ہے۔ کیونکہ سچے اور پوتر مہاں پُرکھ دُشمن کی خوبی بھی بیان کرنے سے دریغ نہیں کرتے"۔ (ترجمہ از ویگ تیغ دا مالک صـ۴۹۷)

سردار بہادر مہتاب سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول ترنتارن نے ان اشعار کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :-

"اے اورنگ زیب تو خوبصورت اور عقلمند ہے۔ تو ملک کا مالک ہے۔ اور امیروں کا مالک ہے۔ تو موقعہ پر بخشش بھی بہت کرتا ہے۔ اور جنگ میں جم کر مقابلہ کرتا ہے، فرشتوں کی صفات تجھ میں پائی جاتی ہیں۔ اور تیرا رعب بھی بہت ہے .....

.... دُشمن میں خوبی دیکھنا اور پھر اس کو صاف صاف بیان کر دینا صرف گورو گوبند سنگھ صاحب میں ہی یہ وصف پایا جاتا ہے۔

(ترجمہ از "خالصہ سیوک" امرتسر ۳ رجنوری ۱۹۳۳ء)"

اس کے علاوہ سردار گوربخش سنگھ صاحب ایڈیٹر رسالہ پریت لڑی نے بھی ان اشعار کو نقل کر کے اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ان میں اورنگ زیب

کی تعریف کی گئی ہے (خالصہ سیوک امرتسر ۹ جنوری ۱۹۳۷ء ویرم منکھ صف ۸۶)
اب جائے غور ہے کہ گوروگوبند سنگھ صاحب تو اورنگ زیب کو روشن ضمیر اور ملائک صفت وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں لیکن اس گورو کے سکھ کہلانے والے دوست اس کو اورنگا۔ تورنگا۔ ظالم۔ پاپی۔ بے ایمان وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرتے رہتے ہیں چنانچہ گیانی لال سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

"یہ بڑا ظالم ۔اور فریبی اور متعصب ثابت ہُوا" (ترجمہ از گورو بنساولی صف ۱۹۵)

اب ناظرین خود ہی غور فرمالیں۔ کہ گورو صاحب جس کو روشن ضمیر اور ملائک صفت قرار دے رہے ہیں۔ اس کو گیانی لال سنگھ صاحب ظالم اور فریبی ظاہر کر رہے ہیں۔ کیا ملائک صفت اور روشن ضمیر ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ ہمارے بعض سکھ دوستوں نے تو اپنے گورو صاحبان کو بھی روشن ضمیر کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ مصنّفہ پروفیسر سندر سنگھ صاحب)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اورنگ زیب کی حکومت کا ابتدائی دور بہت سی مشکلات میں سے گزرا لیکن اس نے اپنی تمام حکومت میں سکھوں پر کسی قسم کی سختی نہیں کی۔ اور نہ بلا وجہ ان کے خلاف کوئی قدم اٹھایا چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"خواہ اس وقت (یعنی اورنگ زیب کے زمانہ میں) مسلمانوں نے فقری کلہاڑی ہندوؤں پر چلائی ہوئی تھی۔ لیکن گورو کے سکھوں کو وہ خدا پرست یعنی "اک اکال" کے ماننے والے اور بابا نانک شاہ کے مرید خیال کر کے کچھ نہیں کہتے تھے۔ کیونکہ وہ بت پرستوں کو کافر یقین کرتے تھے تبھی تو اس جلتی آگ میں بھی سکھی باغ سرسبز رہا"

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صہ ۲۵۷)

اورنگ زیب اور گورو ہر رائے صاحب

گورو ہرگوبند صاحب کے بعد ان کے پوتے گورو ہر رائے صاحب گورو مقرر ہوئے سکھ تاریخ میں مرقوم ہے۔ کہ جب شاہجہان کے لڑکوں میں حکومت کا تخت حاصل کرنے کی رسہ کشی شروع ہوئی۔ گورو ہر رائے صاحب نے اورنگ زیب کے بھائی داراشکوہ کی امداد کی بلکہ سنتوکھ سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ گورو ہر رائے صاحب نے داراشکوہ کو پیش کش کی۔

بھوپن کو ایہہ دھرم مہانا
شستر گہن سنگھر گھمسانا
مارن ار مرتو رپ سنگ
دھن اونی ہت کر بوجنگ
اب ڈھ ہوئے کے سین سنگیل
ملے نرپت ہو میل

کرتو پور میں بہہ نکرائی
پاؤو فتح مچاے لرائی
ہم تیری دش ہوے کر لریں
جنک سیں سب سن مکھ کریں
ہمّت کو حمائتی پر رہیں
ایک بار جے منہہ مُکھ مُر ہیں
راجے انک ملیں تجھ آئے
جانے تیرو بھلے سبھائے
ہے دل چڑھے ہزار اڑھائی
ہمرے ساتھ سدا سکھدائی
اب لرلے ہت راکھیں اور
کرہیں جنگ تہت ہے جیں ٹھور
تہہ تیرے ہم بنے سہائک
جیوں جیوں کرہیں ترک گن گھائک
بناں جُدھ تے اپر اپائے
ہتھ تیرے ڈھگ کو بن آئے

[گور پرتاپ سورج گرنتھ
[اس ۹ انسو ۱۸

یعنی گورو ہر رائے صاحب نے داراشکوہ کو جنگ کرنے کی ترغیب دی اور کہا کہ ہم بھی آپ کی مدد کریں گے۔ ہمارے پاس اڑھائی ہزار سپاہی تو اس وقت موجود ہے اور لڑائی کے لئے مزید بھی بھرتی کر لئے جائینگے +

گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ گورو صاحب موصوف سے کہا کہ :-

"اگر بادشاہ کی خواہش ہے تو بیس لاکھ سکھ ہمارے حکم میں ہیں۔ جو یک جان ہو کر ایک ڈھال کے نیچے لڑنے والے ہیں" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۵۵)

گورو صاحب کی اس پیش کش کا جواب گیانی صاحب موصوف کی تحریر کے بموجب داراشکوہ کے مندرجہ ذیل الفاظ میں دیا کہ :-

"میں جھوٹی حکومت کا خواہشمند نہیں۔ آپ ہی دعا کریں کہ مجھے خدا ہمیشہ یاد رہے" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۵۵)

اس کے علاوہ سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے۔ کہ جب اورنگ زیب تعاقب کرتا ہوا داراشکوہ کے پیچھے آیا۔ گورو صاحب نے اپنے مسلح سپاہی اورنگ زیب کی فوج کے مقابلہ میں لا کر کھڑے کر دئے۔ اور بیاسہ دریا کی تمام کشتیاں اپنے قبضہ میں کر کے راستہ روک لیا۔ ملاحظہ ہو گور پرتاپ سورج گرنتھ راس ۱۹ انسو ۱۰ و تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۵۹ وایتہاس سکھ گورو صاحبان ص۲۶۱

گیانی گیان سنگھ صاحب نے اس امر کا بھی بالصراحت ذکر کیا ہے کہ

دارا شکوہ نے یہ امداد حاصل کرنے سے قبل گیارہ سو اشرفیاں اور عمدہ عمدہ تحائف بھی گورو صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ (تواریخ گورو خالصہ ص ۱۱۹ اردو)

یہ حوالہ جات ظاہر کرتے ہیں کہ سکھ گورو صاحبان پر ایک ایسا وقت بھی آیا جبکہ وہ سیاسیات میں بھی حصّہ لے رہے تھے۔ اگر گورو صاحبان اپنے مشن کو محض مذہبی رنگ میں ہی رکھتے اور سیاسیات میں حصّہ لے کر بعض کے خلاف اور بعض کی حمائت میں لڑائیاں نہ کرتے تو اُن کے تعلقات مسلم حکام سے سابقہ طریق پر اچھے رہتے۔ ہمارے بعض سکھ دوست اب ان واقعات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان کو غلط ثابت کرنے میں مصروف ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ سکھ صاحبان کے پراچین مؤرخین نے سکھ گورو صاحبان کا سیاسیات میں دخل دینا صریح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

گیانی گیان سنگھ صاحب یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ جب اورنگ زیب تخت پر بیٹھ گیا تو گورو ہررائے صاحب کے رشتہ داروں نے گورو صاحب موصوف کے خلاف شکایات کرنی شروع کر دیں اور یہاں تک لکھ دیا کہ گورو ہررائے بادشاہ کو کچھ چیز نہیں سمجھتا اور دو اڑھائی ہزار سپاہی اپنے ساتھ لے کر لوگوں کو ڈراتا اور لوٹ کھسوٹ کرتا ہے۔ (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۶۳ے)

اورنگ زیب کے پاس جب اس قسم کی شکایات پہنچیں تو اُس نے گورو ہررائے صاحب کو ایک چٹھی لکھی جس میں بقول گیانی گیان سنگھ صاحب یہ مرقوم

تھا کہ :-

"ہم نانک شاہ کے گھرانے کو بُت پرست کافروں کی طرح نہیں سمجھتے - کیونکہ نانک شاہ سچے فقیر عارف باللہ اور صُلح کُل تھے - ان میں ہندوؤں والی ضد نہیں تھی - اُنہوں نے مکہ معظمہ کا حج کیا اور بہت عرصہ گشتی کی نیز اسلامی ممالک میں کئی سال پھر کر مسلمانوں کے ساتھ محبت پیدا کی اور اُن کے بھید پاتے رہے - اُنہوں نے دُوئی کو دُور کیا ہوا تھا - اُمید ہے کہ آپ بھی اُن کے راستے پر گامزن ہونگے - آپ سے ملنے کو جی چاہتا ہے - ضرور درشن دینگے" (ترجمہ التواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۶۹۲)

اورنگ زیب کی یہ چھٹی جب گورو ہر رائے صاحب کے پاس پہنچی - آپ نے بیدی اور سوڈھی صاحبان وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ میں سے کوئی ہمارا نمائندہ بن کر اورنگ زیب کے دربار میں جائے لیکن اُن میں سے کوئی بھی جانے کو تیار نہ ہوا - جب گورو صاحب نے یہ دیکھا تو آپ نے اپنے بڑے لڑکے رام رائے کو کہا جس کی عمر ابھی پندرہ سال کی ہی تھی وہ اورنگ زیب کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا - (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۶۹۲ دساں گوروواں سنگھیپ جیون چرتر گورمکھی صفحہ ۱۷ و اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۲۸۱)

مہاشہ سنت رام صاحب آشفتہ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"گورو ہر رائے نے داراؔ کو فوج سے مدد دی - اور اورنگ زیب کی فوج سے ان کی سپاہ مقابلہ کرتی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دہلی میں طلب کئے گئے - لیکن اُنہوں نے

بجائے خود جانے کے اپنے بیٹے رام رائے کو بھیجا۔ مگر اس نے اورنگ زیب کی اطاعت قبول کر لی۔ (ہندو جاتی اور سکھ گورو ص۱۶)

گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ جب رام رائے اورنگ زیب کے پاس پہنچا:۔

"بادشاہ نے گورو ہر گوبند صاحب کے پچھلے رشتہ کے مطابق اڑھائی سو رسد اور پانچ سو روپیہ نقد روزینہ دیا جانے کا حکم دیا۔ اور نوکر خدمت کے لئے ارسال کئے گئے۔ اور ضروری سامان بھی ارسال کر دیا گیا" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۶۵۷)

اس کے علاوہ برہم سروپ دنکر صاحب شرما ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں کہ جب رام رائے کی آمد کی اطلاع اورنگ زیب کو ہوئی تو اس نے اپنے نوکروں کو بلا کر حکم دیا کہ:۔

"گورو رام رائے صاحب کے ٹھہرانے کا اعلیٰ بندوبست کیا جائے اور جس چیز کی ضرورت ہو اسے فوراً مہیا کیا جائے"۔ (ترجمہ از گورو رام رائے اور ان کے چمتکار ہندی ص۲۰)

سکھ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ گورو ہر رائے صاحب کے فرزند جتنا عرصہ اورنگ زیب کے پاس رہے۔ وہ ان کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کرتا رہا اور اپنے دربار میں بھی اُن کو عزت کی جگہ دی۔

سکھ مؤرخین نے بیان کیا ہے۔ کہ اورنگ زیب نے ایک دن دوران گفتگو میں رام رائے سے دریافت کیا کہ گورو گرنتھ صاحب میں "مٹی مسلمان

کی پیڑے پئی کمہار" لکھا ہے۔ اس میں مردہ دفن کرنے کی تردید کی گئی ہے۔ یہ اسلام کی توہین ہے۔ رام رائے نے اس کے جواب میں کہا کہ اصل میں جو جو الفاظ تھے وہ "مٹی بے ایمان کی پیڑے پئی کہار" تھے لیکن کتابت کی غلطی سے "بے ایمان" کی بجائے "مسلمان" ہوگیا ہے۔ بعض سکھ کتب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ اورنگ زیب نے اس شبد کے معنے دریافت کئے تھے۔ اور رام رائے نے معنے بیان کرتے ہوئے یہ شرح کی تھی جو مسلمان اپنے ایمان کو ضائع کر دینگے۔ اُن کو عذاب قبر ہوگا یعنی اُن کی قبریں جلائی جائینگی۔ گورو ہر رائے صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے رام رائے صاحب کو گوریائی گدی سے الگ کر دیا۔ اور اُن کی جگہ اُن کے چھوٹے بھائی ہرکرشن صاحب کو بچپن کی عمر میں ہی گورو مقرر کر دیا۔ لیکن رام رائے صاحب کے ماننے والے سکھ صاحبان کی بیان کردہ اس روایت کو درست تسلیم نہیں کرتے۔ وہ رام رائے کا گوریائی کی گدی سے الگ ہونا اُن کی سوتیلی والدہ کی رقابت کا نتیجہ تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی کتب میں مرقوم ہے کہ گورو ہر رائے صاحب کی چھوٹی بیوی ماتا کرشن کور جی نے رام رائے کو اس کی پیدائش

لے ایک سکھ ودوان نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ آج کل بھی کئی سکھ رام رائے والا ہی پاٹھ کرتے ہیں۔ یعنی مٹی مسلمان کی بجائے مٹی ہے ایمان کی پڑھتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو سنکھیپ جیون چرتر شائع کردہ خالصہ دیوان برما ص۱۵)

کے وقت ہی زندہ دفن کروا دیا تھا۔ اور مشہور یہ کر دیا تھا کہ رام رائے کی والدہ کے بطن سے مُردہ لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جو زمین میں دفن کروا دی گئی ہے۔ لیکن رات کو گورو ہر رائے صاحب کو خواب کے ذریعہ اس تمام واقعہ کی اطلاع مل گئی۔ اور آپ رات کو ہی اُٹھے اور خواب میں بتائے ہوئے ٹھکانا کو کھدوایا۔ اس طرح رام رائے صاحب کو زمین سے زندہ ہی نکلوا لیا۔ (ملاحظہ ہو سری گورو رام رائے جی اور اُن کے چمتکار ہندی ص۱۱۔ گورو رام رائے کا سنچھپت جیون چرتر ہندی ص۳۔ اور چمتکاری پنج گورو رام رائے صاحب ص۵۹)

حضرت اورنگ زیب اور گورو ہر کرشن

ہمارے سکھ دوست گورو ہر رائے صاحب کے بعد گورو ہر کرشن صاحب کو آٹھواں گورو تسلیم کرتے ہیں۔ سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ:۔

لہ رام رائے صاحب کے معتقد اس بات کے قائل ہیں کہ گورو ہر کرشن صاحب گورو ہر رائے صاحب کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔ ملاحظہ ہو گورو رام رائے صاحب اور ان کے چمتکار ہندی ص۳۲ اور گورو رام رائے کا سنچھپت جیون چرتر ہندی ص۱۶۔ اس کے علاوہ مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ صاحب نے تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ایڈیشن دوم میں گورو ہر رائے اور گورو ہر کرشن کی وفات کی جو تاریخیں بیان کی ہیں۔ ان سے بھی گورو ہر کرشن صاحب کا گورو ہر رائے کی زندگی میں ہی فوت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو ص۷۸ و ص۷۹)

جب گورو ہرکرشن صاحب گورو مقرر ہوئے۔ ان کے بڑے بھائی رام رائے نے ان کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور بادشاہ کے پاس بھی شکایات کا سلسلہ جاری کر دیا۔ بلکہ ایک مرتبہ گورو ہرکرشن کے خلاف مقدمہ بھی دائر کر دیا چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"رام رائے ان کا بڑا بھائی جو عاق کر دیا گیا تھا اس خبر کے سنتے ہی کہ یہ گدی پر بیٹھ گئے ہیں بے چین ہو گیا اور رشک کی آگ میں جلنے لگا۔ فوراً اورنگ زیب کے پاس جا کر نالشی ہوا۔ کہ ہرکرشن میرے چھوٹے بھائی کو جو ابھی پانچ سال کا ہے خوشامدی لوگ سچا پادشاہ کہہ کر لوٹ رہے ہیں۔ اور سات پشت کی دولت و عمدہ عمدہ تحائف جو ہمارے بزرگوں نے جمع کئے ہیں۔ وہ سب کاربردار لوگ تباہ کر رہے ہیں۔ علاوہ اس کے وہ اپنے صغیر سن ہونے کے باعث گورپائی کے لائق ہرگز نہیں" (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۲۱)

لیکن اورنگ زیب نے رام رائے کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔ مگر رام رائے پر حضرت اورنگ زیب کی اس نصیحت کا کچھ بھی اثر نہ ہوا آخر اس نے اورنگ زیب کو مجبور کر کے سری ہرکرشن کی طلبی کا حکم لکھوا ہی لیا۔ لیکن بقول گیانی گیان سنگھ صاحب اورنگ زیب نے ان الفاظ میں لکھ دیا کہ:۔

"آپ کے بڑے بھائی رام رائے ضد کرنے پر آپ کو تکلیف دیتے ہیں۔ براہِ

مہربانی دہلی آکر درشن دیجئے" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۲۶۸)

ایک اور سکھ ودوان لکھتے ہیں کہ:۔

"بادشاہ نے گوربائی کی گدّی کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے جو کہ رام رائے نے کھڑا کیا تھا ستگورو جی کو دہلی منگوالیا" (ترجمہ از دساں گوروواں اسکھیپ جیون ص۱۹)

"اورنگ زیب نے اپنے ایک خاص آدمی دیوان پرسرام کو پچاس سوار ایک رتھ اور ایک پالکی گورو صاحب کی سواری کے لئے دے کر گورو صاحب کو لانے کے لئے کرت پور روانہ کیا" (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۳۷۴)

"جب گورو ہرکرشن صاحب دہلی پہنچے تو بادشاہ نے سابقہ طریق پر لون کے لئے اڑھائی سو رسد کے لئے اور پانچ سو روپیہ روزینہ مقرر کر دیا۔ اور فرمایا کہ کسی وقت دربار میں بلا کر درشن کرینگے" (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۴۷۶)

اس کے علاوہ یہ بھی مرقوم ہے کہ:۔

"اورنگ زیب نے اپنے شہزادہ معظم شاہ کو جو بعد میں بہادر شاہ کہلایا۔ دو چار مصاحب اور خلعت دے کر گورو صاحب کے پاس بھیجا"۔[۱] (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۴۸۹)

اورنگ زیب کے اس محبت بھرے سلوک کو دیکھ کر گورو ہرکرشن صاحب نے اشیرباد بھی دیا کہ:۔ راضی رکھے خدا ائے تم۔ کہیو گورو تر کیا (ہمارے پرکاش مصنفہ بھائی ٹہوتا سنگھ صاحب ص۱۳۲)

یعنی گورو صاحب نے اورنگ زیب سے کہا۔ کہ اے مسلمان بادشاہ خدا تجھے خوش رکھے۔

---

[۱] سردار ہوشیار اسنگھ صاحب نے بھی شہزادہ معظم شاہ کی اس ملاقات اور خلعت کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۲۹۹

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ابھی گورو ہر کرشن صاحب کی بادشاہ سے ملاقات بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ چیچک سے بیمار ہو گئے۔ سکھ مؤرخین نے آپ کا چیچک سے بیمار ہونا اُن کے بڑے بھائی رام رائے کی بددعا کا نتیجہ بیان کیا ہے۔ جب اورنگ زیب کو گورو صاحب کا اس طرح بیمار ہونا معلوم ہُوا۔ تو اُس کو بہت افسوس ہُوا اور اُس نے اپنے شاہی حکیم گورو صاحب کے علاج کے لئے بھیجے لیکن کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ اور اُن کی بچپن کی عمر میں ہی وفات[1] ہو گئی۔ بادشاہ نے گورو ہر کرشن کی وفات پر اظہار تعزیت کے لئے اپنے خاص خاص مصاحب گورو صاحب موصوف کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں ارسال کئے۔

حضرت اورنگ زیب اور گورو تیغ بہادر صاحب

گورو ہر کرشن صاحب کے بعد بہت سے سوڈھی صاحبان نے سکھوں کے گورو ہونے کا دعوےٰ کر دیا[2]۔ بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب نے لکھا ہے کہ گورو

---

[1] ہمیں افسوس ہے کہ موجودہ زمانہ کے ہمارے بعض سکھ دوست گورو ہر کرشن کی موت بھی اورنگ زیب کے سر تھوپنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ پراچین سکھ لٹریچر میں ہر کرشن صاحب کی چیچک سے موت نہایت واضح الفاظ میں مرقوم ہے۔ [2] رام رائے کے معتقد لکھتے ہیں کہ گورو ہر کرشن کی وفات کے بعد رام رائے نے بہت کوشش کی کہ اُن کی گورو ہر رائے صاحب سے صلح ہو جائے۔ تاکہ وہ گورو بن سکیں۔ لیکن گورو ہر رائے صاحب نے رام رائے سے صلح نہ کی۔ ملاحظہ ہو گورو رام رائے اور اُن کے چمتکار ہندی صفحہ ۳۳ و گورو رام رائے صاحب کا سنچھیپت جیون ہندی صفحہ ۱۶)

تیغ بہادر صاحب (جو کہ گورو ہرگوبند صاحب کے بیٹے تھے) گوشہ نشین رہتے تھے۔ آپ کی گورو بننے کی مطلقاً خواہش نہ تھی لیکن آپ کی والدہ ماجدہ اس امر میں بہت کوشاں تھیں کہ آپ بھی گورو بن جائیں۔ چنانچہ اُس نے آپ کو بہت سمجھایا۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ ہمارے شرکا، گورو بن کر بہت امیر کبیر بن گئے ہیں۔ اور آپ گوشہ نشینی ترک نہیں کرتے۔ چنانچہ بھائی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں۔ کہ گورو تیغ بہادر صاحب کی والدہ ماجدہ نے یہاں تک کہ دیا کہ:-

ہے سُت جو پردوار گذارہ
آلئے دھرتے ہوت اہارہ
کریں شریک امیر کھا سارے
ہم گور ہم گور کرت اجارے
دے رشوت بہہ کریں اپائے
جیوں جیوں لیہو مسند ملائے
جو مسند مل تج پکھ دھاریں
دلیش سنگت لیائیں سنگاریں
اُرپا دہیں دھن تن کے پاس
بہہ بڈیائے کرہیں ارداس
دھنی شریک ہمارے بھئے

ایشور ج ادھک نبھن ڈھگ بھئیے
با پھل ریت تیاگ دیہو تات
سبھن بکھے برہو بکھیات
انتر بیھٹو لکھیے نہ کوئی
کم پوجہیں تُم کو سکھ جوئی
تمرے پتا پتا ہے جیسے
کرو اچھن نیک بدھ تیسے
نرن بکھے کر ہے نہ پوہارا
تہہ کو کرہیں ابہہ مت دارا
ہے سُٹ یاں نے بیٹھو باہر
پوٖلہو ملھو ہوے جگ ظاہر
پکھو شریک گرت کرت جیسے
درب اپادہیں جیسے کیسے

{ گور پرتاپ سورج گرنتھ
راس ۱۱ انسو ۹ }

اس کے علاوہ اس نے بھائی گرھیا اور دوار کا داس کو خاص طور پر بلوایا۔ تاکہ وہ گورو تیغ بہادر کے گورو مشہور کرنے میں مدد دے سکیں۔
بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"گر ڈھیئے کینس باک بلاس
جے گور پر گئے تمہو اداس
ست سنگت دھن کیتک دیہو
کروہو چاون ماتا کہو

یعنی۔ بھائی گرڈھیا جی نے ماتا سے کہا کہ اگر ہم گورو تیغ بہادر کو گورو ظاہر کریں تو آپ ہمارے لئے کس قدر رقم دے سکینگے۔

جننی کو سن من ہر کھانا
دس ہزار دیون کو مانا {گور پرتاپ سورج گرنتھ راس ۱۱ انسو ۲}

یعنی۔ بھائی گرڈھیا کی اُس بات کو سُن کر ماتا کو بہت خوشی ہوئی اور اُس نے دس ہزار روپیہ ادا کرنا تسلیم کیا۔

لیکن گورو تیغ بہادر صاحب آخر دم تک گورو بننے سے انکار ہی کرتے رہے بلکہ بقول گیانی گیان سنگھ صاحب آپ نے یہاں تک کہہ دیا کہ:۔

"ہم گورو نہیں بننا چاہتے۔ جو شخص ہمیں (گورو) ظاہر کرے گا اس کا مُنہ کالا کر کے گدھا پر چڑھایا جائیگا"۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۹۷)

سکھ تاریخ میں مذکور ہے کہ جب گورو تیغ بہادر صاحب اپنی والدہ ماجدہ اور دوسرے لوگوں کے زور دینے پر گورو بن گئے۔ دوسرے سوڈھی صاحبان خصوصاً دھیر مل صاحب (جو کہ گورو ہر رائے صاحب کے بھائی تھے)

آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے بلکہ ایک مرتبہ اُن کی طرف سے گورو تیغ بہادر صاحب پر بندوق سے فائر بھی کئے گئے (ملاحظہ ہو گور پرتاپ سورج گرنتھ راس ۱۱ انسو ۱۱ - تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۷۹۸ واردو صفحہ ۱۲۴ و اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۳۱۳)

اس حملہ سے آپ کی جان تو بچ گئی - لیکن آپ کے کندھے پر زخم آ گیا - (ملاحظہ ہو پراچین بیڑاں مصنفہ سردار جی بی سنگھ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی پوسٹماسٹر جنرل صفحہ ۱۰۱)

" سردار جی بی سنگھ صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ :-

گورو صاحب میں برداشت کا مادہ بہت تھا - آپ اس حملہ کو برداشت کر گئے اور زیادہ چھپ کر گھر کے اندر رہنے لگے - اس کے سوائے آپ اور کر بھی کیا سکتے تھے - نہ ان کا کوئی رسوخ تھا - اور نہ ماجھہ اور دوابہ میں ان کی کوئی خاص پیری مریدی تھی - امرتسر جا کر بھی آپ دیکھ آئے تھے - جہاں ان کو کسی نے دربار صاحب کے اندر بھی نہ جانے دیا - آپ کے گھر کے لوگ بھی اُن کے اس دبنے والے سبھاؤ کو دیکھ کر تنگ آ گئے تھے - اور ان کو سرڑی خیال کرتے تھے " (ترجمہ از پراچین بیڑاں گورمکھی صفحہ ۱۰۱)

" گورو تیغ بہادر صاحب کے مخالف سوڈھی صاحبان نے ان کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - ایک مرتبہ اُنھوں نے رام رائے کو دہلی سے بلا کر اس امر کے لئے اکسایا کہ وہ اورنگ زیب کے دربار میں گورو یائی کا دعوٰے کر کے تیغ بہادر صاحب کو بے دخل کروا دے - رام رائے اس امر کے لئے تیار ہو گیا -

چنانچہ ایک مرتبہ اس نے دورانِ گفتگو میں اورنگ زیب سے اس بات کا ذکر بھی کردیا کہ گوریائی کی گدّی پر میرا حق ہے لیکن میری غیر حاضری سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر یار لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ رنگنے کے لئے ایک مجذوب سے آدمی کو گورو مشہور کردیا ہے۔ تمام خاندان اس کو گورو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اسی وجہ سے دستاربندی کی رسم بھی ادا نہیں کی گئی۔ اور وہ تمام دن گھر کے اندر چھُپ کر بیٹھا رہتا ہے۔ اس کے کارندے سنگت کو لوٹ لوٹ کر کھا رہے ہیں۔ اور اس کے جھوٹے معجزے اور بناوٹی کرامتیں مشہور کرکے لوگوں سے سجدے کرواتے اور نذریں دلواتے ہیں حضور اس کو اپنے روبرو بلا کر اس امر کی تحقیق فرما دیں کہ وہ گورو بننے کے اہل بھی ہے یا نہیں۔ لیکن اورنگ زیب نے اس معاملہ میں دخل دینے سے صاف انکار کردیا (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۴۰۸ پنتھ پرکاش میں مرقوم ہے کہ رام رائے سے ایک مرتبہ دھیرمل وغیرہ سوڈھی صاحبان کی انگیخت پر گورو تیغ بہادر صاحب کے خلاف گوریائی کی گدّی پر قبضہ جمانے کے لئے اورنگ زیب کے پاس دعوےٰ بھی کیا جس کا فیصلہ کرتے ہوئے اورنگ زیب نے ارشاد فرمایا کہ:۔

یوں ہم نہ سکے دلائے
کریں ان عدل تو دوزخ جائے
ہم جاگیر تو ہے بہت گذریں

دے ہیں ۔ لیہو جہاں من دھارین

....

رام رائے ایہہ مان کر لئی جاگیر لکھائے
تھر یہ دون گڑوال میں ، ہیر اب جو کھائے
عرضی خارج جو بھئی رام رائے کی ایس
دھیرمل لوہار گے سوڑھی کر ٹکسائیں

(پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر بسرام ۱۲ ص ۱۱۴)

یعنی اورنگ زیب نے کہا کہ ہم آپ کو گوریائی کی گدی نہیں دلا سکتے۔ البتہ آپ ہم سے اپنے گزارہ کے لئے جاگیر حاصل کر سکتے ہیں۔ اس پر رام رائے نے ڈیرہ دون میں جاگیر حاصل کر لی۔ یہ جاگیر اب تک قائم ہے۔

جب دھیرمل وغیرہ سوڈھی صاحبان کی مخالفت حد سے بڑھ گئی۔ تو گورو تیغ بہادر صاحب نے اپنا مسکن چھوڑ دیا۔ اس پر سوڈھی صاحبان نے مل کر اورنگ زیب کے دربار میں ایک درخواست پیش کی۔ کہ گورو تیغ بہادر صاحب گدی کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اب گدّی بالکل خالی ہے۔ اس لئے آپ براہ مہربانی رام رائے کو گورو مقرر کر دیں۔ تاکہ گدّی خالی نہ رہے۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

٭ سوڈھی صاحبان نے مل کر گورو صاحب کے تیرتھوں پر جانے کے بعد اورنگ زیب

کے پاس یہ درخواست کی کہ جس کو سکھوں نے خود بخود گورو بنا دیا تھا۔ وہ تو ہمارے

نہ ماننے کے باعث شرمندہ ہو کر کہیں بھاگ گیا ہے پتہ نہیں کہ وہ واپس آئے

کہ نہ آئے۔ اب گورو یائی کی گدی خالی پڑی ہے۔ رام رائے کو حقدار سمجھ کر دے

دی جائے۔ کیونکہ اس کے علاوہ گورو ہر کرشن صاحب کا نزدیکی حقدار اور کوئی

بھی نہیں ہے۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گور مکھی ص۵۵)

حضرت اورنگ زیب نے اس درخواست پر جو حکم صادر فرمایا وہ گیانی گیان سنگھ صاحب کے الفاظ میں حسب ذیل ہے :-

"پہلے تو گورو ہر رائے صاحب نے جو اس کے والد تھے۔ اس کو عاق کر کے اپنے

حق اور جائداد سے خارج کر گئے ہیں۔ دوسرے جس کو سکھوں نے گورو تسلیم کیا

ہے۔ وہی گورو ہوگا۔ کیونکہ گورو پیر۔ مریدوں کا تسلیم شدہ ہوا کرتا ہے۔ نہ کہ

شریکوں کا مقرر کردہ۔ البتہ اوکٹن (یعنی گورو تیغ بہادر صاحب) راضی نامہ ہونا

چاہئے۔ اس کے بعد بھی جس کو مرید تسلیم کرینگے وہی گورو ہوگا۔ دوسرا کوئی

نہیں ہوسکتا۔" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گور مکھی ص۵۶)

حضرت اورنگ زیب کا یہ کیسا منصفانہ اور عادلانہ فیصلہ ہے۔ بعض نادان اورنگ زیب پر پاپی اور ظالم وغیرہ کے الزامات لگاتے ہیں۔ ان کو غور و فکر سے کام لینا چاہئے کہ ظالم اور پاپی لوگوں کے فیصلے اسی قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ گورو گوبند سنگھ صاحب کا حضرت اورنگ زیب کو ملائک صفت اور روشن ضمیر

وغیرہ الفاظ سے یاد کرنا ایسے واقعات پر ہی مبنی تھا۔ اگر اورنگ زیب کے دل میں گورو تیغ بہادر کے متعلق بُرے خیالات ہوتے یا وہ ان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوتا تو سوڈھی صاحبان کی اس درخواست کو فوراً منظور کر لیتا۔ اس طرح رام رائے اور گورو تیغ بہادر دونوں آپس میں اُلجھ جاتے اور اورنگ زیب دُور سے دونوں کا تماشہ دیکھتا۔ لیکن اورنگ زیب ایسا منصف مزاج بادشاہ اس طرح کیوں کرتا۔ اس کو وہی کرنا چاہیئے تھا جو عدل اور انصاف کا تقاضہ تھا۔ پس اس نے وہی کیا۔ سوڈھی صاحبان کی درخواست رد کر دی۔ حالانکہ رام رائے صاحب سے اُس کے ذاتی طور پر دوستانہ تعلقات بھی سکھ مورخین سے مسلم ہیں۔ اور گورو تیغ بہادر صاحب سے اُس کی روشناسی بھی نہ تھی۔ لیکن عدل اور انصاف میں تعلقات کا کوئی دخل نہیں ہوتا ؛

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب گورو تیغ بہادر صاحب دہلی گئے۔ اورنگ زیب نے اُن کی بہت عزت کی۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ کو گورو صاحب موصوف کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ :-

"جس سواری پر ہندوؤں کا پیر خوش ہو کر آئے۔ ادب اور احترام سے لے آؤ" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۸۵ گورمکھی)

نیز جب گورو صاحب بادشاہ کے دربار میں گئے تو وہاں بھی آپ کی

بہت عزت افزائی کی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"بادشاہ نے گورو صاحب کو معہ سکھوں کے کچہری میں بلاکر بہت عزت کی اور اسی چندن کی چوکی پر آپ کو بٹھایا گیا جس پر کہ اورنگ زیب کا مرشد بیٹھا کرتا تھا۔" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۴۸۸)

گورو تیغ بہادر صاحب کا قتل

ہمارے سکھ دوستوں کی طرف سے گورو تیغ بہادر کا قتل حضرت اورنگ زیب کے ذمہ لگایا جاتا ہے اور اس قتل کا افسانہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت اورنگ زیب نے کشمیر کے علاقہ میں ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی مہم بہت زور شور سے شروع کی۔ اس پر کشمیر کے ہندو صاحبان کا ایک وفد[لہ] گورو تیغ بہادر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور فرمایا کہ ہمارے بچاؤ کا کوئی سامان

لہ اس وفد سے متعلق گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں:۔

"اکثر دور اندیش اور داناؤں کی رائے ہے۔ کہ یہ سب چال گورو تیغ بہادر صاحب کے شریک بھائیوں کی تھی۔ جو پہلے دن سے ہی ان کے ساتھ برائیاں کرتے رہتے تھے۔ اب انہوں نے دشمن کے سینہ پر سانپ پھینکنے والی چال چلی کہ اگر تو گورو صاحب برہمنوں کی بات مان کر آگے آگئے۔ تو اورنگ زیب ان کو قتل کروا دیگا۔ بعد میں گدی ہم سنبھال لینگے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر گورو صاحب نے ہندو دھرم کی مدد نہ کی تو برہمن ان کے دروازہ پر کٹاریاں مار کر مرجائینگے۔ دنیا میں گورو صاحب کی بدنامی ہوگی۔ لوگ ان کو چھوڑ کر ہمیں ماننے لگ جائینگے۔" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۷۶۹)

کیا جائے۔ گورو صاحب نے اُن سے کہا کہ آپ کے اس دکھ کا علاج یہ ہے کہ کوئی دھرماتما بزرگ دہلی جاکر اپنا سر پیش کرے۔ پاس ہی آپ کے فرزند گوبند رائے[1] کھڑے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ سے بڑھکر مہاتما یا بزرگ اس وقت اور کون ہو سکتا ہے۔ آپ خود تشریف لے جائیں اور اپنا سر دھرم کی خاطر قربان کر دیں۔ چنانچہ گورو صاحب نے اُن ہندوؤں سے کہا۔ کہ آپ بادشاہ سے جاکر کہہ دیں کہ گورو تیغ بہادر ہمارے گورو ہیں۔ اگر وہ اسلام میں داخل ہو جائیں تو ہم سب اُن کے پیچھے مسلمان بن جائینگے۔ وہ ہندو بادشاہ کے پاس گئے اور اُنہوں نے ایسا ہی کہدیا[2]۔ جس پر گورو تیغ بہادر صاحب کو بادشاہ نے طلب کیا اور مسلمان ہونے کی تلقین کی لیکن گورو صاحب نے صاف الفاظ میں

---

[1] آپ بعد میں گورو گوبند سنگھ کے نام پر سکھوں کے دسویں گورو مشہور ہوئے۔ آپ کا اصل نام جو آپ کے والدین نے تجویز کیا تھا وہ گوبند رائے تھا۔

[2] گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ جو لوگ حکومت کے پاس یہ کہنے کے لئے گئے تھے کہ اگر گورو تیغ بہادر مسلمان ہو جائیں تو ہم اسلام میں داخل ہو جائینگے وہ بھی سوڈھی صاحب کی انگیخت پر ہی گئے تھے چنانچہ انہوں نے صاف الفاظ میں لکھا ہے:۔ "سوڈھی صاحبان نے جو گورو صاحب کے ساتھ حسد اور فساد رکھتے تھے، کھتریوں اور براہمنوں کو انگیخت کر کے بہت جلد پنجاب کے حاکم ظالم خاں کے پاس درخواست کروا دی"۔

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی) ص ۱۲۹

نیز تواریخ گورو خالصہ اُردو میں مرقوم ہے:۔

"بعض بزرگوں کی زبانی یہ بھی سُنا جاتا ہے کہ دھیرمل و رام رائے وغیرہ نے جو ان سے سخت دشمنی رکھتے تھے۔ ہندوؤں سے ورغلا کر اس قسم کی عرضی بادشاہ کے پاس بھجوا دی"

ص ۱۲۹

انکار کر دیا۔ آخر گورو صاحب کو اورنگ زیب کے حکم سے چاندنی چوک دہلی میں قتل کر دیا گیا۔ اس یادگار میں آج کل چاندنی چوک دہلی میں ایک گوردوارہ بھی بنایا گیا ہے۔ جو "شہید گنج" کے نام سے موسوم ہے[۵]۔ یہ وہ افسانہ ہے۔ جو آج کل ہر ایک سکھ کی زبان پر ہے۔ اور تقریباً ہر ایک جلسہ میں خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی اس کو دُہرایا جاتا ہے۔ اور سکھوں کے دلوں میں مسلمان بادشاہوں کے لئے عموماً اور اورنگ زیب کے لئے خصوصاً نفرت کے جذبات پیدا کئے جاتے ہیں۔ لیکن اصلیت اس کے بالکل برعکس ہے چنانچہ مہاشہ ستنت رام صاحب آشفتہ سکھ صاحبان کے اس افسانہ کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

" اس روائت کے پڑھنے سے ہر ایسے شخص کے دل میں جو اندھا دشواسی نہیں ہے۔ بلکہ دل و دماغ رکھتا ہے کئی ایک سوالات پیدا ہونے ضروری ہیں۔ اور اس کو تواریخ ہند کے پریشان اوراق سے ان کے جوابات تلاش کرنے کی نوبت درپیش آئیگی۔

(۱) کیا اورنگ زیب نے کوئی ایسا حکم دیا کہ تمام ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنایا جائے۔ اگر اور کسی جگہ کے لئے نہیں تو کیا کشمیر کے لئے اس کا کوئی پروانہ جاری ہوا۔

(۲) کیا تیغ بہادر کی ایسی شخصیت تھی جو کشمیر کے پنڈتوں کو امداد حاصل کرنے کے لئے

---

[۵] سکھ کتب میں مرقوم ہے۔ کہ اس گوردوارہ کی جگہ پر پہلے مسجد تھی سکھوں نے اس مسجد کو مسمار کر کے گوردوارہ بنا لیا تھا۔ ملاحظہ ہو پراچین پنتھ پرکاش مصنفہ بھنگو رتن سنگھ صاحب پنتھ پرکاش مصنفہ گیانی گیان سنگھ صاحب وغیرہ

پنجاب میں کھینچ لائی (۳) کیا تیغ بہادر صاحب ان کی کچھ مدد کر سکتے تھے۔ (۴) کیا تیغ بہادر کا چند آدمیوں کو ساتھ لے کر ہندوستان کے دارالسلطنت میں حاضر ہونا اور بادشاہ سے سخت سخت سوال وجواب کرنا ہندو قوم یا ہندو دھرم کو بچا سکتا تھا۔ (۵) کیا ان کی قربانی (قتل) سے ہندو قوم کو کوئی فائدہ پہنچا یا پہنچ سکتا تھا۔

جوابات۔ (۱) تمام ہندوستان کی تواریخ کی پڑتال کریں۔ اورنگ زیب کے اول سے آخر تک حالات پڑھیں۔ اور اس کے عہد کے واقعات کا بغور مطالعہ کریں۔ کہیں نظر نہیں آئیگا۔ کہ اورنگ زیب نے کوئی اس قسم کا حکم دیا۔ نہ ہی مسلمان مؤرخوں نے اس کا ذکر کیا۔ اور نہ ہی یورپین سیاحوں نے کہیں لکھا۔ حتیٰ کہ سٹوریا ڈو موگر کے آزاد مصنف مسٹر نکولاس منوچی جو شاہجہان سے لے کر شاہ عالم کے زمانہ تک مغلیہ دربار میں رہا اور جس نے اورنگ زیب کی ہر حرکت اور چھوٹے سے چھوٹے واقعہ کو بھی قلمبند کرنے سے نہ چھوڑا۔ اس کی کتاب میں بھی اس واقعہ کا نام ونشان نظر نہیں آتا۔ اورنگ زیب پنجاب۔ بنگال۔ بہار۔ یو۔پی اور دکن کے باشندوں کو جبراً مسلمان ہونے کے لئے نہیں کہتا۔ لیکن تعجب کا مقام ہے کہ وہ کشمیر کے پہاڑوں میں اس قسم کا جابرانہ حکم جاری کرتا ہے۔ اور پھر اس صورت میں جبکہ آئندہ درپیش ہونے والے واقعات بتلاتے ہیں کہ اورنگ زیب اور پہاڑی راجاؤں کے تعلقات نہایت اعلےٰ تھے۔ اور وہ ان راجاؤں کو ہمیشہ مدد دیا کرتا تھا۔ جیسا کہ ہم دوسرے نمبر میں بیان کر چکے ہیں۔ اورنگ زیب اگر ہندوؤں کو جبراً مسلمان کرتا

چاہتا تھا تو سب سے پہلے اس کو ضروری تھا کہ وہ اپنے دربار کے اراکین راجہ جے سنگھ اور مہاراجہ جسونت سنگھ وغیرہ اور ہزاروں راجپوتوں کو جو اس کی فوج میں ملازم تھے مسلمان کرتا لیکن واقعات بتلاتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا ...... پس سکھوں کا یہ کہنا کہ اورنگ زیب نے کشمیر کے پنڈتوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے کوئی حکم جاری کیا تھا غلط بالکل غلط ہے۔" (ہندو جاتی اور سکھ گوروصث۱۵)

حقیقت یہ ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے عہد حکومت میں کسی ایک بھی ہندو کو مذہبی اختلاف کی بنا پر قتل کرنے کی یا کوئی اور بدنی سزا نہیں دی۔ اور نہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا چنانچہ اورنگ زیب کے ایک مشہور مخالف لین پول صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"سیاحوں کی مخالفانہ نکتہ چینیاں اورنگ زیب کے چال چلن پر اسی زمانہ تک ہیں جبکہ وہ شہزادہ تھا۔ لیکن وہ سیاح جس وقت اس کے زمانہ شہنشاہی کا حال لکھتے ہیں تو سوائے کلمات تحسین کے اور کچھ نہیں لکھتے۔ اس کی پچاس برس دراز عہد حکومت میں کوئی ظالمانہ فعل بھی اس کے خلاف ثابت نہیں حتیٰ کہ ہندوؤں کے ستانے میں بھی جو اس کی دینداری کا جزو تھا سب کو تسلیم ہے کہ کوئی قتل یا جسمانی تکلیف رسانی پیش نہیں آئی۔

ترجمہ لین پول صث۵ منقول از اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر صث۹۲

اسی طرح سر پی سی رائے فرماتے ہیں کہ :۔

"شہنشاہ اورنگ زیب کی تنگ نظری اور مذہبی تعصب پر دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے ہیں۔ لیکن اُس کے عہدِ حکومت میں بقول الفنسٹن ایسا کہیں نہیں معلوم ہوتا کہ کسی نے ہندو مذہب کی خاطر سزائے جان و مال اور قید برداشت کی ہو۔ یا کسی شخص سے اس کی آبائی پرستش پر باز پرس کی گئی ہو"۔

مشہور انگریز سیّاح فارسٹر نے بھی گورو تیغ بہادر صاحب کے قتل کا الزام صحیح تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ پروفیسر پیارا سنگھ پدم سکھ شہید مشنری کالج امرتسر فارسٹر کی مشہور کتاب A Journey from Bengal to England کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ :۔ "فارسٹر صاحب کا خیال ہے کہ اورنگ زیب ایسا آدمی نہیں تھا کہ بہت بڑے جرم کے بغیر کسی معمولی بات پر کسی کو سزائے موت دے۔ اس لئے یہ گورو تیغ بہادر صاحب کی شہادت کو ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ کہتا ہے کہ یہ واقعہ اورنگ زیب بادشاہ کو بدنام کرنے کے لئے اور گورو صاحب کے نام کو مشہور کرنے کے لئے گھڑ لیا گیا ہے۔

(ترجمہ از سنت سپاہی گورمکھی جولائی ۱۹۴۹ء)

گورو تیغ بہادر کے قتل کا سکھ کتب میں ذکر

ہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے یہ عرض کر دینا بھی ضروری خیال کرتے ہیں کہ

گو آج کل کے سکھ دوست عموماً گورو تیغ بہادر صاحب کا قتل اورنگ زیب کے ذمہ لگاتے ہیں۔ لیکن سکھ صاحبان کے قدیمی لٹریچر میں جو واقعات اس قتل سے متعلق لکھے گئے ہیں۔ اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کو اس قتل سے کوئی بھی تعلق نہ تھا۔ یعنی یہ قتل اس کے حکم یا ایما سے نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ ذیل میں ہم سکھ صاحبان کی کُتب سے اس قتل کے متعلق حوالہ جات نقل کرتے ہیں :-

(۱) بھگت رتناولی

یہ کتاب گورو گوبند سنگھ صاحب کے کاتب بھائی منی سنگھ صاحب کی تصنیف بیان کی جاتی ہے۔ چنانچہ گیانی ٹھاکر سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"(بھائی منی سنگھ) نے سری گورو نانک دیو جی کی جنم ساکھی لکھی اور بھائی گورداس جی کی گیارویں وار کا ترجمہ کیا اور بھگت رتناولی نام رکھا جو پنتھ میں مشہور ہے"۔

(ترجمہ از گوردوارے درشن گورمکھی صد ۷)

اس کتاب میں گورو تیغ بہادر صاحب کے قتل کا واقعہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ :-

"تاں صاحب جائے دہلی پراپت ہوئے۔ تاں پاتشاہ نوں خبر ہوئی۔ تاں صاحب بچن کیتا۔ اسیں تساڈے پاس آئے ہاں ...... تاں پاتشاہ پچھیا جو تساں تیغ بہادر ناؤں رکھیا ہے۔ کس جگہ تیغ بہادری کیتی ہے۔ بچن ہوا تیغ بہادر پرگٹ

ہویا ہے۔ ایسی تیغ بہادری دکھاؤ نگا جو گئو برہمن وا کشٹ دُور کریگا۔ تیرے نیائے دی جگہ رولا درتاواں گا۔ تیرے صوفیاں دی جگہ عملیؔ کرانگا۔ تہاڈی دین روپی گھوڑی پر زین پاؤ نگا اس سمے پاتشاہ نے کہا۔ اینہاں نوں حوالے کرو۔ اساں کا تی کرامات دکھاویگا تاں چھڈاں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گورو کے گھر سب کچھ ہے۔ اینہاں سکھا چھکایئے پہلی پاتشاہی نوں راج لیا ہے۔ تے سیس دے کر اینہاں نوں پھیر لیناں ہے۔ پھر اک راجپوت نوں آگیا ہوئی توں اسانوں تلوار چلاؤ۔ تاں اوس چلائی۔ تاں صاحب دا سر دھڑ تھیں جُدا ہوگیا۔" (بھگت رتناولی ص۲۱۹)

خلاصہ مطلب کہ گورو تیغ بہادر کا قتل ایک راجپوت کے تلوار مارنے سے ہوا جس نے گورو صاحب کے حکم سے تلوار چلائی تھی۔

(۲) گوربلاس پاتشاہی چھٹی

یہ گوربلاس سکھوں کی ایک مشہور کتاب ہے اس سے متعلق سنت دیال سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"بھائی بھگت سنگھ صاحب کو اپنے گورو نے (مراد بھائی منی سنگھ سے ہے) جس سنایا۔ اس کو آپ کے سکھ بھائی دھرم سنگھ صاحب کے سیوک کوی جی نے ۱۷۷۵ بکرمی میں سب سے پہلا تہاس گوربلاس پاتشاہی چھیویں نام کر کے لکھا" (ترجمہ از بابا نانک کا نرمل پنتھ)

لہ سکھی اصطلاح میں عملی نشہ پینے والوں کو کہتے ہیں۔

اس کتاب میں مرقوم ہے کہ جب گورو تیغ بہادر صاحب دہلی گئے تو رام رائے نے بادشاہ کے پاس چغلی کی کہ تیغ بہادر اب دہلی آیا ہے۔ آپ اس سے کوئی کرامت طلب کریں۔ تب بادشاہ نے گورو صاحب سے کرامت دکھلانے کو کہا۔ گورو صاحب کے پانچ سکھ تھے۔ ان میں سے چار آپ کے کہنے کے مطابق چلے گئے۔ آپ کے ساتھ صرف ایک سکھ باقی رہ گیا۔ اس کے بعد مرقوم ہے کہ گورو صاحب نے گورو گوبند سنگھ صاحب کو لکھا کہ :۔

"بل چھٹکیو بندھن پرے کچھو نہ ہوت اپائے
کہو نانک اب اوٹ ہر گج جیوں ہوئے سہائے" گورو گرنتھ ص ۱۴۲۹[ل]

یعنی میری تمام طاقت جاتی رہی ہے۔ اور میں جکڑا گیا ہوں۔ مجھے کچھ بھی تدبیر نہیں سوجھتی۔ اب میں خدا کی اوٹ (پناہ) میں ہوں آپ ہی میری امداد کیجئے +

اس کے جواب میں گورو گوبند سنگھ صاحب نے فرمایا کہ :۔

"بل ہوا بندھن چھوٹے سب کچھ ہوت اپائے
نانک سب کچھ تمرے ہاتھ ہے تہی ہوت سہائے" ص ۱۴۲۹

یعنی جب طاقت ہو تو تمام زنجیریں ٹوٹ جاتی ہیں اور ہر قسم کی تدبیر بھی سوجھتی ہے۔ اب آپ اپنی مدد خود کیجئے +

[ل] یہ دونوں شلوک بعد میں گرنتھ میں بھی داخل کر دئے گئے۔

اس کے بعد گوربلاس میں مرقوم ہے کہ :-

جب ایہہ پربھو نے بچن سُنائے
تب گور سکھ کو ایس الائے
جب ہوں آپن نواوں سیس
مارو تیغ نہ دھرو کسیس
سبنے سکھ دے بچن اچارے
گور کے ہتے پاپ ہوئے بھارے
تب گور کہو پاپ نہ کوئی
ہمرے نکٹ واس تو ہے ہوئی

....

ایہہ بھاکھ گور سیس نواۓ
سن بدھیا سکھ تیغ چلائے

....

سترہ سو بتیس پرمانو
مگھر ساری پنچمی جانو
نوم گورو تج دیہہ سدھائے
اس سمیت بیکنٹھ سدھائے" { گوربلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۶ صفحہ ۲۰ }

یعنی۔ گورو صاحب نے اپنے سکھ سے کہا کہ ہم اپنا سر جھکاتے ہیں اور آپ تلوار چلا کر ہمارا سر تن سے جدا کر دیں۔ اس پر اس نے عرض کیا کہ گورو کے قتل کرنے سے مجھ پر کبیرہ گناہ ہوگا۔ تب گورو صاحب نے جواب میں فرمایا کہ اس قتل کا تجھ پر کوئی گناہ نہ ہوگا بلکہ تجھے ہمارا قرب حاصل ہوگا۔ اس پر اس سکھ نے تلوار سے گورو صاحب کا سر تن سے جدا کر دیا۔ گورو صاحب کی وفات ۱۷۳۲ بکرمی میں ہوئی +

اس گوربلاس کے چھاپہ پتھر میں ایک تصویر بھی دی گئی ہے جس میں اس سکھ کو تلوار مار کر گورو تیغ بہادر کا سر تن سے جدا کرتے دکھایا گیا ہے۔ وہ تصویر اس طرح ہے:۔

(گوربلاس پاتشاہی چھ - چھاپہ پتھر ادھیائے ۸ صفحہ ۲۰)

(مطبوعہ وزیر ہند پریس)



(۳) گوربلاس پاتشاہی دس

یہ گوربلاس بھائی سکھا سنگھ صاحب کی تصنیف ہے۔ اس میں گورو گوبند سنگھ صاحب کی زندگی کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے متعلق مشہور سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ صاحب آنجہانی تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ کتاب سمت ۱۸۵۴ بکرمی کی تصنیف ہے" (ملاحظہ ہو ویگ دا مالک صفحہ ۲۷)

پرنسپل تیجا سنگھ صاحب ایم۔ اے۔ اس کتاب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں کہ:۔

"بھائی سکھا سنگھ جی کا گوربلاس ایک مستند کتاب ہے یہ ۱۷۹۷ء میں تصنیف کی گئی تھی۔" (ترجمہ از رسالہ کول سنسار جنوری ۱۹۴۰ء)

اس میں گورو تیغ بہادر صاحب کے قتل کا واقعہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:۔

بہادر سو تیغ
بچ مان بیگ
بھو جھکھے آن
پرکھیہ اک نہ مان
اک دینا ناتھ
کہی سکھ گاتھ

جپ پڑھ پر بین
بھٹے دھیان لین
سکھ کھڑگ کاڈھ
گر چرنتر گاڈھ
تب اڈا سیس
بھٹے لوپ الیس
ترکن نہار
لیو سکھ مار
بپ گرد جان
جو کی پٹھان

{ گوربلاس پاتشاہی وس ادھیائے ۵ صہ ۸۹ }

یعنی گورو تیغ بہادر صاحب نے اپنے سکھ کو تلوار مارنے کے لئے کہا اس نے تلوار ماری اور گورو صاحب کا تن سر سے جدا ہوگیا۔

(۴) مہا پرکاش

سکھوں کی ایک مشہور کتاب مہا پرکاش ہے اس کے مصنف باوا سروپ چند صاحب بھلے ہیں جو کہ سکھوں کے تیسرے گورو امرداس صاحب کی اولاد میں سے ہیں۔

یہ کتاب ابھی تک قلمی ہی ہے۔ اس میں گورو صاحب کے قتل سے متعلق واقعہ

مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

جب عہدی دلی کو چلا
سری ستگور لکھی پاپ کی کلا
یہ سنکلپ من کو پرگٹانا
دھرم ہیت تیاگن ٹھانا
مشٹ بھانگ پر دینا راجا
دے سیس یہونج بچن سماجا
دھرم ہیت سیس اب دیجے
جینو تلک جو ست رکھ لیجے
اِک راجپوت لیا بلائے
چوکی میرے سیوک کے بھائے
کر بچن پر بودھ دیال تس بھاکا
یہ تلوار جو تُم ہتھ راکھا
یہ بھلی بھگوتی تیچھن دھارا
اک دھرم کاج تُم کرو ہمارا
دھرم ہیت تن تیاگن چہا
بچ سیوک جان تو سو میں کہا

سن تانکو شنکا بڈھی سارنہ سکے

گور کاج

کرپا درشٹ تاں پر کریو

بھیا ہردے گیان

تب من موکیو بچارا

گور سب بدھ کرن کراوہنارا

ڈیہہ انیت برھم سکھ راسی

گور مہما تاں کے من پرگاسی

گور بچن چلی کھنڈے کی ڈھارا

کرمجن سیس بھیا تن سونیارا

یہ دھرم ہیبت پربھ ساکا کینا

سیس دیا پر سرا نہ دینا

مہماپرکاش قلمی نسخہ ۱۸۵۳ء

اس کا خلاصہ مطلب بھی یہی ہے کہ گورو صاحب نے اپنے ایک سکھ سے کہا کہ تم تلوار مار کر ہمارا سر تن سے جدا کر دو۔ اس حکم کی تعمیل میں اس نے تلوار چلائی اور گورو صاحب کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

۵۔ سکھاں دے راج دی وتھیا

یہ کتاب پنڈت شردھا رام کی تصنیف ہے اور سکھ فوجوں میں پڑھائی

ہے۔۔اس میں گورو تیغ بہادر صاحب کے قتل کا واقعہ مندرجہ ذیل الفاظ میں مرقوم ہے[1] کہ:۔

ایک دن گورو تیغ بہادر نے اپنے ساتھی سکھ سے کہا کہ اب میری مرضی یہ ہے کہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر دوں۔ سو تو اپنے ہاتھ سے جب میں کہوں میرا سر قلم کر دے۔ اُس نے کہا کہ اے گورو صاحب مجھ سے یہ عجیب بات کب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ میں تو آپ کو اپنا نرنکار خدا یقین کرتا ہوں۔ آپ کا سر قلم کرنا تو ایک طرف رہا۔ بلکہ اگر کوئی میرے سامنے آپ کا بال بھی بیکا کرے تو اس کو وہیں قتل کر دوں۔ گورو صاحب نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تم بات سچ کہتے ہو۔ اور میں اس سے بھی آگاہ ہوں کہ تیری شردھا اور عقیدت میں کچھ فرق نہیں۔ لیکن تم اس بات پر بھی غور کرو کہ گورو کے حکم سے انکار کرنا بھی سکھ کا دھرم نہیں۔ سو میں تجھے بڑے پریم سے کہتا ہوں کہ میرے حکم کے مطابق میرا سر قلم کر کے اس دکھ سے چھڑا دو۔ اس میں تجھے کوئی گناہ نہ ہوگا۔ سکھ یہ بات سن کر کانپ گیا اور دل میں کہنے لگا۔ کہ یہ کیا غضب ہے۔ اب میں کیا کروں۔ اگر حکم نہیں مانتا تو دھرم سے جھوٹا پڑتا ہوں۔ اور اگر گورو کا سر قلم کرتا ہوں۔ تو بڑا بھاری ہتیارا بنتا ہوں۔ گورو نے بہت دلائل دے کر آخر اس کو سر قلم کرنے کے لئے تیار کر لیا۔ جب صبح کا وقت ہوا تو گورو صاحب نے اشنان کیا۔ اور جپ جی بانی کا پاٹھ کر کے خدا کے آگے سجدہ کرنے کے لئے سر زمین پر رکھا۔ اس وقت گورو نے اشارہ کیا۔ کہ سکھ حکم کو

---

[1] یاد رہے کہ اس کتاب کے نئے ایڈیشنوں میں اس کی بجائے اورنگ زیب کا قتل کرنا لکھ دیا گیا ہے۔ اور اس تبدیلی کی وجہ کوئی بیان نہیں کی گئی۔

پُورا کر دے۔ اس نے تلوار مار کر سر جُدا کر دیا۔ ترجمہ از سکھاں دی بھگت مال صفحہ ۵۲

ان پانچوں کتب کے حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ گورو تیغ بہادر صاحب کے قتل سے اورنگ زیب کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اور نہ اس کے لئے اورنگ زیب کی طرف سے حکم دیا گیا تھا بلکہ یہ قتل گوُرو صاحب کے ایماء اور حکم سے ایک سکھ کے تلوار مارنے پر ہُوا ہمارے سکھ دوستوں کا اپنے پراچین بزرگوں کی تحریرات کو نظر انداز کر کے خواہ مخواہ اورنگ زیب کو قاتل قرار دے کر بدنام کرنا کوئی پسندیدہ طریق نہیں۔

گوُرو تیغ بہادر کے قتل سے متعلق ایک اور روایت

سکھ کتب میں گوُرو تیغ بہادر کے قتل سے متعلق ایک روایت مرقوم ہے جو یہ ہے کہ اورنگ زیب نے گوُرو تیغ بہادر صاحب سے کرامت طلب کی۔ گورو صاحب نے فرمایا کہ ہم تعویذ لکھ کر اپنے گلے سے باندھتے ہیں۔ آپ کوئی تیز سے تیز تلوار بھی چلائیں لیکن اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ اورنگ زیب نے گورو صاحب کے اس قول کی پرکھ کرنے کے لئے تلوار چلائی۔ تو آپ کا سر تن سے جُدا ہو گیا اورنگ زیب یہ حالت دیکھ کر بہت حیران ہُوا۔ اس واقعہ کو بھنگو رتن سنگھ صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

تب ستگور نے ایس اچارا	ہم اشٹ دیکھو تم بھارا
کرامات ہم ایس دکھاہیں	ہمرا سر تیوں پاوے ناہیں
ہمرے سر کو تیغ لگیو	کٹے نہ سو کرامات دکھیو
تلوار لکھی کبود لیا ڈبیں	چلوتیو تے جو دُ کیئے ہمیش

ایسے ایسے بچن کو گور بیٹھے چپ کی نہائے
سیس دیو پر سرا نہ دیو
چرم کچے تے سر پر بچایو
اون موڑھن یہ کلا نہ جانی
یوسنگور بڈسا کا کیو

تیغ لگوائی نج سیس پے ایسے چھل کے دائے
اپنا دھرم کرم رکھ لیو
ترکن کے سر سیس لگایو
ہم مرسر لادن گل ٹھانی
پر سوار تھہ ہستیغ سیس دیو

چھین پنجم کا ترجمہ ص ۲۴

بھنگو رتن سنگھ صاحب کے علاوہ دوسرے مؤرخین نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے چنانچہ عمدۃ التواریخ میں مرقوم ہے کہ :۔

"بادشاہ کے آدمی کرامت اور معجزہ دیکھنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے اصرار پر گورو صاحب نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ ایک رقعہ اپنے دستخط سے لکھ کر میں تمہارے سپرد کرتا ہوں جس شخص کی گردن پر یہ رقعہ باندھا جائے۔ اور وہ لڑائی میں جائے اُسے تیر و تفنگ کا زخم نہ لگیگا۔ اس امر کی آزمائش کے لئے پہلے میں خود اپنی گردن پر اسے باندھتا ہوں۔ چاہے کوئی سپاہی جو لڑائیاں لڑنے والا ہو تلوار کی ضرب لگائے۔ اس سے جھوٹ اور سچ ظاہر ہو جائیگا۔ گورو صاحب نے اس رقعہ کو اپنی گردن پر باندھ کر فرمایا کہ اب وقت ہے۔ بے خوف ہو کر کاری زخم لگاؤ۔ تلوار کی ضرب لگنے کے ساتھ ہی گورو صاحب کا سر تن سے جُدا ہو گیا[1]"

(ترجمہ از عمدۃ التواریخ فارسی دفتر اول ص۵)

---

[1] عمدۃ التواریخ میں گورو تیغ بہادر صاحب کا حکومت وقت کے خلاف بغاوت کرنا بھی مرقوم ہے۔

اس کے علاوہ مسٹر کننگھم تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"روایت بیان کرتی ہے کہ اسے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ نیم بیعزتی کے طریقہ اور نیم شبہ کے طور پر اُسے کہا کہ تم اپنے الٰہی مشن کے متعلق معجزہ دکھاؤ۔ گورو تیغ بہادر صاحب نے جواب دیا کہ بندہ کا کام تو صرف دُعا کرنا ہے۔ ہاں میں ایک بات کرنے کو تیار ہوں میں ایک تعویز لکھتا ہوں۔ اور جس شخص کی گردن میں اُسے باندھ دیا جائے۔ اس پر تلوار اثر نہ کرے گی۔ چنانچہ گورو صاحب نے یہ تعویذ اپنی گردن پر ہی باندھ لیا۔ پھر جلاد کے آگے اپنا سر جھُکا دیا۔ جب سر پر تلوار کی ضرب لگی۔ تو وہ تن سے جُدا ہو گیا جس سے وہ سب درباری جن پر توہمات کا اثر تھا حیران رہ گئے[۱]"

(ترجمہ از ہسٹری آف سکھز مصنفہ کننگھم)

پادری ڈبلیو ایم رابنسن ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"دہلی پہنچکر وہ (گورو تیغ بہادر صاحب) بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے۔ بادشاہ نے انہیں کہا کہ اگر آپ گورو ہیں تو کوئی معجزہ دکھائیں . . . .

گورو صاحب نے ایک کاغذ کے پُرزہ پر کچھ لکھا اور کاغذ اپنی گردن پر رکھ لیا۔ پھر اُنہوں نے کہا۔ کہ اب تلوار میری گردن کا بال بیکا نہیں کر سکتی پس ایک آدمی کو بُلایا۔ اس نے تلوار چلائی۔ اور گورو صاحب کا سر تن سے جُدا ہو گیا۔ اور وہ مر گئے۔ اس کاغذ پر یہ عبارت رقم تھی۔ "سر دیا مگر سرّ نہ دیا"۔ یعنی میں نے اپنا سر تو بھینٹ چڑھا دیا

---

[۱] مسٹر کننگھم نے بھی گورو صاحب کا حکومت وقت کے خلاف بغاوت کرنا اور لوگوں کو لوٹنا بیان کیا ہے

مگر اپنا بھید نہ بتایا۔ اس کی زندگی ختم ہو گئی ۔ (سکھوں کے گوروادران کی تعلیم صہ ۴۲)

دوسری روایت

گورو تیغ بہادر کے قتل سے متعلق دوسری روایت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ آپ کی وفات تلوار کا زخم لگنے سے قبل ہی ہو گئی تھی یعنی جلاد نے آپ کے مُردہ جسم سے آپ کا سر جدا کیا۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

اتیادک گور بچن کہکر
جب سر نیائے
دھریو سیس نج دھراپے
دیئے پران اڈائے
پکھ جلاد سبھے بھیو
کھڑا ہتو جو پاس
تیغ چلائی سر بھیو
دھرتے جدا نیاس (پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر لسبرام ۱۲ صہ ۱۱۹)

یعنی گورو صاحب نے بات چیت کرنے کے بعد اپنا سر جُھکا دیا۔ اور ساتھ ہی آپ کی رُوح بھی جسد عنصری سے پرواز کر گئی ۔ یہ دیکھ کر جلاد جو پاس ہی کھڑا تھا۔ حیران ہو گیا۔ اس نے بعد میں آپ کے مُردہ جسم پر تلوار چلائی اور آپ کا سر تن سے جُدا کر دیا۔

ایک اور صاحب بھائی سوہن سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"شری گورو ارجن دیو اور سری گورو تیغ بہادر صاحب نے حکام کے آگے خدا کے بعد دوسرے درجہ پر سمجھ کر تکبر نہیں کیا۔ اور فیصلہ ہونے سے قبل اپنی روح اکال پورکھ میں لین کر لی (یعنی وفات پا گئے)" ملاحظہ ہو سکھ سوراج حصہ دوم صفحہ ۱۳

پس ان تمام حوالہ جات کا خلاصہ یہی ہے کہ اورنگ زیب گورو تیغ بہادر کے قتل کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس معاملہ میں بالکل بے گناہ ہے۔ ہمارے سکھ دوستوں کا خواہ مخواہ اپنے پراچین بزرگوں کی تحریرات کے خلاف ایک بات بنا کر اورنگ زیب بادشاہ کو جو کہ بقول گورو گوبند سنگھ صاحب ملائک صفت اور روشن ضمیر تھا قاتل قرار دینا اور پاپی کرکوستا سراسر بے انصافی بلکہ ظلم عظیم ہے۔

حضرت اورنگ زیب اور گورو گوبند سنگھ صاحب

گورو تیغ بہادر صاحب کے بعد ان کے بیٹے گورو گوبند سنگھ صاحب ان کے جانشین ہوئے۔ اور سکھ صاحبان کے دسویں گورو کہلائے۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ جنگ و جدل میں گذرا بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ آپ کی یہ تمام لڑائیاں حکومت وقت کے خلاف تھیں لیکن سکھ تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ کہ حکومت کا آپ کے ساتھ براہ راست کوئی جھگڑا نہ تھا بلکہ آپ کی جس قدر بھی لڑائیاں ہوئیں۔

وہ سب کی سب ہندو راجاؤں کے خلاف تھیں۔ چنانچہ ہمارے اس خیال کی تائید مہاشہ سنت رام صاحب آشفتہ ایڈیٹر دھرم بیر لاہور کی مندرجہ ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے:۔

"جتنے واقعات ہیں اور ان کو گوبند سنگھ صاحب کی زندگی کے ساتھ تعلق ہے۔ ان سب میں ہندو پہاڑی راجاؤں کے ساتھ زور آزمائی اور مسلمانوں کی مدد پائی جاتی ہے . . . ہاں اگر پہاڑی راجاؤں کو مسلمان تسلیم کیا جائے۔ تو کہا جاسکتا ہے کہ گوبند سنگھ صاحب کی زندگی ہی مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتے گذری۔ لیکن واقعات بتلاتے ہیں کہ آپ کی تمام عمر ہندو پہاڑی راجاؤں سے جنگ میں صرف ہوئی"۔ (ہندو دھاتی اور سکھ گورو صتے)

اسی طرح ایک سکھ ودوان سردار ہردت سنگھ صاحب ڈھلوں ایم اے۔ پی۔ ایچ ڈی فرماتے ہیں کہ:۔

"بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا وقت کی مسلمان حکومت اور مسلمان حکام کے ساتھ جھگڑا تھا۔ اس لئے وہ سرکاری مسلمان حکام کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند رکھتے تھے۔ یہ بات اتنی ہی سچی ہے جتنی کہ ایک گپ یعنی جس طرح دن کے بارہ بجے کہا جائے۔ آسمان ستاروں سے بھرا پڑا ہے"۔ (ترجمہ از خالصہ سیوک امرتسر ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۳۷ء)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ اس بات کو ہندو بھی اور سکھ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا اورنگ زیب یا اس کی حکومت سے براہ راست

کوئی تنازعہ نہ تھا بلکہ آپ نے جس قدر بھی لڑائیاں کی ہیں ان کا براہ راست تعلق پہاڑی راجاؤں سے تھا جنہوں نے کہ بقول سکھ ودوان آپ کے مذہب میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"گورو گوبند سنگھ صاحب ایک نہایت ہی دور اندیش اور عالی دماغ پیشوا تھے جب ہزارہا آدمی امرت چھک کر ان کے پیرو ہو گئے۔ تو قبل اس کے کہ وہ اپنا کام شروع کریں۔ انہوں نے اپنے نو مریدوں کو جو براہمنوں کی کرپا سے ساگ پات کھا کھا کر بالکل گئو ماتا بنے ہوئے تھے جنگ و جدل جیسے مشکل کاموں میں مشاق بنانا چاہا۔ اور اس کے لئے سوائے اس کے اس وقت کوئی دوسری عمدہ ترکیب نہیں تھی۔ کہ وہ پہاڑی راجاؤں کے ملک میں جنہوں نے ان کے مذہب کی پیروی سے انکار کیا تھا دور دور نکل جایا کریں۔ اور لوٹ مار کے چھاپے مارنے اور جنگ و جدل میں مہارت حاصل کریں شکار کھیلیں۔ مہاں پرشاد چکھیں اور گنگا جل پئیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ سکھ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر ہتھیار باندھ کر "ست سری اکال" "ست سری اکال" اور "واہگورو جی کا خالصہ" "سری واہگورو جی کی فتح" کا نعرہ لگاتے ہوئے۔ پہاڑی راجاؤں کے ملک میں چھاپہ مار کر لوٹ مار کرتے پھریں۔"

(تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۵۱)

کوی سیناپت سکھ صاحبان کے اس طرزِ عمل سے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

تبے خالصہ ایسی کرے
ہوئے اسوار گا دن چے چرے

جو آگے تے ملنے آوے
بست رہے کچھ بھیٹ چڑھاوے
کرے بلم بھیٹ نہیں دینی
تاکو خالصہ لوٹ خالصہ لینی گوردسویں صد

سکھ صاحبان کا یہ طرزِ عمل پہاڑی راجاؤں کو ناگوار گذرنا ایک طبعی امر تھا چنانچہ ان کو سکھوں کی اس لوٹ مار سے بہت تکلیف ہوئی۔ بعض مقامات پر پہاڑی راجاؤں کے آدمیوں کی سکھوں سے مٹھ بھیڑ بھی ہوئی۔ لیکن نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا۔ سکھ صاحبان اپنی ان کارروائیوں میں دن بدن بڑھتے گئے +

ماسٹر مہتاب سنگھ صاحب نے پہاڑی راجاؤں سے لڑائیوں کی ذمہ داری اُن پر ہی ڈالی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"شری گورو گوبند سنگھ صاحب سے پہاڑی راجاؤں نے کش مکش شروع کی تھی۔ وہ گورو جی کے دن بدن بڑھتے ہوئے عروج اور ست دھرم کے پرچار کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ اور حسد و بغض کی آگ میں جل رہے تھے"۔

(ترجمہ از سکھ سیوک امرتسر گورمکھی ۳ جنوری ۱۹۳۳ء)

گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ پہاڑی راجاؤں نے ۱۷۵۸ء میں ایک چٹھی گورو گوبند سنگھ صاحب کی خدمت میں لکھی جس میں اُنہوں نے بیان کیا کہ:۔

"آپ ہمارے راج میں رہ کر ہمیں ہی دکھ دے رہے ہیں۔ اور رعایا کو لوٹ لوٹ کر کھا رہے ہیں۔ یہ آپ نے اچھا طریق اختیار نہیں کیا۔ اگر آپ نے یہاں بسیرا کرنا ہے تو ہماری اطاعت قبول کرو اور خاموش ہو کر بیٹھے رہو۔ یہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔ کہ 'اڑو ھنگے دھروئیل' اکٹھے کر کے نیا پنتھ "اٹہنگ شاہی" چلایا ہے اور ہماری رعیت کو اُجاڑنا شروع کر دیا ہے۔ آڈ بھلے مانس بنو۔ آج تک ہم نے برداشت کیا ہے لیکن اب نہیں ہوگا۔ اگر صلح کرو گے تو بہتر ورنہ دھکے مار کر آنند پور سے نکال دینگے۔ پھر آپ کی پیری کا کہیں پتہ بھی نہیں چلیگا۔" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۱۴)

بابو تیجا سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ پہاڑی راجاؤں نے گورو صاحب کو لکھا کہ:

"آپ اپنے ایدیشوں اور لیکچروں کو بند کر دیں۔ ورنہ ہمارے علاقہ سے نکل جائیں۔ یا پھر آپ پر حملہ کیا جائیگا۔" (ترجمہ از ظفرنامہ مترجم صفحہ ۵)

پہاڑی راجاؤں کی یہ چٹھی جب گورو صاحب کے پاس پہنچی اور سکھوں نے سُنی۔ تو وہ سب کے سب آگ بگولہ ہو گئے۔ گورو گوبند سنگھ صاحب نے اس چٹھی کا جواب مندرجہ ذیل الفاظ میں دیا:۔

لہ گیانی گیان سنگھ صاحب گورو گوبند سنگھ صاحب کی جماعت میں شامل ہونے والوں سے متعلق لکھتے ہیں:۔

"شاہی باغی ٹھاٹھ کا ٹھ دھاڑوی لوگ بھی گوروجی کے پاس اس وقت بہت آ گئے تھے۔ اور وہ ہر وقت یہی چاہتے تھے کسی نہ کسی طرح فساد پیدا ہو۔"

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۰۹۲)

"آپ پر واضح رہے کہ ہم اپنی زر خرید زمین میں آباد ہیں۔ کسی کی رعیت نہیں۔ پہلے ہم نے اطاعت قبول نہیں کی۔ اور نہ آئندہ ہی کرینگے۔ اگر آپ ہم سے میل کرنا چاہتے ہیں۔ تو امرت چھک کر سنگھ بن جاؤ۔ جس سے تمام خالصہ پنتھ آپ کو اپنا سردار تسلیم کر لیگا۔ اور تمہارے پیچھے لگ جائیگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ تم آزاد حکومت کے مالک بن جاؤ گے۔ بغیر سنگھ سجے اور کسی طرح خالصہ تم سے میل نہیں رکھیگا۔ اُلٹا تم سے کبھی نہ کبھی اپنی ہی اطاعت کروائیگا۔ اور اگر آپ ہم سے اطاعت کروانا چاہتے ہیں۔ تو ہم تلوار کے زور سے ہی قبول کرینگے اگر ہمت ہے تو اب دیر نہ کرو...... اگر تم جنگ کر کے ہمیں آنند پور سے نہ نکالو۔ تو تمہارے مُنہ پر مُونچھ نہیں۔ بلکہ کُتّے کی دُم ہے۔ لعنت اس کو پیدا کرنے والہ جو کسی دوسرے سے امداد طلب کرے"۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۱۱۴۲)

لہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے خود ہی پہاڑی راجاؤں سے لڑائی کا باعث مذہبی اختلاف بتایا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ ؎ منم کشتنم کوہیاں بت پرست۔ کہ او بت پرستند و من بُت شکست (ظفرنامہ)

سردار بہادر سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے اس قول کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ :-

میں فسادے بھرے ہوئے پہاڑیوں کے مارنے والا ہوں۔ کیونکہ وہ بُت پرست ہیں اور مَیں بُت شکن ہوں۔ یعنی میں بُت پرستی کا کھنڈن کرتا ہوں۔ اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گورو صاحب کا پہاڑی راجاؤں کے ساتھ سیاسی جھگڑا کوئی نہیں تھا۔ بلکہ محض مذہبی اختلاف کی بنا پر جنگ ہوئی تھی۔

(گورمت سدھاکر ص۱۵۳)

بابو تیجا سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ گورو صاحب نے پہاڑی راجاؤں کی اس دھمکی کا جواب مندرجہ ذیل الفاظ میں ارسال کیا:-

"ہمیں جو خدا کی طرف سے حکم ملا ہے۔ اس کا میں پرچار کرتا رہونگا۔ آپ جیسے دنیا داروں سے ڈر کر میں حق کی تلقین سے باز نہیں رہ سکتا۔ اور دوسری بات آپ نے آنندپور چھوڑنے کے متعلق لکھی ہے۔ اس کا جواب بھی یہ ہے کہ یہ زمین ہمارے بزرگوں نے آپ کے بزرگوں سے قیمتاً خرید کی ہے۔ اگر آپ لڑائی لڑنا چاہتے ہیں۔ تو خالصہ ہمیشہ آپ جیسے لوگوں کی خبر لینے کے لئے تیار رہے" (ترجمہ از ظفرنامہ مترجم دیباچہ)

اس خط و کتابت کا لازمی نتیجہ جنگ ہی ہو سکتی تھی سو شروع ہو گئی۔ اور دونوں طرف سے میدان گرم ہو گیا۔ شروع شروع میں تو پہاڑی راجے گورو صاحب سے خود ہی نپٹتے رہے۔ لیکن بقول سکھ مؤرخین گورو صاحب کی فوجی طاقت ان جنگوں کے نتیجہ میں بہت بڑھ گئی اور پہاڑی راجے دن بدن کمزور ہوتے چلے گئے۔ آخر کار جب معاملہ حد سے بڑھ گیا۔ تو پہاڑی راجے ایک وفد کی صورت میں صوبہ سرہند کی خدمت میں حاضر ہوئے کیونکہ اس تمام علاقہ کا افسر اعلےٰ حکومت دہلی کی طرف سے صوبہ سرہند تھا اور امداد طلب کی چنانچہ تواریخ گورو خالصہ اردو میں مرقوم ہے کہ:-

"جب پہاڑی راجاؤں نے دیکھا کہ سکھوں کو شکست دینا ان کے بس کی بات نہیں۔ فوراً صوبہ سرہند کے قدموں پر جا گرے اور بیس ہزار روپیہ خرچ کا ادا کر کے کمک

کے خواہاں ہوئے۔ الغرض صوبہ سرہند نے بہت سی فوج دے کر راجہ بھیم چند کی مدد کی" (تواریخ گورو خالصہ اُردو ص۱۵۳)

بابو تیجا سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"اس شکست سے شرمندہ ہو کر صوبہ سرہند کو ۲۰ ہزار روپیہ اور راجہ بھیم چند اپنے خاندان میں سے ایک راجپوت لڑکی کا رشتہ دینا طے کر کے اپنی امداد پر گورو صاحب کے خلاف چڑھائی کروا کے لے آئے" (ترجمہ ازظفرنامہ مترجم دیباچہ ص۶)

یہ پہلا موقعہ تھا جبکہ مسلمانوں کی طرف سے سکھوں کے خلاف فوج کشی کی گئی۔ ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ اس فوج کشی سے حکومت کا براہ راست کہاں تک تعلق تھا۔ کیونکہ اس کا خرچ پہاڑی راجاؤں کے ذمہ تھا۔ سکھ تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس سے قبل پہاڑی راجاؤں کی لڑائیوں میں مسلمان گورو گوبند سنگھ صاحب کا ساتھ دیتے رہے۔ چنانچہ بھلگانی کی لڑائی میں سید بدھو شاہ صاحب نے اپنے چار بیٹوں۔ دو بھائیوں اور سات سو مریدوں کو ساتھ لے کر گورو صاحب کی امداد کی۔ اور پہاڑی راجاؤں کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں بدھو شاہ صاحب کے دو بیٹے اور ایک بھائی بھی مارا گیا۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۱۰۲۵)

صوبہ سرہند کی اس فوج کشی سے متعلق مہاشہ سنت رام صاحب آشفتہ تحریر فرماتے ہیں :-

"گوبند سنگھ صاحب نے یلا تمیز ہندو اور مسلمانوں کے لڑائیاں کیں۔ بلکہ زیادہ تران کا جنگ و جدل ہندوؤں کے ساتھ تھا۔ مسلمان حاکموں کو صرف ہندوؤں کی مدد کے لئے شامل ہونا پڑا تھا۔ اور یہ اُن کا اخلاقی فرض تھا۔ کہ اپنے ماتحت اور کمزور ہمسایہ سلطنتوں میں امن و امان قائم رکھیں"۔ (ہندو جاتی ...) صوبہ سرہند کی فوج کے درمیان میں آجانے سے لڑائی کا جو نتیجہ ہونا چاہئے تھا وہی ہوا پہاڑی راجاؤں کو فتح حاصل ہو گئی۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"محمد یعقوب خاں و امیر علی خاں افسران افواج صوبہ سرہند نے معہ راجگان ہی کے پھر دوبارہ ان پر حملہ کیا۔ اور ایسا خون ریز مقابلہ کیا کہ سکھوں کے منہ موڑ دئے۔ اور قلعہ آنندپور میں باہر سے رسد وغیرہ کا جانا بالکل بند کر دیا۔ جب تک رسد اندر رہی سکھوں نے محاصرہ کی بالکل پرواہ نہ کی۔ ایک ایک مٹھی بھنے ہوئے چنوں پر گذارہ کیا۔ اور مقابلہ کو برابر قائم رکھا۔ آخرش جب سکھ لڑتے لڑتے بہت کم رہ گئے۔ فاقہ پر فاقہ گذرنے لگا۔ تب گورو گوبند سنگھ صاحب قلعہ کو چھوڑ کر معہ اپنے باقی ماندہ ہمراہیوں کے باہر نکل کھڑے ہوئے۔ اور دشمن کے حملہ کو نہایت مستقل مزاجی سے روکتے ہوئے دریائے ستلج کو عبور کر کے بسولی کی طرف نکل گئے۔ گو اس لڑائی میں سکھوں کو شکست ہوئی۔ مگر ان کے مخالفین کی تعداد اور طاقت پر جو اس وقت ان سے میں گنی تھی خیال کیا جائے تو ان

کی شکست کو بھی جو اس قدر خونخوار اور پے در پے جنگ کے بعد وقوع میں آئی۔ اور جس میں اُن کے سردار کا بال بیکا بھی نہ ہوا بمنزلہ فتح ہی خیال کرتے ہیں"۔ (تواریخ گورو خالصہ ص۱۵۳)

اس کے بعد گورو گوبند سنگھ دوبارہ ۱۷۵۸ بکرمی میں آنند پور آ گئے۔ اور پہاڑی راجاؤں کی کشمکش کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ بقول گیانی گیان سنگھ صاحب اب کے راجہ بھیم چند نے یہ چال چلی کہ مخبروں کے ذریعہ یہ خبر بھجوا دی کہ گوبند سنگھ صاحب نام کا ایک فقیر خوب زور پکڑتا جا رہا ہے۔ اس نے سکھوں کا ایک نیا مذہب جاری کیا ہے۔ اور دن بدن اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے تمام ڈکیت اور راہزن اس کی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ اگر ابھی سے اس کا تدارک نہ ہوا تو عنقریب یہ ایک بہت بڑا فتنہ پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ اور پھر اس کا فرو کرنا بھی مشکل ہوگا"۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ اردو ص۱۵۵)

اس کے چند دنوں کے بعد راجہ بھیم چند خود چند پہاڑی راجاؤں کو اپنے ہمراہ لے کر اورنگ زیب کے پاس گیا اور فریادی ہوا کہ :-

"سکھوں کے گورو گوبند سنگھ نے ہم لوگوں کو تباہ کر دیا ہے۔ اس کے پیرو لوگ ہمارے ملک کو لوٹ لوٹ کر برباد کر رہے ہیں۔ اور ایسا زبردست شخص ہے۔ کہ جس کا بیان نہیں ہے۔ ہم لوگوں نے کئی مرتبہ اس پر چڑھائی کی مگر ہر بار ناکام رہے۔ اپنی طاقت کو روز بروز بڑھاتا جا رہا ہے۔ کئی ایک قلعے بنا لئے ہیں۔ اور فوج بھرتی کرتا جاتا

ہے۔ اس کی عام تعلیم جنگ کی پیروی میں ہوتی ہے۔ اگر ابھی سے اس کا تدارک نہ ہُوا تو پھر سنبھالنا مشکل ہو جائیگا" (تواریخ گورو خالصہ اُردو صفحہ ۱۵۵)

سردار ہوشیار اسنگھ صاحب نے لکھا ہے کہ اس قسم کی ایک درخواست پہاڑی راجاؤں نے اورنگ زیب کی خدمت میں تحریری طور پر بھی پیش کی تھی۔ ملاحظہ ہو اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۲

کوی سینا پت صاحب نے بھی جو کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے زمانہ میں ہی ہوئے ہیں۔ پہاڑی راجاؤں کا گورُو صاحب سے شکست کھانے کے بعد حکومت سے امداد طلب کرنا بیان کیا ہے۔ (گورسوبھا گرنتھ ادھیائے ۵)

اس کے علاوہ گیانی شیر سنگھ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ راجہ اجمیر چند نے بھی گورُو گوبند سنگھ صاحب کے خلاف ایک درخواست صُوبہ لاہور کو بھجوائی تھی جس کا مضمون یہ تھا کہ:۔

"گورو گوبند سنگھ صاحب بغاوت کی تیاریاں کر رہا ہے۔ سکھ تو اس کی پیروی کر ہی رہے ہیں۔ لیکن ہندو بھی اس کو اپنے دھرم کا محافظ خیال کر کے اس کے جھنڈے تلے جمع ہونے کو تیار ہیں۔ ہم آپ کے وفادار ہیں۔ اگر کچھ دیر اور اس کا انتظام نہ کیا گیا۔ تو یہ بغاوت کی آگ اس قدر بھڑکے گی۔ کہ تمام حکومت میں ایک زلزلہ آجائیگا۔" (ترجمہ از دیگ تیغ دا مالک گورکھی صفحہ ۲۱۹)

راجہ بھیم چند اور دوسرے پہاڑی راجاؤں کی کوششوں کے نتیجہ میں

گوبند سنگھ صاحب کے خلاف پھر نئے سرے سے فوج کشی کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اور پھر دوبارہ آنند پور کا زبردست محاصرہ کیا گیا۔

سیناپت[1] صاحب نے لکھا ہے کہ شاہی فوج نے اس مرتبہ صرف یہ کیا کہ آنند پور کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور اس قدر زبردست محاصرہ کیا کہ باہر سے اناج کا ایک دانہ بھی اندر نہ جانے دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ بھوکے مرنے لگے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

اس ہی بھانت کتی دِن گئے
نگر لوگ ہٹا ڈھے سب بھئے
در کے آگے کری پُکارا
ان بن جیو جاتے ہمارا
دیکھو یہ احوال اب بھیو
رہے ہاڈ چام اڈ گیئو
بنا بھوجن جیون اب ناہی
سو بھی جے ہے سانجھ صباحی
(گور سوبھا گرنتھ ادھیائے ۱۱)

یعنی جب شاہی فوجوں کے محاصرہ کو کئی دن گذر گئے۔ اور باہر سے

---

[1] یہ سیناپت گورو گوبند سنگھ صاحب کے ۵۲ شعرا میں سے تھے اور انہوں نے گورو گوبند سنگھ صاحب کے بعد بھی کچھ زمانہ پایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو دیگ تیغ و اماک مصنفہ گیانی شیر سنگھ صاحب گور بکھی صفحہ ۲۸۲)

ایک دانہ بھی اناج کا اندر نہ جا سکا۔ تو نگر کے لوگ جمع ہو کر گورو صاحب کے پاس جا کر کہنے لگے۔ کہ اب ہمارا یہ حال ہو گیا ہے۔ کہ بغیر کھانے پینے کے صرف ہڈیاں ہی رہ گئی ہیں۔ اور گوشت اُڑ گیا ہے۔ ہماری زندگی بھی خطرہ میں پڑ گئی ہے۔

الغرض اس دفعہ گورو صاحب کے سکھ ان تکالیف کو برداشت نہ کر سکے۔ اور آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ بلکہ بقول سکھ دوانوں کے یہاں تک لکھ کر دے گئے کہ آپ ہمارے گورو نہیں اور ہم آپ کے سکھ نہیں[1]۔ آخر گورو صاحب کو آنند پور چھوڑنا پڑا۔ وہاں سے گورو صاحب چمکور چلے گئے۔ لیکن وہاں بھی فوج نے آپ کا تعاقب کیا۔ وہاں تھوڑی سی جنگ کے بعد آپ وہاں سے نکل گئے۔ اور ماچھی واڑہ کے جنگل میں چلے گئے۔ اور وہاں آپ نے مسلمان

---

[1] سکھ تاریخ کا ایک مشہور و معروف واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ گورو صاحب کے مسندوں نے جن کا کام چندے جمع کرنا اور پرچار کرنا ہوتا تھا۔ تمام آپس میں مل کر یہ مشورہ بھی کیا تھا کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کو معزول کر کے گوریائی کی گدی سے الگ کر دیا جائے۔ اور اُن کی جگہ اُن کے بڑے بیٹے کو گورو مقرر کر دیا جائے۔ اس مشورہ میں گورو صاحب کی والدہ ماجدہ بھی شامل تھیں۔ لیکن اس مشورہ کا علم گورو صاحب کو ہو گیا۔ آپ نے قبل اس کے یہ عمل میں آتا۔ آپ نے ان مسندوں کو بہت سخت سزائیں دیں۔ بعض کو تیل کے تپتے ہوئے کڑاہیوں میں زندہ تل دیا گیا۔ ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ پنتھ مصنفہ گیانی لال سنگھ صاحب صفحہ ۲۴۶۔ اتہاس گورو صاحبان مصنفہ سردار ہوشیار سنگھ صاحب صفحہ ۳۹۴ و تواریخ گورو خالصہ گورمکھی مصنفہ گیانی گیان سنگھ صفحہ ۱۰۹۔ پراچین پنتھ پرکاش مصنفہ بھنگو رتن سنگھ صفحہ ۳۰۔ گورپرتاپ سورج گرنتھ رت ۱۳ انسو ۱۸ اور دیگ تیغ ما مانک صفحہ ۲۶۹

حاجیوں کا لباس اختیار کیا اور اوچ شریف کے پیر بن گئے اور اپنے ساتھیوں کو بھی اسلامی لباس پہنایا اور غنی خاں نبی خاں کے ہاں پناہ[۱] لی اور اس طرح شاہی فوج کے نرغہ سے نکلنے کی کوشش کی +

گیانی گیان سنگھ صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ :۔

"جب گورو صاحب نے اپنا بھیس تبدیل کیا اور اوچ شریف کے پیر بنے تو شاہی افسروں نے اُن کو اپنے ساتھ کھانا کھانے پر مجبور کیا۔ جیسا کہ مرقوم ہے ۔ کہ :۔

+ افسران فوج نے ان کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے پر مجبور کیا۔ جس کی بابت بیان کیا جاتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کیا کہ تُو پرشاد ہم کا ناش کیکر کھانا کھا لیا جائے کچھ حرج نہیں۔ چنانچہ ایسا ہوا اور سبھوں نے بلادریغ سید حسن علی خاں رئیس موضع موٹھو ماجرہ و افغان رحمت خاں ساکن کوٹلہ و قاضی میر محمد خاں وغیرہ کے ساتھ ایک دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا تناول کیا۔ اور خدا خدا کر کے وہاں سے جان بچا کر نکلے۔" (تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۶۲)

---

[۱] سکھ تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب آپ آنند پور کے قلعہ کو چھوڑ کر بے سرو سامانی کی حالت میں پھر رہے تھے۔ تو آپ کئی ایک سکھوں کے مکان پر گئے۔ لیکن کسی نے آپ کو اپنے پاس ٹھہرنے نہ دیا۔ آپ جب روپڑ میں گئے تو تمام روپڑ کے رہنے والوں نے متفقہ طور پر آپ کو ٹھہرنے کی اجازت نہ دی۔ حالانکہ وہاں ایسے لوگ بھی تھے جو آپ کے سکھ کہلاتے تھے۔ لیکن غنی خاں اور نبی خاں بخوشی آپ کو گھر لے گئے اور پناہ دی۔

الغرض ان لڑائیوں میں گورُو صاحب کے بہت سے جوانمرد سکھ کام آئے اور آپ کی فوجی طاقت تقریباً ختم ہو گئی +

گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ جب ماجھہ کے سکھوں کو گورُو صاحب کے اس قدر نقصان کا علم ہُوا تو اُن کو بہت افسوس ہُوا۔ اُنھوں نے گورُو صاحب کو ایک چٹھی لکھی کہ ہم آپ کی اور اورنگ زیب کی صُلح کروا دیتے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ :-

"جب ملک ماجھہ کے سکھوں کو گورو گوبند سنگھ صاحب کے ان کُل مصائب اور تکالیف کا حال معلوم ہُوا تو معزز لوگوں نے جمع ہو کر گورو گوبند سنگھ صاحب کی خدمت میں ایک عرض داشت اس مضمون کی لکھ کر کہ پہلے جتنے گورو ہوئے ہیں۔ وہ سب صلح کل اور امن پسند رہے بالکل فقیری درجہ رکھتے تھے۔ فقیر ہونا اور پھر بادشاہوں کا مقابلہ کرنا بالکل خلاف عقل ہے۔ دیکھئے اس فساد سے کوئی فائدہ نہیں ہُوا۔ آپ کے چاروں صاحبزادے کام آئے اور آپ کو بھی کس قدر مصیبت اُٹھانی پڑی اِس وجہ سے اگر آپ ارشاد کریں تو ہم سب مل کر بادشاہ کے پاس چلے جائیں۔ اور آپ کی صلح کرا دیں۔ روانہ کی۔ اور تین سو جرار سکھ بھی ان کی امداد کے لئے عرضداشت کے ساتھ بھیجے"۔ (تواریخ گورو خالصہ اُردو صفحہ ۱۶۷)

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب اورنگ زیب کو گورو گوبند سنگھ صاحب کے اس قدر نقصان کا علم ہُوا۔ تو اُس کو بھی بہت افسوس ہُوا۔ بلکہ اُس نے

گورو صاحب کو تعزیت کا خط ارسال کیا کہ:۔

"ہند کے پیر سری گوبند سنگھ صاحب جی جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ شاہِ دہلی کو اُن کے معصوم بچوں اور چیلوں اور بے شمار دولت کے برباد ہونے کا افسوس ہے"۔ (ترجمہ از رسالہ ایڈیشنک امرتسر ۱۳ جنوری ۱۹۳۲ء)

اس کے جواب میں گورو صاحب نے ایک مراسلہ اورنگ زیب کی خدمت میں فارسی زبان میں ارسال کیا جو سکھ صاحبان میں ظفرنامہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور سری دسم گرنتھ صاحب کے آخر میں درج ہے۔ اس میں آپ نے اورنگ زیب کی تعریف کرنے کے علاوہ پہاڑی راجاؤں کی زیادتیاں اور بعض سرکاری حکام کی بداعتدالیاں بیان کی ہیں نیز پہاڑی راجاؤں سے لڑائی کی وجہ بھی بیان کی کہ وہ بُت پرست ہیں اور میں بُت شکن ہوں جس کے صاف معنے ہیں کہ گورو صاحب کا پہاڑی راجاؤں سے جو کچھ بھی جھگڑا ہوا۔ وہ محض مذہبی اختلاف کی بناء پر تھا نہ کہ سیاسی۔ لیکن پہاڑی راجاؤں نے حکومت سے مدد طلب کرتے وقت اس کو سیاسی جھگڑا ظاہر کیا تھا۔ اور اسی بناء پر اُن کو امداد حاصل ہوئی تھی۔ ورنہ اگر وہ یہ ظاہر کرتے کہ یہ مذہبی اختلاف کی بناء پر جھگڑا ہو رہا ہے تو شاید پھر حکومت یہ پوزیشن نہ لیتی ‡

سردار گنڈا سنگھ صاحب ہسٹری ریسرچ سکالر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ بعض مؤرخین نے یہ لکھنے کی بھی جرأت کی ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے اورنگ زیب

کی اطاعت اور اسلام قبول کرنے کی عرضیاں بھیجی تھیں[ل] *

(ملاحظہ ہو سکھ اتہاس بارے گورنکھی صہ۳۲)

بھائی سنتو کھ سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بھائی دیا سنگھ صاحب ظفرنامہ لے کر اورنگ زیب کے دربار میں پہنچے اور یہ مراسلہ اورنگ زیب کے ہاتھ میں دیا تو اُس نے کہا کہ :-

بہر نورنگے باک سُناوا
میرو لکھ برادری دعوے

(گور پرتاپ سورج گرنتھ این ۱-انسو ۳۱)

یعنی اورنگ زیب نے کہا کہ میرا گُورو صاحب کے ساتھ برادرانہ تعلق ہے۔ یہ برادرانہ تعلق بت شکنی کی بنا پر ہی تھا۔ کیونکہ گُورو صاحب بھی بُت شکن تھے۔ اور اورنگ زیب کو بُت پرستی سے سخت نفرت تھی۔ وہ بھی اس کا خواہشمند تھا۔ کہ لوگ خُدائے واحد کے آستانہ پر ہی جھکیں۔

[ل] سردار صاحب موصُوف نے اس خیال کی تردید کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

اورنگ زیب نے جب یہ مراسلہ پڑھا اور معلوم کیا کہ محض مذہبی اختلاف کی بنا پر پہاڑی راجاؤں اور گورو صاحب کے درمیان لڑائی ہوئی ہے۔ تو اُس نے بقول گیانی گیان سنگھ صاحب گورو صاحب کے اس مراسلہ کے جواب میں تحریر فرمایا کہ :۔

میرے عملہ نے بُت پرست پہاڑی راجاؤں کے کہنے پر آپ پر سختی کی۔ جسکی سزا میں خود وہلی آ کر اُن کو دونگا۔ آپ جس قدر جلد ممکن ہو میرے پاس پہنچنے کی کوشش کریں"۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۱۳۶۶)

نیز یہ بھی لکھا کہ :۔

"میں نے کُل حاکمانِ پنجاب کے نام فرمان جاری کر دئے اور اُمید ہے کہ آئندہ آپ سے کوئی مقابلہ نہیں کریگا"۔ (تواریخ گورو خالصہ اُردو ص ۱۷۰)

ایک اور سکھ دوست تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"بادشاہ نے ظفر نامہ کے جواب میں لکھا کہ آپ مجھے درشن دیں اور آپ کے ساتھ جو زیادتیاں کی گئی ہیں۔ ان کے عوض میں مجرموں کے لئے مناسب سزائیں تجویز کریں"۔ (ترجمہ از دساں گوروواں دا سنکھیپ جیون چرتر ص ۵۶)

گیانی پرتاپ سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت اورنگ زیب نے اس ظفر نامہ کے جواب میں معتصم خاں وزیر دہلی کے نام یہ فرمان جاری کیا کہ :۔

"گورو صاحب کو تنگ نہ کیا جائے۔ اُن کی ضبط شدہ جائداد میں سے اخراجات کے لئے رقم ادا کی جائے۔ اور اُن کو دکن آنے کے لئے کہا جائے"۔ (گورمت لیکچر ص۴۰۶)

اس کے ساتھ ہی اورنگ زیب نے صوبہ سرھند کی بھی جواب طلبی کے لئے مندرجہ ذیل فرمان جاری کیا کہ:۔

"آپ نے نانک شاہ خدا پرست کے گدی نشین پر پہاڑی بُت پرست راجاؤں کے کہنے پر دھوکہ سے مجھ سے حکم لے کر لشکر کشی نہیں کرنی تھی۔ کیونکہ جب اُس نے شاہی نقصان کوئی نہیں کیا تھا تو پھر وہ ناحق کروڑوں روپے اور ہزاروں شاہی آدمی کیوں مروا دئے۔ یہ بہت بُرا کام کیا۔ اور آپ نے کونسا دیس (ملک) اور خزانہ حاصل کرنا تھا جو اس قدر لڑائی شروع کر دی۔ اس کا جواب دھرم سے دینا اور آئندہ اس پیر کی طرف بُری آنکھ سے بھی نہ دیکھنا۔ جہاں اُس کا دل چاہے رہے (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۱۳۶۶)

اورنگ زیب کی جواب طلبی ظاہر کرتی ہے۔ کہ پہاڑی راجاؤں نے ایک مذہبی جنگ کو سیاسی جنگ ظاہر کر کے حکومتِ وقت سے امداد حاصل کی۔ اورنگ زیب کو یہ بات بہت ناگوار گذری کہ مذہبی جنگ کو سیاسی جنگ ظاہر کر کے حکومت کو دھوکہ دیا گیا ہے:۔

اس خط و کتابت کے نتیجہ میں گورو گوبند سنگھ صاحب اورنگ زیب سے ملنے کے لئے دکن کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی گورو صاحب راستہ میں ہی تھے

کہ شہنشاہ اورنگ زیب اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے +

گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا قتل

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ جب گورو صاحب نے آنند پور کا قلعہ چھوڑا تو آپ کے دو بچے آپ کے ساتھ چمکور کی طرف آ گئے اور دو چھوٹے بچے اپنی دادی صاحبہ کے ساتھ گنگو برہمن کے گھر موضع کھیڑی میں چلے گئے[ل]۔ جہاں سے اس نے مخبری کر کے ان کو گرفتار کروا دیا۔ اور یہ دونوں بچے صوبہ سرہند کے حکم سے مروا دئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی سکھ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ جب یہ بچے صوبہ سرہند کے دربار میں پیش کئے گئے تو مالیر کوٹلہ کے نواب شیر محمد خان نے کہا کہ:-

"ان شیر خوار بے گناہ بچوں کو مارنا بڑا بھاری گناہ ہے۔ ان معصوم بچوں کو مارنے سے نیک نامی نہ ہوگی" (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۲۴۸)

گیانی شیر سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ نواب شیر محمد مالیر کوٹلہ کے پٹھان نے کہا کہ:-

---

ل کوی سیناپت صاحب لکھتے ہیں کہ گورو صاحب کے چاروں بچے ان کے ہمراہ چمکور گئے تھے اور وہاں سے دو بچے شاہی فوج گرفتار کر کے سرہند لے آئی تھی۔ جہاں اُن کی موت واقعہ ہوئی (ملاحظہ ہو گورسوبھا گرنتھ مصنفہ کوی سیناپت صفحہ ۷۲ و ۷۳) یاد رہے کہ کوی سیناپت صاحب گورو گوبند سنگھ صاحب کے ۵۲ شعراء میں سے تھے +

”اے نواب ان بے گناہ بچوں کو دُکھ دینا شریعت کے خلاف ہے“۔ (دیگ تیغ دا مالک ص۱۷۸)

لیکن پاس بیٹھے ہوئے ایک ہندو دیوان نے جس کا نام سچا نند تھا کہا کہ:-

سانپ کے بچّوں کو چھوڑنا اچھّا نہیں“۔ ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۱۲۸۸ دیگ تیغ دا مالک ص۱۸۰

دیوان سچانند کی اس مخالفت کی وجہ سکھ کُتب میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ گُورو صاحب کے بچّوں کو اپنی لڑکیوں کا رشتہ دینے کا خواہشمند تھا۔ لیکن گورو صاحب نے انکار کر دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو پراچین پنتھ پرکاش ص۴۸ وگور پرتاپ سُورج گرنتھا۔ انسو ۵۱)

بابُو تیجا سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:-

”نواب شیر محمد مالیر کوٹلہ والے بول اُٹھے کہ ان معصوم بچّوں کا کیا قصُور ہے قصُور باپ کا اور جان ان کی لی جائے۔ بہادری تو یہ ہے کہ ان کے باپ سے جنگ لڑی جائے۔ ممکن تھا کہ نواب کچھ رحم کرتا۔ لیکن پاس سے دشٹ سچانند جو اُس کا دیوان تھا۔ بول پڑا کہ سانپ کے بچے سانپ ہوتے ہیں۔ اس بات نے ظالم خاں کے دل پر بارود کا کام کیا“۔ (ظفر نامہ مترجم ص۱۶)

گویا ان بچّوں کا قتل بقول سکھ وِدوانوں کے دیوان سچانند کی انگیخت پر ہُوا۔ لیکن مشہور ہندو وِدوان بھائی پرمانند صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ صُوبہ سرہند نے یہ بچّے اپنے دیوان کے سپرد کر دیئے تھے کہ وہ خود ہی اُن کا فیصلہ کر دے چنانچہ مرقوم ہے کہ:-

"دونوں بچے گرفتار کرکے صوبیدار سرہند کے پاس لائے گئے۔ صوبیدار نے شاہی قیدیوں کے طور پر رکھا۔ ایک دن دربار میں بیٹھے ہوئے صوبیدار نے کہا۔ لڑکو تم کیا کرو گے۔ اگر تمہیں آزاد کردیا جائے۔ بچوں نے جواب دیا کہ ہم فوج اکٹھی کرینگے۔ اور تمہارے ساتھ جنگ کرینگے۔ صوبیدار نے کہا کہ تم کیا کرو گے اگر ہار جاؤ گے۔ بچوں نے جواب دیا ہم پھر فوج اکٹھی کرینگے۔ اور یا تم کو مارینگے یا خود مارے جائینگے۔ صوبیدار نے غصہ میں آکر اپنے دیوان کلچس کو کہا کہ وہ اپنے گھر لے جائے۔ اور بچوں کا فیصلہ کرے۔" (تاریخ پنجاب صد ۳۲۱)

اس سے ظاہر ہے کہ صوبیدار سرہند نے خود کوئی سزا نہیں دی بلکہ اس نے گورو صاحب کے بچوں کو سزا دینے کے لئے اپنے دیوان کے سپرد کردیا۔ نیز کوئی سزا بھی تجویز نہ کی +

سکھ مؤرخین نے گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کے واقعات بیان کرتے ہوئے جس قسم کی مبالغہ آمیزیاں کی ہیں۔ اور متضاد باتوں کے طومار لگائے ہیں۔ ان سے خود سکھ محققین بہت پریشان ہو رہے ہیں +

بچوں کی تعداد میں اختلاف

سکھ ودوان گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کی تعداد عموماً چار بتاتے ہیں۔ جن کے نام اُن کے نزدیک یہ ہیں :-

(۱) اجیت سنگھ - (۲) جھجا سنگھ - (۳) زورآور سنگھ - (۴) فتح سنگھ -

لیکن بھائی ویر سنگھ صاحب امرتسری لکھتے ہیں - کہ :-

"یہ خیال بھی کیا جاتا ہے کہ جھجا سنگھ اور زورآور سنگھ ایک ہی صاحبزادہ کے دو نام تھے - ایک نام تھا اور دوسرا لقب"۔ (ترجمہ از گور پرتاپ سورج گرنتھ سمت ۱۹۸۴)

(۲) اکالی کور سنگھ صاحب نہنگ نے گورو گرنتھ صاحب کے انڈکس کی ابتداء میں گورو گوبند سنگھ صاحب کی ایک تصویر شائع کی ہے جس کے متعلق انہوں نے تحریر کیا ہے کہ یہ گورو صاحب موصوف کے دربار میں حاضر ہو کر ایک مصور نے تیار کی تھی - اور اس کے تیار ہونے کا سمت ۱۷۵۵ بکرمی بتایا گیا ہے - اور اس کے بعد یہ تصویر بابا اسٹھی سنگھ صاحب کے پاس رہی اور اس کے بعد یہ ایک اداسی سکھ کے پاس رہی جس سے اکالی کور سنگھ صاحب نے حاصل کر کے شائع کی - اس تصویر میں گورو گوبند سنگھ صاحب کے تین ہی صاحبزادے ظاہر کئے گئے ہیں ۔

اس کے علاوہ یہ تصویر رسالہ پھلواڑی کے اتہاس نمبر میں بھی شائع کی گئی ہے - اور اس میں اس کے متعلق یہاں لکھ دیا گیا ہے کہ :-

"یہ سب سے پرانی تصویر گورو صاحب کی ہے . . . . یہ تصویر گورو صاحب کے خاص دربار میں تیار ہوئی تھی . . . . ۵۵ . ۵۰ ۱۷ بکرمی میں کوئی مصور گورو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا - جس نے گورو صاحب کی اجازت سے اس کو تیار کیا -

اور گورو صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ . . . یہ تصویر پُرانی تصاویر کی پرکھ کرنے والوں کو بتائی گئی۔ وہ اس کو ڈیڑھ سو سال سے زیادہ پُرانے عرصہ کی بتاتے ہیں۔ اس تصویر میں تین صاحبزادہ ظاہر کیے گئے ہیں"۔

(رسالہ پھلواڑی اتہاس نمبر جنوری ۱۹۳۰ء)

الغرض اس تصویر سے بھی گورو صاحب کے تین صاحبزادے ہی ظاہر ہوتے ہیں +

ناموں میں اختلاف

اس کے علاوہ سرہند میں مرنے والے گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کے ناموں میں بھی سکھ مؤرخین اور مصنّفین کو اختلاف ہے بعض نے ان کے نام بابا زورآور سنگھ صاحب اور فتح سنگھ بیان کئے ہیں (پھلواڑی کا اتہاس نمبر صفحہ ۳۰۵ مضمون سردار خزان سنگھ) عجیب اتفاق کی بات ہے کہ یہی صاحب سرہند کے مرنے والوں کے نام اپنے اسی مضمون میں زورآور سنگھ صاحب چمکور میں شہید ہونا بیان کرتے ہیں (پھلواڑی کا اتہاس نمبر ۳۰۵)۔

اس کے علاوہ بعض لوگوں کے نزدیک سرہند میں مرنے والوں کے نام بابا جھجھار سنگھ صاحب اور بابا فتح سنگھ صاحب ہیں۔ ملاحظہ ہو پھلواری کا اتہاس نمبر صفحہ ۳۰۵۔ گور پرتاپ سورج گرنتھ مضمون سردار سردول سنگھ صاحب کویشر۔ گوربلاس پاتشاہی دس۔ وغیرہ +

بعض نے ان بچوں کے نام زورآور سنگھ صاحب اور اجیت سنگھ بیان کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو عمدۃ التواریخ مصنفہ لالہ سوہن لال صفحہ ۵۹۔ تاریخ پنجاب مصنفہ بوٹے شاہ صفحہ ۱۲۲

اور بعض کتب میں ان کے نام فتح سنگھ اور اجیت سنگھ ظاہر کئے گئے ہیں۔ (مہما پرکاش باوا سروپ چند بھلہ صفحہ ۳۴)

بعض کے نزدیک گورو صاحب کے چاروں بچے سرہند میں مروائے گئے تھے۔ (ملاحظہ ہو ظفرنامہ رنجیت سنگھ مصنفہ گھنیا لال صفحہ ۴۹)

قتل کی تاریخ میں اختلاف

بعض مؤرخین نے سرہند میں مرنے والے بچوں کی تاریخ وفات ۳ پوہ ۱۷۶۲ بکرمی بیان کی ہے۔ (ملاحظہ ہو کلغیدھر چمتکار صفحہ ۱۰۶) اور دیگ تیغ داما لک مصنفہ گیانی شیر سنگھ صاحب صفحہ ۲۸۲۔ اور بعض کے نزدیک ان کی تاریخ وفات ۳ پوہ سمت ۱۷۶۱ بکرمی ہے (ملاحظہ ہو گورو بنساولی مصنفہ گیانی لال سنگھ صاحب صفحہ ۱۲۹ و گوردوارے درشن مصنفہ گیانی ٹھاکر سنگھ صاحب صفحہ ۱۰۶)

عمروں میں اختلاف

سکھ مؤرخین نے سرہند میں مرنے والوں کی عمر سے متعلق بھی عجیب و غریب

باتیں بیان کی ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ اس قدر چھوٹے تھے کہ گھوڑے کی سواری کرنے کے قابل نہ تھے۔ ملاحظہ ہو پھلواڑی کا اتہاس تمبر صفحہ ۳۰۲ اور بعض نے لکھا ہے کہ وہ ابھی باتیں بھی صاف نہ کر سکتے تھے بلکہ توتلی زبان بولتے تھے (رت داگنگو مصنفہ مہنت سندر سنگھ صاحب اکالی صفحہ ۴۰) اور بھنگو رتن سنگھ صاحب نے ان کو شیر خوار بچے بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو پراچین پنتھ پرکاش ایڈیشن دوم صفحہ ۴۲۔ گیانی لال سنگھ صاحب نے ایک بچے کی عمر ۷ سال اور دوسرے کی ۹ سال بیان کی ہے۔ (ملاحظہ ہو گور رنبسا ولی صفحہ ۱۲۹) اور بابو تیجا سنگھ صاحب نے ان بچوں کی عمر ۷ سال اور ۹ سال ظاہر کی ہے (ظفر نامہ مترجم دیباچہ صفحہ ۱۶) سردار ہوشیار سنگھ صاحب نے بھی ان بچوں کی عمر سات سال اور نو سال ہی بیان کی ہے۔ (اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۱۴۷)

نوعیت قتل میں اختلاف

سکھ مؤرخین گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کے قتل کا الزام مسلمانوں پر لگاتے ہیں لیکن اس الزام میں وہ جس قدر بھی باتیں بیان کرتے ہیں۔ وہ سب کی سب ایک دوسرے سے مختلف بیان کی گئی ہے۔ بھنگو رتن سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ سرہند میں گورو گوبند سنگھ صاحب کے دونوں بچے ذبح کئے گئے (ملاحظہ ہو پراچین پنتھ پرکاش) اس سے صاف ظاہر ہے کہ بھنگو رتن سنگھ

صاحب کے نزدیک دیوار میں بچوں کو نہیں چُنا گیا لیکن اس کے برعکس اکثر سکھ مؤرخین ان بچوں کو دیوار میں چُنا بیان کرتے ہیں۔

کوی سینا پت صاحب گورو گوبند سنگھ صاحب کے ان بچوں کا "جھوٹ ہی پرلوک سدھائے" کے مطابق لڑائی کرتے ہوئے مارا جانا بیان کرتے ہیں۔

(ملاحظہ گورسوبھا گرنتھ)

پرنسپل تیجا سنگھ صاحب ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"اس واقعہ کے قریب زمانہ کی کتب میں۔ صاحبزادوں کا قتل کیا جانا مرقوم ہے۔

لیکن بعد کی کُتب میں دیواروں کی بنیادوں میں چنوایا جانا مذکور ہے۔۔۔۔

اگر وہ قلعہ کی بُنیادوں میں چنوائے جاتے۔ تو موجودہ تنجی صاحب کی یادگار کسی

قلعہ کی دیوار پر بنائی گئی ہوتی"۔ (ترجمہ از رسالہ کومل سنسار جنوری ۱۹۴۰ء)

بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ گورو صاحب کے ان بچوں کو آٹھ دن قید رکھنے کے بعد بند بند جُدا کروا کے مروا دیا گیا (خالصہ سماچار امرتسر ۱۶ مئی ۱۹۴۲ء)

اور بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ گورو صاحب کے بچے قتل ہونے سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔ جلادوں نے مُردہ بچوں کو قتل کیا۔

(پنتھ پرکاش مصنفہ گیانی گیان سنگھ)

وجہ قتل میں اختلاف

بعض نے گورو صاحب کے ان بچوں کے قتل کی وجہ سلام کرنے سے انکار کرنے پر صوبہ

سرہند کا غصہ میں قتل کا حکم دینا بیان کیا ہے۔ مہما پرکاش صـ ۳۴ بعض نے ان کا لڑائی کرتے ہوئے مارا جانا رقم فرمایا ہے۔ (گورسوبھا گرنتھ) اور بعض نے اسلام کو قبول کرنے سے انکار قتل کی وجہ بیان کی ہے۔ (گوربلاس پاتشاہی دس)

گوروگوبند سنگھ صاحب تک اس خبر کو پہنچانے والوں میں اختلاف

سکھ مؤرخین کو اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ سرہند کے اس واقعہ کی خبر گوروگوبند سنگھ تک کس نے پہنچائی بعض نے یہ لکھنے پر ہی اکتفا کیا ہے کہ ایک سکھ نے گورو صاحب سے آکر عرض کیا کہ سرہند میں آپ کے دو بچے مروائے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو پراچین پنتھ پرکاش گیانی لال سنگھ صاحب نے اس راوی کا نام "نورا" بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو گورو نبساولی صـ ۱۳۵ اور گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ "ماہی" نے آکر بتایا کہ دونوں بچے سرہند میں مارے گئے ہیں۔ (تواریخ گوروخالصہ گورمکھی صـ ۱۲۸۸)

بہادر شاہ اور گوروگوبند سنگھ صاحب

اورنگ زیب کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں سخت تنازعہ برپا ہوا۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ وہ ہندوستان کا بادشاہ بنے۔ اس کے چھوٹے لڑکے اعظم نے جو بقول گیانی گیان سنگھ صاحب ان دنوں دکن میں اپنے باپ کے

ساتھ تھا۔ ہندوستان کا بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ چونکہ وہ اپنے باپ کے ساتھ رہتا تھا۔ اس وجہ سے اکثر جنگی سامان اور بڑے بڑے بہادر جرنیل اس کے ہاتھ آ گئے اور اُس نے جلد سے جلد دہلی پہنچنے کی تیاری شروع کر دی +

گیانی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ جب گورو گوبند سنگھ صاحب کو اس بات کا علم ہوا کہ دہلی کا تخت اورنگ زیب کا چھوٹا لڑکا اعظم سنبھالنا چاہتا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ :-

"تخت کا حقدار تو اورنگ زیب کا بڑا لڑکا ہے۔ اعظم شاہ کو تو اس کی موت لا رہی ہے" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۱۳۸۲)

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ اورنگ زیب کے بڑے لڑکے معظم نے جب یہ دیکھا اعظم دہلی کا تخت سنبھالنے میں کوشاں ہے۔ تو اُس نے بھی اُس کی مزاحمت کے لئے تیاری شروع کر دی نیز اُس نے اپنی طاقت کو کمزور پا کر سکھوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اپنے منشی نند لال اور حاکم رائے کو گورو گوبند سنگھ صاحب کے پاس ارسال کیا۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ ص ۱۳۸۲)

جب بادشاہ کے بھیجے ہوئے یہ دونوں مصاحب گورو صاحب کے پاس پہنچے اور بہادر شاہ کے لئے امداد طلب کی۔ تو گورو صاحب اس کے لئے تیار ہو گئے۔ بلکہ آپ نے نند لال سے کہا کہ آپ اس وقت اپنے ساتھ پچیس سکھ لے جائیں۔ بعد میں ہم بھی دوسرے بہادروں کو ساتھ لے کر آتے ہیں۔ اور

بہادر شاہ سے کہہ دیں کہ بہادری سے مقابلہ کرے۔ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ بہادر شاہ نے ان پچیس سکھوں کا روزینہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ :-

"پچیس سکھوں کو ساتھ لے کر نند لال گورو صاحب سے فتح کی اشیرباد لے کر بہادر شاہ سے متھرا کے پاس آملا۔ سکھوں کو دیکھ کر بہادر شاہ بہت خوش ہوا اور دو روپے روز سوار اور پانچ روپے روز سردار کا روزینہ مقرر کر کے اپنے ساتھ رہنے کا حکم دیا"۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۱۳۸۶)

اس کے بعد بھی جس قدر سکھ بہادر شاہ کے پاس آتے رہے۔ وہ بقول گیانی گیان سنگھ صاحب اُن سب کا روزینہ بھائی دیا سنگھ دھرم سنگھ اور نند لال کے ذریعہ مقرر کرتا رہا۔

بعض مؤرخین نے یہ لکھا ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے بہادر شاہ کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ مسٹر الفنسٹن تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"سر جان میلکم صاحب کا بیان اور فارسٹر صاحب کا سیاحت نامہ ص ۲۶۳ اس مؤرخ نے بیان کیا ہے کہ گورو گوبند سنگھ مُغلوں کی ملازمت میں تھوڑی سی فوج کا حاکم ہو گیا تھا"۔ (تاریخ ہند الفنسٹن مطبوعہ علی گڑھ ص ۴۵)

مسٹر کننگھم نے لکھا ہے :-

Bhadur shah summoned Govind

to his Camp. The Gooroo went, He was treated with respect and he received a military Command in the Vally of the Godavery. The Emperor Perhaps thought that the leader of insurrectionary juts might be usefully employed in opposing rebellious Marhatas And Govind perhaps saw in the Imperial Service a ready way of desarming l suspicion and reorganizing his followers.

(History of Sikhs by Cunningham Page 36)

سردار گنڈا سنگھ صاحب سکھ ہسٹری ریسرچ سکالر تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"بہادر شاہ نے اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں وزیر خاں کے نام فرمان جاری کیا تھا کہ گورو صاحب کو تین سو روپیہ یومیہ دیا جائے"

(سکھ اتہاس بارے صفحہ ۵)

مسٹر الفنسٹن لکھتے ہیں کہ:-

Sir J Malcolm Forsters travels.
P. 263 the Latter author states that
Guru Govind had a smal Command
in the Mogul service; which is
Confirmed by Khafi Khan"

یعنی گورو صاحب کو بہادر شاہ کی فوج میں ایک معمولی ملازمت حاصل ہوئی +

مسٹر فارسٹر اپنے سفرنامہ میں رقم فرماتے ہیں کہ:-

The sicques say he even received
marks of favour from Bhader-
-Shah, who being opprised of his
militry abilities gave hin a charge
in the army which marched in to
the Decan to appose the rebellion
of Kambuchsh P. 262. 263

یعنی سکھ کہتے ہیں کہ بہادر شاہ نے گورو صاحب سے بہت اچھا برتاؤ

کیا اور اُن کی فوجی قابلیت معلوم ہونے پر اپنی فوج میں عہدہ دے دیا ۔
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فارسٹر کے زمانہ میں ایسے سکھ لوگ موجود تھے جو گورو گوبند سنگھ صاحب کا بہادر شاہ کی فوج میں ملازمت اختیار کرنا تسلیم کرتے تھے ۔

خافی خاں نے لکھا ہے کہ :-

"در ایامے کہ بہادر شاہ متوجہ حیدر آباد گردیدند ۔ گوبند نام از سرگروہان آن قومے بدنام در رقاب رفت نمود" ۔

بقول سکھ مؤرخین گورو گوبند سنگھ صاحب کے بہادر شاہ کی امداد میں آنے کی وجہ سے بہادر شاہ کامیاب ہو گیا ۔ اور دہلی کے تخت کا وارث ہو گیا ۔ بہادر شاہ نے تاج پوشی کی رسم ادا کرنے کے بعد نند لال اور اپنے ماموں اُن بیا بیگ کو گورو صاحب کے پاس سلام کرنے کے لئے ارسال کیا اور سکھوں کی فوج کا روزینہ بھی بھیجا ۔ دوسرے دن بادشاہ خود گورو صاحب کے پاس آیا اور لڑائی میں امداد دینے کا شکریہ ادا کیا ۔ بلکہ گورو صاحب کو اپنے ہمراہ دہلی جانے کے لئے بھی درخواست کی ۔ اس کے بعد :-

"بہادر شاہ نے ڈیرے آکر سوا لاکھ روپے کی اشرفیاں خالصہ جی کو خرچ کے لئے انعام اور ایک پالکی اور ہاتھی گورو صاحب کے لئے ارسال کیں اور خود دہلی کی طرف روانہ ہو گیا ۔" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ۳۶۲)

گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ جب بہادر شاہ اور گورو گوبند سنگھ صاحب دہلی پہنچ گئے۔ تو ایک دن گورو صاحب نے بہادر شاہ سے کہا کہ :۔

"جس طرح آپ کے بڑے جہانگیر نے میرے دادا ہرگوبند صاحب کے ہاتھ چندو دُشٹ کا بازو پکڑا دیا تھا۔ اور اُنہوں نے اس کو اپنے حسب پسند سزا دی تھی۔ اسی طرح ان سترہ آدمیوں[1] کو ہمارے حوالہ کر دو۔ تاکہ ہم اُن کو اُن کے اعمال کا بدلہ دے سکیں"۔ ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۳۹۴

بہادر شاہ نے گورو صاحب کے اس مطالبہ کو پُورا کرنے کے لئے کچھ مُہلت چاہی۔ اور فرمایا کہ :۔

"سردست آپ کو جو پرگنہ پسند ہے۔ وہ مجھ سے جاگیر کے طور پر لے لیں اور وہاں رہیں جس قدر آپ کا آنند پور میں سامان جاتا رہا ہے۔ اس سے زیادہ میں اب دے دیتا ہوں۔ اور سکھوں کو بھی جو آپ کا دل چاہے جاگیریں اور انعام دلوا دوں میں ابھی دینے کو تیار ہوں۔ آپ مجھے اپنا خادم خیال کر کے ارشاد فرمائیں"۔

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۳۹۵)

---

[1] ان سترہ آدمیوں کی فہرست تواریخ گورو خالصہ میں یوں بیان کی گئی :۔

صوبہ سرہند مجید خاں۔ سچا نند اس کا دیوان۔ مکرم خاں نواب روپڑ۔ دلاور خاں صوبہ لاہور۔ ناظم دین نائب ناظم جالندھر۔ شمس خاں۔ کرم چند چوہدری۔ گنگا رام۔ جانی خاں۔ مانی خاں۔ راجہ رام سرن پنڈوری۔ راجہ اجمیر چند کہلوری۔ ظالم خاں ہمارے والا۔ غالم خاں۔ فتح خاں قصوری ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۹۴

اس کے بعد بہادر شاہ نے پانچ لاکھ روپیہ نقد اور کچھ اشرفیاں ان سکھوں کے خرچ اور انعام کے لیے جو جنگ میں ماجھہ اور مالوہ سے گورو صاحب نے بلائے ہوئے تھے) گورو صاحب کے ڈیرہ پر ارسال کر دیں۔ اور ایک لاکھ کا زیور سونے اور چاندی کے برتن۔ ریشمی کپڑے ماتا سندری کے لئے حویلی میں بھجوا دئے۔ نیز ان کے لنگر کے لئے (جہاں سے تمام غربا کو کھانا ملتا تھا) سوا سو رسد اور پچاس گھوڑوں کے لئے دانہ روزانہ اور بارہ ہزار نقد سالانہ قائم کر دیا (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صـ ۱۳۹۶)۔

اس کے بعد بھی بہادر شاہ کی طرف سے گورو صاحب کو روزینہ ملتا رہا۔ (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صـ ۱۴۰۲) بلکہ ایک مرتبہ پھر بہادر شاہ نے بہت قیمتی اشیاء گورو صاحب کی نذر کیں چنانچہ مرقوم ہے کہ :-

"بہادر شاہ نے کلغی سرپیچ موتیاں والا تلوار۔ ڈھال۔ کمان۔ خلعت جو کہ قیمتی کپڑے کا بنا ہوا تھا یہ تمام سامان سوا لاکھ روپے کا تھا جو گورو صاحب کی نذر کیا"۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صـ ۱۴۰۳)

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ بعض سکھوں نے فرضی طور پر گورو صاحب کا نام استعمال کر کے بھی جاگیریں حاصل کیں۔ چنانچہ سوڈھی ابھے سنگھ نے جو گورو صاحب کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ یہ سن کر کہ گورو صاحب کے بہادر شاہ سے بہت خوشگوار تعلقات ہیں۔ دہلی کا قصد کیا۔ اور اس نے اپنے آپ کو گورو صاحب

کی اولاد ظاہر کر کے بہادر شاہ سے جاگیر حاصل کی۔ گیانی گیان سنگھ صاحب رقم فرماتے ہیں کہ:-

"اوس نے (یعنی سوڈھی اجیت سنگھ نے) اپنے آپ کو گورو صاحب کی اولاد اور گورو صاحب کی فرمائش ظاہر کر کے موضع کوٹھے کی زمین کا پٹہ بادشاہ سے لکھا لیا۔ اُس زمین میں آج کل چار گاؤں آباد ہیں" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۳۹۶)

گیانی گیان سنگھ صاحب موصوف فرماتے ہیں۔ کہ جب سوڈھی اجیت سنگھ نے بہادر شاہ سے جاگیر حاصل کر لی۔ تو گورو گوبند سنگھ صاحب کے بعض جاٹ سکھوں نے آپ کو کئی مرتبہ طعنہ دیا کہ آپ نے بھی ہم سے کھتریوں والا ہی معاملہ کیا ہے۔ اپنے خاندان کی ہی پرورش کی ہے۔ جو سکھ آپ کے اشارہ پر مرنے مارنے کے لئے تیار تھے۔ اُن کو تو آپ نے کار بیگار کی بھی معافی نہیں دلوائی۔ لیکن سوڈھی کو جھٹ سے جاگیر دلوا دی۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۳۹۶)

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب بہادر شاہ گورو صاحب کو ساتھ لے کر دکن کی طرف جا رہا تھا تو راستہ میں ایک مرتبہ مسلمان سپاہیوں کا سکھ سپاہیوں سے جھگڑا ہو گیا۔ یہ جھگڑا بہت طول پکڑ گیا۔ اور فریقین کے بہت سے آدمی کام آ گئے۔ گورو صاحب کا ایک خاص مان سنگھ بھی اس لڑائی میں مارا گیا۔ بہادر شاہ کو جب اس جھگڑے کا علم ہوا تو اُس نے مان سنگھ کا قاتل معہ دو سو کے قریب سپاہیوں کے قید کر کے گورو صاحب کے حوالہ کر دئے اور کہا

کہ یہ آپ کے مجرم ہیں۔ بلکہ خود بھی معذرت کے لئے آیا۔ گورو صاحب نے
بادشاہ کا یہ برتاؤ دیکھ کر ان سب کو معاف کر دیا (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۱۲۲۵
اور دیگ تیغ دا مالک مصنفہ گیانی شیر سنگھ ص ۵۸۹)

اس کے بعد پھر ایک مرتبہ سکھوں کے سٹوریا رسے نے پر اور مسلمانوں کے گائے
ذبح کرنے پر جھگڑا ہو گیا اس میں بھی بہت سے آدمی مارے گئے۔ بہادر شاہ کو
جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے گائے ذبح کرنے والے مسلمانوں کو سزا دی۔
اور معاملہ رفع دفع کر دیا اس کے بعد گورو صاحب نے اپنا ڈیرہ شاہی لشکر
سے الگ کر لیا۔ یا آپ آگے رہتے یا پیچھے تاکہ کسی قسم کا تصادم نہ ہو سکے۔
(ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۱۲۱۷)

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب بہادر شاہ
کے ساتھ دکن کی طرف جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں برہان پور کی سنگت نے آپ کو
چند یوم کے لئے روک لیا۔ بہادر شاہ کو جب علم ہوا تو اس نے اپنے خاص آدمی بھیج
کر گورو صاحب کو بلوا لیا۔ اور گورو صاحب کے ڈیرہ پہنچ کر اشرفیوں کی تھیلی گورو
صاحب کی نذر کی چنانچہ مرقوم ہے کہ :-

"بہادر شاہ گورو صاحب کے ڈیرہ پر آیا۔ اور اشرفیوں کی تھیلی پیش کر کے سلام
کیا۔ ... گورو صاحب نے فرمایا کہ ہمیں برہان پور کی سنگت نے بڑے پریم سے
روک لیا تھا۔ اب تیری محبت کھینچ لائی ہے۔ ورنہ راستہ میں رُک گئے

والے اور بھی بہت سے پریمی ملتے رہے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا"+

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۴۲)

گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات

سکھ کتب میں گورو صاحب کی وفات سے متعلق بھی جو واقعات لکھے ہیں۔ وہ بہت ہی عجیب وغریب ہیں۔ بعض نے یہ لکھا ہے کہ گورو صاحب موصوف نے پیندے خاں پٹھان کے پوتوں کو جن کے دادا کو گورو گوبند سنگھ صاحب کے دادا گورو ہرگوبند صاحب نے مروایا تھا۔ یہ کہکر اپنے قتل کے لئے اُکسایا کرتے تھے کہ جو اپنے باپ دادا کا بدلہ نہ لے وہ نامرد ہے (گورو وار درشن صفحہ ۴۰) اس پر ایک دن اُنہوں نے گورو صاحب پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ لیکن گورو صاحب بچ گئے۔ آپ کے پیٹ میں زخم آگیا۔ بہادر شاہ کو جب اس کا پتہ چلا۔ تو اُس نے فوراً شاہی طبیب گورو صاحب کی تیمارداری کے لئے روانہ کئے۔ اور گورو صاحب کا زخم اچھا ہو گیا جب گورو صاحب کے زخم کے اچھا ہونے کا علم بہادر شاہ کو ہوا تو اُس نے بہت صدقہ اور خیرات کی۔ نیز گورو صاحب کے لئے بھی بہت سے تحفے روانہ کئے اور کچھ نقدی بھی ارسال کی (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۲۳۷) پھر ایک دن گورو صاحب نے اپنے سکھوں سے کہکر اپنے لئے چتا تیار کروائی اور اس کے ارد گرد قنات لگوائی اور خود زندہ اس چتا میں چلے گئے۔

اور اس طرح آپ کی وفات ہو گئی۔ (ملاحظہ ہو۔ گور پرتاپ سورج گرنتھ۔ این ۱۲ انسو ۲ ص ۶۳۳۲ و تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۱۴۴۳)

اس کے علاوہ بعض لوگوں نے گورو صاحب پر پٹھانوں کا حملہ بہادر شاہ کی سازش کے نتیجہ میں بیان کیا ہے۔ (میاں بلی گورو گوبند سنگھ مصنفہ دولت رائے ص ۲۱۳ و جنم ساکھی سری گورو گوبند سنگھ صاحب مصنفہ دیا رام صاحب عاکف ص ۱۹۷)

گیانی گیان سنگھ صاحب نے ان پٹھانوں کا اس حملہ کے لئے تیار ہونا گورو گوبند سنگھ صاحب کی زبان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین کو گالیاں سُننے کے نتیجہ میں لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۴۳۸)

گیانی پرتاپ سنگھ صاحب نے گورو گوبند سنگھ پر قاتلانہ حملہ کرنے والے پٹھانوں کے متعلق لکھا ہے۔

"اصل بات یہ ہے کہ پٹھان صوبہ سرہند نے قتل کرنے کے لئے بھیجے تھے (گورمت لیکچر ص ۲۴)

یہی صاحب ان پٹھانوں کو گورو صاحب کے قتل کے لئے مسلمانوں کا اُبھارنا بیان کرتے ہیں (ملاحظہ گوردھا سنگرہ ص ۲۷)

گیانی لال سنگھ صاحب نے گورو صاحب کا قتل بہادر شاہ کے اہلکاروں کی سازش کا نتیجہ بیان کیا ہے۔ (تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۱۷۵ سکھ اتہاس بارے ص ۵۰-۵۱)

مسلمان حاکموں اور بادشاہوں کی طرف سے

سکھ گورو صاحبان کو جاگیریں اور نذریں

سکھ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمان حاکموں اور بادشاہوں نے اپنے عہد حکومت میں سکھ گورو صاحبان کی خدمت میں سینکڑوں اور ہزاروں گھماؤں کی جاگیریں علاوہ نقد و جنس کے پیش کیں۔ ان جاگیروں کا بیشتر حصہ آج تک سکھ گوردواروں کے نام پر چلا آرہا ہے مسلمان بادشاہوں کی اس قسم کی رواداری ایک نہایت عمدہ اور شاندار مثال ہے۔ ان جاگیروں سے بھی اس امر پر بخوبی روشنی پڑتی ہے کہ سکھ بھائیوں کا عہد اسلامی کو بدنام کرنا حقیقت کے سراسر خلاف ہے +

دنیا کی تاریخ سے ہمیں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی قوم کی حکومت نے غیر قوم اور غیر مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اتنی جاگیریں عطا کی ہوں جتنی کہ مسلمان بادشاہوں نے سکھ گورو صاحبان یا سکھ گوردواروں کو نذر کی ہیں۔ اس کے باوجود ہمارے سکھ بھائیوں کا عہد اسلامی کو بدنام کرنا احسان فراموشی کے مترادف ہے۔

اب ہم ذیل میں ان جاگیروں سے متعلق سکھ کتب کے حوالہ جات سے نقل کرتے ہیں:-

(۱) رائے بلار کی طرف سے جاگیریں

(۱) گوردوارہ جنم استھان ننکانہ صاحب کے نام رائے بلار کی طرف سے بہت زمین بطور جاگیر کے چلی آرہی ہے چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

"ننکانہ صاحب سب کا سب ہی گوردوارہ کی ملکیت ہے۔ رائے بلار نے تمام رقبہ گورو صاحب کے لئے وقف کر دیا تھا۔" (گوردھام دیدار ص۱۲۶)

(۲) گوردوارہ بال لیلا

گوردوارہ بال لیلا کے ساتھ جاگیر:۔

"۱۲۰ مربعہ زمین اور ۳۱ روپے سالانہ جاگیر رائے بلار کی طرف سے مقرر ہے" (ترجمہ از گوردھام دیدار گورمکھی ص۱۲۵)

(۳) گوردوارہ مال جی صاحب

یہ گوردوارہ بھی ننکانہ صاحب میں ہی ہے۔ اس گوردوارہ کے ساتھ رائے بلار نے مندرجہ ذیل جاگیر لگائی ہوئی ہے:۔

"۱۹۰ مربعہ زمین اور ۵۰/۔ سالانہ جاگیر رائے بلار کے وقت سے مقرر ہے۔" (گوردھام دیدار ص۱۲۸)

(۴) گوردوارہ کیارہ صاحب

یہ بھی حضرت بابا نانک صاحب کی یادگار میں ایک گوردوارہ ہے۔ جو ننکانہ صاحب میں ہے۔ اس گوردوارہ کے ساتھ بھی رائے بلار کی طرف سے

جاگیر مقرر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"اس گوردوارہ کے ساتھ ۷۵ مربعہ زمین رائے بلار کے وقت سے مقرر ہے"۔ (گوردھام دیدار ص۱۲۵)

(۵) تالاب

پنڈت دیارام صاحب عاکف لکھتے ہیں کہ:۔

"ایک مرتبہ جناب بابا نانک صاحب اپنے گاؤں آئے۔ آپ نے ذکر کیا کہ یہاں پر تالاب کوئی نہیں ہے۔ رائے بلار نے گورو صاحب کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے فوراً "نانک سر" کے نام پر ایک تالاب بنا دیا۔ ملاحظہ ہو (سوانحعمری گورونانک دیو جی مہاراج ص۲۴)

بلکہ پنڈت صاحب موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ رائے بلار نے گورو صاحب کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش بھی ظاہر کی اور ان کو یہاں تک کہ دیا کہ:۔

"میری خواہش ہے کہ آپ اس جگہ رہیں۔ فقیروں کی ملاقات عاجزوں بیکسوں کو خیرات کرنے کا اشتیاق آپ کو بہت ہے۔ تین چاہات کی اراضی اس کام کے لئے بنام آپ کے وقف کر دیتا ہوں۔ اس کی آمدنی سے سدابرت اور لنگر عام جاری فرمائیے"۔

(سوانحعمری گورونانک دیو جی مہاراج ص۲۳)

اکبر کی طرف سے جاگیریں

گوروامرداس صاحب کو جاگیر

سکھ تاریخ میں مذکور ہے۔ کہ اکبر بادشاہ سکھ گورو صاحبان سے نہایت محبت بھرا برتاؤ کرتا رہا۔ چنانچہ ایک مرتبہ یہ گوروامرداس صاحب سے ملنے کے لئے آیا۔ تو اُس نے ۸۴ گاؤں کی جاگیر گورو صاحب کی نذر کی جیسا کہ لکھا ہے کہ :۔

پن کہ موپر کرنا کیجے
کچھ گاؤں لنگر کو لیجے

. . . .

تبے شاہ پن بنتی اچرے
کچھ گاؤں بی بی کو دیوؤں
سرنہ بہ جو سم سکھ ہیووں

. . . .

سری مکھ سوں گورکیں اچارا
رامداس مالک نردھارا
تن کو دیہہ شاہ دیہہ کینے

چوراسی گاؤں گورو کو دیئے
رام داس گورو گاؤں سوپائے
اچھہ شاہ کی پور کرلئے (گوربلاس پاتشاہی چھٹی)

ان چوراسی گاؤں حسب ذیل ہیں۔

مرقوم ہے کہ:۔

اس بیڑ کے چوراسی گاؤں کی فہرست بھی سکھ کتب میں مذکور ہے چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

(۱) جھبال۔(۲) گدڑی۔(۳) بگھیاڑی۔(۴) ایماں۔(۵) ٹھٹھہ کسیل۔(۶) ڈھنڈ۔(۷) سرسنگھ۔(۸) سنگھ پورہ۔(۹) نوردی۔(۱۰) پنڈوری تخت مل۔(۱۱) چبہ۔(۱۲) گلوالی۔(۱۳) این۔(۱۴) بھوڑد۔(۱۵) خیردی۔(۱۶) ٹھٹ گڑھ۔(۱۷) میاں پور۔(۱۸) جگت پور۔(۱۹) سہابجنا۔(۲۰) باسر کے۔(۲۱) کھاپڑ۔(۲۲) ٹھاندے۔(۲۳) مولو چک۔(۲۴) بھراڑی۔(۲۵) گمان پورہ۔(۲۶) رام پورہ۔(۲۷) وڈالی گورو۔(۲۸) کوٹ سید محمود۔(۲۹) گول وڑ۔(۳۰) رٹول۔(۳۱) دریال۔(۳۲) چاٹی ونڈ۔(۳۳) چھیٹے کلاں۔(۳۴) سلطان ونڈ۔(۳۵) دوبرجی۔(۳۶) تونگ۔(۳۷) ولّہ۔(۳۸) ویرکہ۔(۳۹) ننگلی۔(۴۰) نوشہرہ۔(۴۱) بل۔(۴۲) مراد پورہ۔(۴۳) گنگالہ۔(۴۴) بل سوچندر۔(۴۵) ہیر گنبو

(۴۷) میراں کوٹ۔ (۴۸) ماہل۔ (۴۹) گھنوپور کالا۔ (۵۰) خیر آباد۔
(۵۱) ڈھول کلاں۔ (۵۲) خاصہ۔ (۵۳) کھر ملیاں۔ (۵۴) ہوشیار نگر
(۵۵) ننھوپور۔ (۵۶) تاجو چک۔ (۵۷) ٹھکنا۔ (۵۸) چھیچھ۔ (۵۹)
ماہنا۔ (۶۰) راجہ تال۔ (۶۱) بھروپال۔ (۶۲) بھسے (۶۳) دودے
(۶۴) لیٹیہ۔ (۶۵) سکھو چک۔ (۶۶) گنڈی ونڈ۔ (۶۷) سرائے امانت خاں۔
(۶۸) نوشہرہ ڈھالہ۔ (۶۹) چاہل۔ (۷۰) بچھر۔ (۷۱) سوہل ٹھٹی۔ (۷۲)
گگوبوہا۔ (۷۳) پنج وڑ۔ (۷۴) لالو گھمن۔ (۷۵) مولووالی۔ (۷۶) موسیٰ پور
(۷۷) پلاسور۔ (۷۸) رسول پور۔ (۷۹) مُغل چک۔ (۸۰) روڑے حاصل۔
(۸۱) کدگل۔ (۸۲) پنڈوری گولہ۔ (۸۳) ملیاں۔ (۸۴) ڈیو"

(گوردھام دیدار صفحہ ۸۹-۹۰)

گیانی ٹھاکر سنگھ صاحب نے ۸۵ گاؤں کا دیا جانا بیان کیا ہے۔
(ملاحظہ ہو گوردوارے درشن صفحہ ۶۱۳)

اس جاگیر کے متعلق ایک سکھ وِدوان گیانی ٹھاکر سنگھ صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"اکبر سے قبل بھی خواہ مسلمان بادشاہوں نے سکھ گورو صاحبان سے پریم کیا تھا۔ لیکن اس بادشاہ نے اسلام کا سکھوں کے ساتھ وہ تعلق قائم کیا جو کبھی بھی ٹوٹنے والا نہیں۔ پرگنہ جھبال کے ۸۴ گاؤں شری گورو امرداس جی

کی بیٹی بی بی بھان صاحبہ کے نام لگوا دئے۔ جن میں دین و دُنیا کا مرکز شری امرت سر بھی آباد ہے"۔ (ترجمہ از رسالہ ایڈیشک امرتسر جون جولائی ۱۹۴۳ء)

گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اکبر کی عطا کردہ جاگیر پر جب دربار صاحب بنانے کا وقت آیا تو گورو ارجن صاحب نے اس کا سنگ بنیاد حضرت میاں میر صاحب کے مقدس ہاتھوں سے رکھوایا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ اُردو ص۸۷

یہ مثال ہمارے مُلک کی تاریخ کی ایک نہایت شاندار اور عُمدہ مثال تھی۔ اس سے ہمارے ان بھائیوں کو جو مسجدوں اور گورد واروں کے نام پر ایک دوسرے کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ایک بہت بڑا سبق حاصل ہو سکتا۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے سِکھ بھائیوں کے موجودہ زمانہ کے مؤرخ محض تعصّب کی بناء پر اس مثال پر پردہ ڈالنے میں کوشاں ہیں۔ چنانچہ سردار ہوشیار سنگھ صاحب نے حال ہی میں ایک کتاب "اتہاس سکھ گُورو صاحبان" کے نام پر شائع کی ہے۔ اس میں آپ ہر مندر صاحب کے سنگِ بنیاد کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"یکم ماگھ ۱۶۴۵ بکرمی کو سری ہر مندر صاحب کی بُنیاد گورو ارجن صاحب نے اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھی"۔ (ملاحظہ ہو ص۱۸۷)

گورو امداس صاحب کو جاگیر

گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"سمت ۱۶۳۳ بکرمی جب اکبر بادشاہ لاہور کو گیا تو اُن کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سُنکر زیارت کو آیا ۔ اور موضع سلطان ونڈ و تونگ وغیرہ قصبات گردو نواح کی زمین کو گورو چک کے ساتھ شامل کر کے ان کی سند معافی ملکیدی اور موضع مذکور کی زمین کا قطع بالکل علیحدہ کر دیا۔" (تواریخ گورو خالصہ اُردو ص۵۰)

گورو ارجن صاحب کو کرتارپور کی دھرمسالہ کیلئے جاگیر

سردار جی ۔ بی سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"یہاں کرتارپور ہی اکبر بادشاہ نے ڈیرہ پر آکر گرنتھ صاحب سُنا ۔ اور خوش ہو کر کرتارپور دھرمسالہ کے لئے بہت سی زمین پیش کی۔"

(ترجمہ از پراچین بیڑاں گورمکھی ص۱۹)

جہانگیر کی طرف سے جاگیریں

گورو ارجن صاحب کو جاگیر

سکھ کُتب میں مرقوم ہے کہ جہانگیر ابھی تخت پر بھی نہیں بیٹھا تھا کہ اُس نے کرتارپور کی دھرمسالہ کے لئے ایک بہت بڑی جاگیر گورو ارجن صاحب کی خدمت میں پیش کی تھی چنانچہ مشہور و معروف سکھ ودوان سردار بہادر

سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"اکبر کے زمانہ میں شہزادہ سلیم (جہانگیر) نے اس کی معافی کا پٹہ دھرمسالہ کرتارپور کے نام سمت ۱۶۵۵ بکرمی میں دیا تھا جس میں رقبہ ۱۸۹۶۲ گھماؤں ۷ کنال اور ۱۵ مرلہ درج ہے" (مہان کوش صفحہ ۹۰۲)

اس کے علاوہ کرتارپور کے گرنتھ صاحب میں جس کو ہمارے اکثر سکھ دوست گورو گرنتھ صاحب کا اصل نسخہ تسلیم کرتے ہیں مرقوم ہے کہ :-

"سمت ۱۶۵۵ جہانگیر بادشاہ نے گورو ارجن صاحب کو رقبہ کرتارپور دیا۔ دھرمسالہ کے لئے ۱۸۹۶۲ ایکڑ۔ ۷ کنال ۱۵ مرلہ" (ترجمہ از راگ مالا گھنڈل گورمکھی صفحہ ۳)

مسٹر میکالف تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جہانگیر گورو ہرگوبند صاحب کے ہمراہ امرتسر آیا۔ اور خواہش ظاہر کی کہ میں ہرمندر مکمل کروانے کے تمام اخراجات ادا کرنا چاہتا ہوں چنانچہ لکھا ہے کہ :-

"بادشاہ نے پرشاد کرایا۔ اور کہا کہ آپ ہرمندر صاحب کو مکمل تیار کرا لو۔ میں اس کے تمام اخراجات ادا کرونگا" (ترجمہ از میکالف اتہاس حصہ سوم صفحہ ۳۶)

گورو ہرگوبند صاحب کو جاگیر

گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جہانگیر نے جب چندو کو گورو ہرگوبند صاحب کے حوالہ کیا تو اس کی جاگیر میں سے روہیلہ گاؤں ضبط کر کے گورو صاحب کے نام لگا دیا جس کو گورو صاحب نے دوبارہ اپنے نام پر آباد کیا چنانچہ لکھا

ہے کہ :-

"روہیہ گاؤں دیوان چندو شاہی مجرم کا جو جہانگیر نے اجاڑ کر گورو صاحب کی نذر کیا تھا۔ وہ شاہی سند لے کر اپنے نام کا گاؤں آباد کیا۔ اور اس میں ایک مسجد بھی بنوائی جس کو گرانے کے لئے ہندوؤں کو جمع کر کے بھگوانے بڑا بھاری شور مچایا۔ اور فساد کیا جس میں وہ اسی برس کا ضعیف مارا گیا۔"

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۵۹۸)

اس کے علاوہ سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب گورو ہرگوبند صاحب کے دشمنوں نے آپ کے خلاف جہانگیر کے پاس رپورٹ کی۔ اور اس نے آپ کو دربار میں طلب کیا تو بقول گیانی گیان سنگھ صاحب بجائے اظہار خفگی کے ان کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آیا۔ بلکہ پانچ سو روپیہ روزینہ خرچ کے واسطے مقرر کر کے ان کو رخصت کیا۔" (تواریخ گورو خالصہ)

حضرت اورنگ زیب کی طرف سے جاگیر

سکھ تاریخ میں مذکور ہے کہ جب اورنگ زیب نے گورو ہر رائے صاحب کو دہلی یاد فرمایا۔ اور آپ نے اپنی نمائندگی میں اپنے بڑے لڑکے سری رام رائے کو ارسال کیا تو بادشاہ نے رام رائے کے لئے ۵۰۰ نقد روزینہ مقرر کیا۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ :-

رام رائے صاحب کو روزینہ

"بادشاہ نے گورو ہرگوبند صاحب کے پچھلے سرشتے کے مطابق اڑھائی سو رسد اور پانچ سو روپیہ نقد روزینہ ملنے کا حکم دیا اور چوبدار خدمت میں مقرر کر دیئے گئے اور جملہ اشیاء بھیج دی گئیں"

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ صد ۶۵ گورمکھی)

گورو ہرکرشن صاحب کو روزینہ

گورو ہر رائے صاحب کی وفات کے بعد جب گورو ہرکرشن صاحب سکھوں کے گورو مقرر ہوئے تو بادشاہ نے اُن کو گورو رام رائے کے زور دینے پر دہلی طلب کیا۔ جب وہ دہلی تشریف لے گئے تو ان کے لئے ۵۰۰ روزینہ مقرر کیا گیا۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"راجہ جے سنگھ صاحب نے بادشاہ کو گورو صاحب کے آنے کی خبر دی تو اورنگ زیب نے گورو ہرگوبند صاحب کے سرشتے کے مطابق اڑھائی سو رسد پانچ سو نقد روزینہ مقرر کر کے حکم دیا کہ کسی وقت دربار میں بُلا کر درشن کرینگے" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صد ۸۶)

سکھ تاریخ میں یہ بھی تحریر ہے کہ جب گورو ہر رائے کے فرزند اکبر رام رائے نے اپنے چھوٹے بھائی گورو ہرکرشن کے خلاف گورپائی کا مقدمہ کر دیا۔ اور یہ مقدمہ اورنگ زیب کے دربار میں پیش ہوا۔ اورنگ زیب نے گورپائی

کی گدی کا فیصلہ گورو ہر کرشن صاحب کے حق میں دیا۔ اور رام رائے کو اپنے پاس سے ڈیرہ دون میں ایک بہت بڑی جاگیر عطا کر دی۔ اور یہ جاگیر اب تک دربار صاحب گورو رام رائے ڈیرہ دون کے نام پر چلی آ رہی ہے۔ چنانچہ برہم سَرو دونکر شرما صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"(اورنگ زیب نے) اس خیال سے کہ گورو رام رائے کی زندگی کے دن آرام سے گذریں۔ اُن کو ڈیرہ دون کے علاقہ میں سات گاؤں عطا کئے۔ اس وقت سے دھامہ والی۔ چامہ ساری۔ ترتا والی۔ پنڈت واڑی۔ کھڑ بڑا۔ میاں والا اور راج پور گاؤں اُن کو مل گئے" (ترجمہ از شری گورو رام رائے مہاراج اور اُن کے چمتکار ہندی صت ۳۸)

اس کے علاوہ سکھ مؤرخین نے بھی اورنگ زیب کی اس جاگیر کا ذکر کیا ہے۔

گورو تیغ بہادر صاحب کو جاگیر

گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ نواب کریم بخش اور نواب رحیم بخش صاحبان نے دو باغ اور ایک گاؤں گورو تیغ بہادر صاحب کی نذر کیا تھا۔ چنانچہ مرقوم ہے :-

"ایک گاؤں اور دو باغ گورو کے لنگر کے لئے اُنہوں نے (یعنی نواب کریم بخش رحیم بخش نے) نذر کئے تھے۔ جو اب تک ہرمندر والے پوجاریوں کے قبضہ میں ہیں"۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صت ۹۳۳)

گورو گوبند سنگھ صاحب کو نذریں

گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے بہادر شاہ کی فوج میں شامل ہو کر لڑائی کی جب بہادر شاہ کو فتح ہوئی تو اُس نے گورو صاحب اور سکھوں کو کافی رقوم پیش کیں۔ چنانچہ گیانی صاحب فرماتے ہیں کہ :۔

بادشاہ نے پانچ لاکھ روپیہ اور کچھ سکھوں کو انعام دینے کے لئے (جو جنگ میں شامل ہونے کے لئے گورو صاحب کے بلانے پر ماجھہ اور مالوہ سے آئے تھے، گورو صاحب کے ڈیرہ میں بھیج دیا۔ اور ایک لاکھ کا زیور۔ سونے چاندی کے برتن ریشمی و پشمینہ کے کپڑے ماتا سندری اور صاحب دیواں کے پاس حویلی میں بھجوا دئے۔ نیز اُن کے لنگر کے لئے (جہاں تمام غرباء کو کھانا ملتا تھا) سوا سو رسد اور پچاس گھوڑوں کا دانہ گھاس روزانہ اور بارہ ہزار نقد سالانہ قائم کر دیا۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ، گورمکھی صفحہ ۳۹۶)

ایک اور موقعہ پر بہادر شاہ نے پھر بہت سی قیمتی اشیاء گورو صاحب کی نذر کیں۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ :۔

"بہادر شاہ نے کلغی۔ سرپیچ موتیاں والا۔ تلوار۔ ڈھال۔ کمان خلعت قیمتی کپڑے کا۔ یہ تمام سامان سوا لاکھ روپے کا تھا۔ گورو صاحب کی خدمت میں پیش کیا"۔ (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ)

گیانی ٹھاکر سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ بہادر شاہ نے گورو صاحب کی

خدمت میں ایک تلوار بھی پیش کی جو حضرت امام حسین کی یادگار تھی چنانچہ مرقوم ہے

کہ "یہ تلوار حضرت حسین کے ہاتھوں کی ہے جو اورنگ زیب کے بیٹے بہادر شاہ نے گورو صاحب کی نذر کی تھی" (ترجمہ از گوردوارے درشن ص۱۰۰)

اس تلوار کی لمبائی معہ دستہ چار فٹ تین انچ ہے اور چوڑائی معہ دستہ پانچ انچ درمیان میں دو انچ آخر میں تیز نوک ہے۔ اور اس کا وزن ۳۲ چھٹانک ہے اور یہ تلوار آج کل آنند پور صاحب میں موجود ہے۔ اور سکھ بھائی بڑی شردھا اور عقیدت سے اس کے درشن کرتے ہیں۔ اس تلوار کے ایک طرف مندرجہ ذیل عبارت ہے:-

نصر من اللہ و فتح قریب

محیط علم را کندر امیر المومنین حیدر

امام الجن و الانس و وصی المصطفیٰ احقا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور دوسری طرف یہ لکھا ہے کہ:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا فتح الا علی لا سیف الا ذوالفقار

تحفہ است علی فاطمہ حسن و حسین

(مہان کوش ص۳۱۰)

آج کل سکھ لوگ جو گوردوارہ کے درشنوں کے لئے وہاں جاتے ہیں۔ وہ اس تلوار کو بھی سجدہ کرتے ہیں ٭

گیانی گیان سنگھ صاحب یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ سوڈھی ابھے سنگھ صاحب نے فرضی طور پر گورو گوبند سنگھ کا نام استعمال کرکے جاگیر حاصل کی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"اس نے (یعنی سوڈھی ابھے سنگھ نے) اپنے آپ کو گورو کی اولاد اور گورو صاحب کی فرمائش ظاہر کر کے موضع کوٹھہ کی زمین کا پٹہ بادشاہ سے کروالیا۔ جس زمین میں اب چار گاؤں آباد ہیں۔" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۳۹۶)

سردار گنڈا سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"بہادر شاہ نے اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں وزیر خاں کے نام فرمان جاری کیا تھا کہ گورو صاحب کو تین سو روپیہ دیا جائے۔" (ترجمہ از سکھ اتہاس بارے صفحہ ۵۰)

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب بندہ بہادر نے دکن سے آکر پنجاب میں قتل و غارت کا سلسلہ[1] شروع کر دیا۔ تو بہادر شاہ نے منشی نند لال کو بہت تحفہ تحائف دے کر گورو گوبند سنگھ کے پاس ارسال کیا اور عرض کی کہ:۔

"آپ مجھ پر مہربانی کریں اپنے چیلے بندہ بہادر کو غدر مچانے سے روک دیں اور لوٹ مار سے بھی منع کر دیں۔ اس کے گذارہ کیلئے جو کچھ آپ کی رائے ہو اتنا علاقہ معہ ... کے اس کو دے دیا جائے۔" (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۴۲۰)

گیانی گیان سنگھ صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

"پھر ایک مرتبہ بہادر شاہ احمد نگر کی طرف سے گولکنڈے کو جاتا ہوا گورو صاحب کی خدمت میں نانڈیر حاضر ہوا۔ اور اکاون اشرفیاں اور ایک قیمتی ہیرا گورو صاحب کی نذر کیا۔" (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۴۳۰)

---

[1] بندہ بہادر کے قتل و غارت کے مفصل حالات ہم آئندہ انشاء اللہ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں بیان کریں گے

ان جاگیروں اور نذروں کے علاوہ آجکل نگر حضور صاحب ناندیر حیدرآباد دکن کے
گوردوارہ کو جو کہ گورو گوبند صاحب کی آخری یادگار ہے۔ نظام حیدرآباد کی طرف سے
چودہ ہزار سالانہ جاگیر اب بھی حاصل ہے۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۲۲۵)
سکھ کُتب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ:۔

بہادر شاہ نے نہ صرف یہ کہ اپنے پاس سے ہی گورو گوبند سنگھ صاحب کو نذریں پیش کیں۔ بلکہ دوسرے راجاؤں اور مہاراجاؤں سے بھی نذریں دلوائیں چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ جب بہادر شاہ گورو صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر دکن کی طرف جا رہا تھا۔ تو راستہ میں راجپوتانہ کے راجے بادشاہ کے پاس نذریں لے کر آئے لیکن جیسے جیسے کوئی راجہ بادشاہ سے آکر ملتا رہا۔ وہ سب سے گورو صاحب کو حسب توفیق نذریں دلواتا رہا۔ (ترجمہ تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۲۵)

اسی طرح ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ بہادر شاہ نے اجمیر پہنچکر ایک بہت بڑا دربار لگایا۔ اور اس میں بھی بہادر شاہ نے گورو صاحب کو راجاؤں سے نذریں دلوائیں۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

"اجمیر میں ایک بڑا بھاری دربار ہوا جس میں اس علاقہ کے تمام راجاؤں اور نوابوں نے نذرانے پیش کر کے خلعت حاصل کئے اور بادشاہ نے گورو صاحب کی تعریف سُنا کر سب سے نذریں دلوائیں۔" (ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۲۱۶)

نظام حیدرآباد کی طرف سے جاگیر

نظام حیدرآباد کی ریاست میں ناندیر ایک قصبہ ہے۔ اس میں گورُو

گوبند سنگھ صاحب نے اپنی زندگی کے آخری ایام بسر کئے ہیں اور یہاں پر ہی اُن کی وفات ہوئی تھی۔ چنانچہ گورو صاحب موصوف کی آخری یادگار گوردوارہ حضور صاحبؒ کے نام پر موسوم ہے۔ اس کے علاوہ نگینہ گھاٹ، ہیرا گھاٹ وغیرہ اور بھی بہت سے گوردوارے ہیں جو گورو گوبند صاحب کی یادگار ہیں۔ ان گوردواروں کے ساتھ نظام حیدرآباد کی طرف سے جاگیر چلی آ رہی ہے۔ اور آج بھی وہ جاگیر قائم ہے۔ ملاحظہ ہو گوردھام دیدار ص۳۶ ۸)

گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"بارہ چودہ ہزار روپے کی جاگیر نظام حیدرآباد کی طرف سے اب بھی ملتی ہے"۔

(تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۲۵)

اودھ کے نوابوں کی طرف سے جاگیر

پیلی بھیت (یو۔پی) میں بھی ہمارے سکھ بھائیوں کے بعض گوردوارے قائم ہیں۔ ان میں سے ایک مشہور گوردوارہ "نانک متا" ہے۔ اس گوردوارہ کے ساتھ اودھ کے نوابوں کی عطیہ جاگیر چلی آ رہی ہے۔ سردار جی۔بی سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اس گوردوارہ "نانک متا" کے ساتھ کچھ گاؤں کی زمین جاگیر میں ہے۔ یہ جاگیر اودھ کے نوابوں نے دی ہے"

(ترجمہ از پراچین بیڑاں ص۲۸۱)